طریق الی اللہ

اولیاء اللہ کی پہچان

نسبت مع اللہ کے آثار

قلب سلیم

طریق محبت

حقانیت اسلام

عظمت صحابہ

ایمان اہل صالحین کا رابطہ

دل شکستہ کی قیمت

نسبت مع اللہ کی شان و شوکت

# مواعظ دردِ محبت

جلد نہم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس

مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال نمبر ۲، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۱۸۲، کراچی۔

فون: ۳۴۹۹۲۱۷۶

# مواعظِ دردِ محبّت

## جلد نہم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲، کراچی ۴۷ پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون : ۳۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ : مواعظِ دردِ محبت ( جلد نہم )

واعظ : شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع مرتب : حضرت سید عشرت جمیل لقب میر صاحب مدظلہم العالی

باہتمام : حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب دامت برکاتہم



## انتساب

احقر کی جملہ تصنیفات و تالیفات مُرشدنا مولانا محی السنۃ حضرتِ اقدس شاہ ابرارُ الحق صاحب رحمۃُ اللہ علیہ اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃُ اللہ علیہ اور حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃُ اللہ علیہ کی صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں۔

محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اللہ کے فضل وکرم سے میرے دادا عارف باللہ حضرت اقدس مرشدنا و مولانا شاہ حکیم **محمد اختر** صاحب دامت برکاتہم کے اصلاحی بیانات "مواعظ دردِ محبت" نو جلدوں کی شکل میں شائع ہو چکی ہیں۔ اور "مواعظ دردِ محبت" جلد نمبر دس ان شاء اللہ بہت جلد شائع ہونیوالی ہے۔ مواعظ دردِ محبت کی ہر جلد میں دس وعظ شامل ہیں۔ اس طرح نو جلدوں میں سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر 1 سے سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر 90 تک شامل ہیں الحمدللہ دادا کی تمام تصانیف اور ہمارے تمام اکابرین کی تصانیف کتب خانہ مظہری سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوتی ہیں۔ اللہ پاک اخلاص کے ساتھ اپنے دین کا کام کرنے کی سعادت عطا فرمائیں۔ رب کائنات جل شانہ اپنی بارگاہ میں اس محنت کو شرف قبولیت عطا فرمائیں۔ اور محبوب کائنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی وشفاعت کا ذریعہ بنائیں۔ (آمین)

اللہ پاک نے میرے دادا کے ارشادات عالیہ میں عجیب تاثیر عطا فرمائی ہے۔ جس سے ملک و بیرون ملک ہزاروں بندگانِ خدا کی زندگیوں میں انقلاب آگیا۔ اللہ تعالیٰ اس عالم کے گوشہ گوشہ میں میرے دادا کے دردِ دل کی آواز نشر فرمادیں۔ اور شرف قبولیت عطا فرمائیں اور قیامت تک کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین۔

اللہ رب العزت میرے دادا کے فیوض وبرکات کو ہمیشہ جاری رکھیں۔ (آمین)

حافظ محمد ابراہیم عفی اللہ تعالیٰ عنہ
ناظم کتب خانہ مظہری

# حسن ترتیب

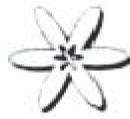
سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۸۱

# طریق الی اللہ



شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲، کراچی ۴۷ پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون : ۴۹۹۲۱۷۶



بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے | محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے ہی نازوں کے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے | جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

# انتساب

**احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات**

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

**صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں**

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

# ضروری تفصیل

نامِ وعظ: طریق الی اللہ

نامِ واعظ: عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالھم علینا الٰی مأۃٍ وَّ عشرین سنۃً

تاریخِ وعظ: ۱۰؍صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۵؍مئی ۲۰۰۰ء بروز پیر

وقت: بعد نمازِ عصر

مقام: جامعہ فاروقیہ راولپنڈی

موضوع: آیاتِ قرآنی سے مسائلِ سلوک کا استدلال

مرتب: یکے از خدام حضرت والا مدظلہم العالی (سید عشرت جمیل میرؔ صاحب)

کمپوزنگ: مفتی محمد عاصم صاحب مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

اشاعت اوّل: شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ مطابق اگست ۲۰۰۹ء

تعداد: ۲۲۰۰

باہتمام: ابراھیم برادران سلمہم الرحمٰن
کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال نمبر ۲، کراچی

# فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# طریق الی اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.
وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًاO رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًاO وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ
وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًاO
(سورۃ المزمل، آیۃ:۸۔۱۰)

حضراتِ سامعین، طلباء کرام و مہتمم صاحب دامت برکاتہم، حافظ...... صاحب کے خلوص و محبت اور بار بار تقاضے سے اس شدید گرمی میں باوجود بیماری کے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہاں آنے کی توفیق اور ہمت دی اور میں حق تعالیٰ کی اس رحمت کا شکر گذار ہوں کہ بارش ہوگئی جس سے گرمی میں اعتدال آ گیا۔

میں نے جو آیات تلاوت کیں ان کی تفسیر سے پہلے طلباء کرام کے لیے کچھ خصوصی نصیحتیں پیش کرتا ہوں۔ حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر طلباء کرام تین کام کرلیں تو وہ بہت قابل عالم ہوں گے اور ان کی قابلیت اور استعداد کی میں ضمانت لیتا ہوں، نمبرا۔ رات کو کتاب کا مطالعہ کریں۔ قطب العالم مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ

علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بلا مطالعہ پڑھنا اور پڑھانا دونوں حرام ہیں، اس بات کو میں اپنے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا سن چکا ہوں، میرے شیخ ایک واسطے سے بخاری شریف میں قطب العالم مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے یعنی مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا ماجد علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف پڑھی اور میرے شیخ نے مولانا ماجد علی سے پڑھی اور میں نے اپنے شیخ سے پڑھی گو اقتباساً اقتباساً پڑھا سبقاً سبقاً بالاستیعاب پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔

## اہل اللہ کی اپنے شاگردوں سے محبت

مولانا ماجد علی جونپوری کے ساتھ مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھتے تھے۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا تعلق تھا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمانہ میں استادوں کو اپنے شاگردوں سے کیسی محبت ہوتی تھی۔

ایک مرتبہ مولانا یحییٰ صاحب نے عرض کیا کہ میں ضروری کام سے جارہا ہوں شام تک آجاؤں گا، جب شام تک نہیں آئے اور سورج ڈوب گیا تو مولانا رشید احمد گنگوہی قطب العالم اپنے شاگرد کی یاد میں تڑپنے لگے اور اپنے گھر کے صحن میں ٹہل ٹہل کر روتے ہوئے یہ مصرع پڑھتے تھے ؎

او وعدہ فراموش تو مت آئیو اب بھی
جس طرح سے دن گذرا گذر جائے گی شب بھی

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے زمانے میں اللہ والوں کو اپنے شاگردوں سے کیسی محبت ہوتی تھی۔ یہ روایت میں اپنے مرشد شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے براہِ راست

مرفوعاً نقل کررہا ہوں، اس میں میرے سوا کوئی اور واسطہ نہیں ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بارہ مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی اور مجھ سے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس طرح زیارت کی کہ آپ کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے میں نے دیکھے اور خواب ہی میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عبدالغنی نے آج اپنے پیارے رسول کو خوب دیکھ لیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں عبدالغنی! تم نے آج اپنے رسول کو خوب دیکھ لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسی شخصیت کے ساتھ مجھے سترہ سال رہنے کی سعادت بلا استحقاق محض اپنے کرم سے عطا فرمائی اور میرے شیخ جب بھی اپنے شیخ حضرت تھانوی کی خدمت میں تھانہ بھون حاضر ہوتے تو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ چند قدم آگے بڑھ کر ان سے معانقہ فرماتے اور یہ مصرع پڑھتے ؎

اے آمدنت باعثِ صد شادیٔ ما

اے عبدالغنی! تمہارے آنے سے مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ ایک مرتبہ تھانہ بھون میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کا خط ان کا نام لیے بغیر پڑھ کر سنایا، اُس وقت وہاں سلطان پور کے ایک بزرگ حاجی عبدالواحد صاحب بھی بیٹھے تھے، انہوں نے مجھے بتایا کہ تمہارے مرشد کا خط حکیم الامت نے پڑھ کر سنایا تھا جس میں شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحریر میں یہ لکھا تھا کہ حضرت جب میں دنیا کی زمین پر چلتا ہوں تو مجھ کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں آخرت کی زمین پر چل رہا ہوں، یہ جملہ پڑھ کر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص اس زمانے کا صدیق ہے۔ حاجی عبدالواحد صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ یہ خط سنا کر حکیم الامت کسی کام سے گھر تشریف لے گئے تو میں نے اس خط کو دیکھا تو اس پر عبدالغنی اعظمی

لکھا ہوا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت کو لکھا کہ میں تھانہ بھون حاضری کی اجازت چاہتا ہوں، حضرت نے جواب میں لکھا کہ اجازت چہ معنیٰ بلکہ اشتیاق! یعنی میں تو خود آپ کا مشتاق ہوں۔ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ جن کے قلب میں اللہ تعالیٰ اپنی محبت کی دولت عطا فرماتے ہیں تو اللہ والے دوستوں سے مل کر ان کے قلب کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے ۔

پیشِ ما باشی کہ بختِ ما بود
جانِ ما از وصلِ تو صد جاں شود

اے میرے اللہ والے دوست! تم میرے سامنے رہا کرو تو میری خوش نصیبی ہوگی، تمہاری ملاقات سے میری جان سو جان ہوگی، اللہ والی محبت کا خوشی سے یہ حال ہوتا ہے۔

## اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کا طریقہ

تو مولانا ماجد علی جونپوری اور شیخ الحدیث کے والد مولانا یحییٰ صاحب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف پڑھا کرتے تھے۔ مولانا یحییٰ صاحب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور مولانا ماجد علی صاحب بیعت سے انکار کرتے تھے۔ جب کبھی وہ مشورہ دیتے کہ اتنا بڑا قطب العالم پھر کہاں ملے گا، ان سے بیعت ہو جاؤ تو ہنس کر فرماتے کہ بھائی ہمیں آزاد ہی رہنے دو مگر مولانا یحییٰ صاحب ان کے پیچھے لگے رہتے تھے کہ یہ کسی طرح اس اللہ والے کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کرنے کا کوئی راستہ نہیں سوائے سچے پیر کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے، سچے اللہ والے متبع شریعت اور سنت کے ہاتھ پر جب کوئی بیعت ہوتا ہے تو سلسلہ در

سلسلہ اس کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے صحابہ نبی کے جس ہاتھ پر تم بیعت ہو رہے ہو یہ گویا اللہ کا ہاتھ ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ نبی کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے تو اس طرح صحیح سلسلہ میں بیعت ہونا گویا کہ سلسلہ بسلسلہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ مصافحہ ہے، روئے زمین پر کوئی راکٹ، کوئی ہوائی جہاز، کوئی راستہ ایسا نہیں ہے جس سے بندہ کا اللہ تعالیٰ سے مصافحہ ہو جائے کیونکہ سلسلہ در سلسلہ یہ ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے تو بتائیے صحابہ کرام کو اللہ کے ہاتھ کا مصافحہ نصیب ہوا کہ نہیں؟ تو اس سلسلہ کی بڑی برکت یہ ہے کہ اگر سنت وشریعت کا پابند سچا پیر ہو تو یہ ہاتھ سلسلہ بسلسلہ اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔

بہر حال جب مولانا یحییٰ صاحب نے دیکھا کہ مولانا ماجد علی صاحب مرید ہونے سے کترا رہے ہیں تو انہوں نے ایک ترکیب نکالی۔ جب بخاری شریف پڑھتے ہوئے وقفہ ہوا تو خود ہی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کر دیا کہ حضرت! مولانا ماجد علی کو بیعت کر لیجیے، مولانا گنگوہی نے سمجھا کہ شاید مولانا ماجد علی نے مولانا یحییٰ کو اپنا نمائندہ بنایا ہے فوراً ہاتھ بڑھا دیا، جب قطب العالم نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا تو پھر مولانا ماجد علی کو ہمت نہ ہوئی کہ اتنا بڑا قطب العالم ہاتھ بڑھائے اور وہ اپنا ہاتھ کھینچ لیں، اتنی بدتمیزی اور بے ادبی کی ہمت کون کر سکتا تھا، بس داخلِ سلسلہ ہو گئے۔ میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا ماجد علی جونپوری ساری زندگی مولانا یحییٰ کو اشکبار آنکھوں سے شکریہ کا خط لکھتے رہے کہ آپ کا احسانِ عظیم ہے کہ مجھ جیسے آزاد منش کو مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرا کے اللہ کی محبت کی زنجیروں میں گرفتار کر لیا۔ مولانا ماجد علی کا علم اتنا تھا کہ حکیم الامت ان کے

احترام میں کھڑے ہوجاتے تھے۔

## طلباءِ کرام میں علمی استعداد پیدا کرنے والے تین اعمال

تو حکیم الامت نے فرمایا کہ اگر طالبِ علم حضرات تین کام کرلیں تو میں ان کے قابل عالم ہونے کی ضمانت لیتا ہوں، نمبر ایک رات کو مطالعہ کریں اور مجہولات سے معروفات کو الگ کرلیں کہ کیا سمجھا اور کیا نہیں سمجھا، جو سمجھ میں نہیں آیا اس کو ذہن نشین کرلیں، دوسرا عمل یہ ہے کہ استاذ کے سامنے اپنے مجہولات کو معروفات بنانے کی کوشش کریں کہ رات میں جو ہم نے نہیں سمجھا تھا اب اس کو اپنے استاذ کی تقریر سے سمجھ لیں کہ یہ حصہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا تھا اب سمجھ میں آگیا تو اس طرح مجہول کی جہالت دور ہوگئی اور نمبر تین یہ ہے کہ کسی طالبِ علم سے تکرار کرلیں، حضرت نے فرمایا کہ بس ان تین اعمال کے بعد میں اس عالم کے قابل ہونے کی اور استعداد کی ضمانت لیتا ہوں، ہر وقت رٹا لگانے کی ضرورت نہیں ہے، ان شاء اللہ انہی تین اعمال کی بدولت صلاحیت اور ملکہ پیدا ہوجائے گا، چاہے پڑھا ہوا یاد رہے یا نہ رہے مگر عبارت سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوجائے گی۔

## علم میں برکت حاصل کرنے کا طریقہ

لیکن ایک بات عرض کردوں کہ علم کی برکت اور ہے اور محنت اور ہے۔ برکت کی تعریف امام راغب اصفہانی نے تفسیر مفردات القرآن میں لکھی ہے کہ برکت کے معنیٰ فیضانِ رحمتِ الٰہیہ ہیں یعنی اللہ کی رحمت کی بارش، تو برکت حرکت سے کہیں زیادہ مفید ہے، کتنی ہی محنت کرلو لیکن جس کے اندر برکت ہوگی اس کا مقابلہ محنت کرنے والا نہیں کرسکتا اور برکت دو وجہ سے آتی ہے، نمبر ا۔ اساتذہ کا ادب کرو، کسی استاذ کی غیبت مت کرو، قلباً و قالباً اس کا احترام کرو،

جب سامنے آئے فوراً سلام کرو، اس کے سلام کا انتظار کرنے کے بجائے خود سلام میں پہل کرو اور نمبر ۲۔ اپنی جوانی کو غلط استعمال مت کرو۔

## سایۂ عرش حاصل کرنے کا طریقہ

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جو جوان اپنے عالمِ شباب کو اللہ پر فدا کردے:

﴿شَابٌ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ ...... الخ﴾

(صحیح البخاری، کتاب الجماعۃ و الامامۃ، ج: ۱، ص: ۲۳۴، دار ابن کثیر، الیمامۃ)

جو اپنی جوانی کی اُٹھان کو اپنے رب کی عبادت میں استعمال کرلے اس کو قیامت کے دن عرش کا سایہ ملے گا۔ یہ بخاری شریف کا متن ہے مگر شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ چودہ جلدوں کی شرح فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ ایک روایت اور آئی ہے:

﴿شَابٌ اَفْنٰی نَشَاطَهٗ وَ شَبَابَهٗ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ﴾

جو جوان اپنی جوانی کو اپنے رب پر جلا کر خاک کردے، اپنی خواہشات کا غلام نہ بنے اور بری بری خواہشوں سے یہ اعلان کردے۔

جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

اے نفس! مجال نہیں ہے کہ تو مجھ پر غالب آجائے، میں اپنے مولیٰ کو ناراض نہیں کروں گا چاہے میری جوانی رہے یا نہ رہے، ایک جوانی کیا چیز ہے اگر ہم ایک کروڑ جوانی بھی اللہ پر فدا کردیں تو اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ تو ابن حجر عسقلانی یہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ جو جوان اپنی جوانی کو اللہ پر فدا کردے اور جوانی کی حرام خوشیوں کو فنا کردے تو اس کو بھی عرش کا سایہ ملے گا اور علامہ بدرالدین عینی نے شرح بخاری عمدۃ القاری میں لکھا ہے:

﴿شَابٌ جَمِیْلٌ دَعَاهُ الْمَلِکُ لِیَتَزَوَّجَ بِنْتَهٗ بِهٖ فَخَافَ

اَنْ یَّرْتَکِبَ بِهِ الْفَاحِشَةَ فَامْتَنَعَ ﴾

ایک خوبصورت جوان کو بادشاہ نے بلایا تاکہ اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کردے مگر وہ بادشاہ عادت کا اچھا نہ تھا، اس نوجوان کو ڈر لگا کہ یہ بیٹی تو دے گا مگر میرے حسن کو غلط استعمال کرے گا، میرے ساتھ بدفعلی کرے گا لہٰذا اس نے انکار کردیا کہ ہم آپ کی بیٹی سے شادی نہیں کرنا چاہتے تو علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بھی عرش کا سایہ دے گا کیونکہ اس نے اپنی جوانی کو اللہ پر فدا کردیا۔

## حسن کا شکر کیا ہے؟

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ یوسف کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حسن کا شکریہ کیا ہے؟ اگر خدائے تعالیٰ کسی کو حسین پیدا کریں تو حسن کا شکریہ کیا ہے؟ فرماتے ہیں:

﴿فَاِنَّ شُکْرَ الْحُسْنِ اَنْ لَّا یُشَوِّهَ فِیْ مَعَاصِی اللهِ تَعَالٰی شَانُهٗ﴾

جس کو اللہ حسین پیدا کرے اس کے حسن کا شکریہ یہ ہے کہ اپنے حسن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال نہ کرے، جس نے حسن دیا ہے اُسی پر حسن کو فدا کرے، جس نے دردِ دل دیا ہے اُسی پر دردِ دل کو فدا کرے۔ اب رہ گیا کہ جوانی اللہ پر کیسے فدا ہو تو اس کے لیے علمِ دین حاصل کرنے میں جان گھلائے، بہترین جید عالمِ دین بنے، حاشیہ دیکھے، شروح دیکھے، متن کو حل کرے یہاں تک کہ اعراب بھی دیکھے کہ کس باب سے ہے، جو اس غم میں گھل جائے وہ بہترین عالمِ دین ہوگا لیکن جوانی میں تین کام ایسے ہیں کہ جوان تین کاموں سے بچ جائے گا اس کی جوانی مرتے دم تک جوان رہے گی، اس کے بال سفید ہوجائیں گے مگر اس پر عالمِ شباب کی کیفیت طاری رہے گی کیونکہ اس نے اپنے شباب کو اللہ پر فدا کیا ہے۔

## اللہ پر فدا ہونے والا غیر فانی ہو جاتا ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

﴿مَا عِنۡدَكُمۡ يَنۡفَدُ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾

(سورة النحل، آية:٩٦)

جوتمہارے پاس ہے وہ ختم ہوجانے والا ہے،فنا ہوجانے والا ہے اور جواللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے لہٰذا اگرتم نے اپنے جوانی ہم پر فدا کردی تو تمہاری جوانی غیر فانی ہوجائے گی ،تمہاری فانی جوانی کے بدلہ میں ہم تم کو غیر فانی جوانی دیں گے، کالے بال اگر اللہ پر فدا ہوئے تو سفید تو ہوجائیں گے مگر ان کی روحانی جوانی قائم رہے گی، اللہ والا جتنا بوڑھا ہوتا جائے گا اتنا ہی اس کی روحانی کیفیت میں تیزی آتی جائے گی۔ مولانا رومی اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب شراب پرانی ہوجاتی ہے تو تیز ہوجاتی ہے، اس کا نشہ بڑھ جاتا ہے تو جب اللہ والے عبادت کرتے کرتے بوڑھے ہوجاتے ہیں تو ان کے بڑھاپے سے یہ مت سمجھو کہ اب یہ کچھ نہیں ہیں، ان کے بڑھاپے میں اللہ کی محبت کی شراب پرانی ہوکر اور تیز ہوجاتی ہے، جوانی میں دو گھنٹہ تقریر کرنے پر جو اثر ہوتا تھا وہی اثر اب دس منٹ کی بات پر ہوجاتا ہے، کسی بوڑھے اللہ والے کی دس منٹ تقریر سن لو، وہ دس گھنٹے کی تقریر سے زیادہ اثر رکھتی ہے۔ اب مولانا رومی کا شعر سن لیں، فرماتے ہیں ؎

خود قوی تر می شود خمرِ کہن

خاصہ آں خمرے کہ باشد من لدن

دنیاوی شراب جتنی پرانی ہوتی جاتی ہے قوی تر ہوتی جاتی ہے اور جو شراب اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو پلاتا ہے مت پوچھو کہ اس کے نشہ کیا حال ہوتا ہے، دنیاوی شراب جو مُخۡرَجٌ مِنَ الۡاَرۡضِ ہے جب اس کے اندر مست کردینے والے نشہ

کی خاصیت ہے تو جواللہ والے مُنَزَّلٌ مِنَ السَّمَآءِ پیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان والی پیتے ہیں تو کیا اس کے اندر اللہ کی محبت میں مست کردینے والی خاصیت نہ ہوگی؟ اس پر میرا ایک شعر ہے ؎

میرے پینے کو دوستو سن لو
آسمانوں سے مے اُترتی ہے

## جوانی بچانے والے کام

میں عرض کررہا تھا کہ جوانی بچانے کے لیے نظر کی حفاظت کرو کیونکہ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو حسین لڑکوں یا نامحرم عورتوں کو دیکھتا ہے اے خدا اس پر لعنت فرما:

﴿لَعَنَ اللہُ النَّاظِرَ وَ الْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ﴾

(المشکوۃ، کتاب النکاح، ج:۲، ص:۹۳۶، المکتب الاسلامی)

تو جس کی زندگی لعنتی ہوگی وہ ولی اللہ کیسے ہوسکتا ہے اور عالمِ ربّانی یعنی اللہ والا عالم کیسے بن سکتا ہے؟ اس لیے سب سے پہلی نصیحت یہ کرتا ہوں کہ جوانی میں کسی عورت کو خواہ کتنی ہی حسین ہو مت دیکھو، اگر اس کے فرسٹ فلور پر اچانک نظر پڑ جائے تو ناف کے اوپر کے مال کی وجہ سے نیچے کے مال کے دھوکہ میں مت آؤ کیونکہ اوپر سے شیطان تم کو پش (Push) کرے گا، دھکا دے گا پھر تم ناف کے نیچے جو پیشاب، پاخانہ اور گندی ہوا کی گٹر لائنیں ہیں ان میں گھس جاؤ گے، جو لوگ نیچے کی طرف نظر رکھتے ہیں، نیچے کا مال ڈھونڈتے ہیں یہ نیچ قوم ہیں، یہ نیچے لوگ ہیں۔

نیچے پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مناظرے میں ایک مخالف نے کہا کہ مفتی صاحب میں نے آپ کو نیچا دِکھا دِیا حضرت نے جواب دیا بے شک میں نے آپ کا نیچا دیکھ لیا، بس سارا مجمع ہنس

پڑا۔ پھر اس مخالف نے کہا کہ آپ میں اور سور میں کیا فرق ہے؟ حضرت کا اسٹیج مخالف کے اسٹیج سے بیس فٹ کے فاصلہ پر تھا، حضرت جواب میں کچھ نہیں بولے کہ ہم میں اور سور میں کیا فرق ہے، خاموشی سے اسٹیج سے نیچے اُترے اور اپنے ہاتھ سے اپنے اور مخالف کے اسٹیج کا فاصلہ ناپا جو بیس ہاتھ تھا اور پھر واپس آگئے، مجمع حیران ہو رہا تھا کہ یہ کیسی پیمائش ہو رہی ہے، جب اپنے اسٹیج پر آگئے تو فرمایا کہ مجھ میں اور سور میں بیس ہاتھ کا فرق ہے۔

## جوانی بچانے والا پہلا کام

تو یہ مضمون جو عرض کر رہا ہوں کہ جوانی بچانے کے لیے تین اعمال ضروری ہیں۔ اگر میں طبیہ کالج سے طب نہ پڑھتا تو آج یہ رہنمائی نہیں کر سکتا تھا، میں حکیم بھی ہوں، میں نے جوانی کو ضائع کرنے والے جوانوں کا معائنہ کیا ہے اور ان کے اسبابِ بربادی پر ریسرچ کی ہے کہ جوانی کس طرح برباد ہوتی ہے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ زیادہ نہیں بس تین کام کر لو۔ نمبر ا۔ کسی نامحرم عورت کو مت دیکھو چاہے اپنی بھابھی کیوں نہ ہو، کتنی ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو، کوئی آپ کو کتنا ہی بدنام کرے کہ آپ ہم کو کیوں نہیں دیکھتے، آپ کہہ دیجیے کہ نظر کی حفاظت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، میں آپ کو خوش کروں یا اللہ کو خوش کروں، اللہ بڑھ کر ہے یا تم بڑھ کر ہو؟ اگر ائیر ہوسٹس اعتراض کرے کہ مولانا کیا آپ کا اسلام یہی ہے کہ ہم کو دیکھتے ہی نہیں، تو اگر انگریزی جانتے ہو تو ان کو انگریزی میں بتاؤ، اگر اردو جانتے ہو تو اردو میں بتاؤ کہ یہ ہمارے اللہ کا حکم ہے، جس نے ہم کو آنکھ دی ہے اس کا حکم ہے کہ ہم آپ کو نہ دیکھیں۔ اب میرا ایک شعر سن لو۔

وہ آگئے جب سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

اور یہ بھی میرا شعر ہے ؎

نہ دیکھیں گے، نہ دیکھیں گے، انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے

کہ جن کو دیکھنے سے رب میرا ناراض ہوتا ہے

اور اگر شیطان کہے کہ بدنظری کرلو بہت مزہ آئے گا اور گجراتیوں کو گجراتی زبان میں سکھاتا ہے کہ بہت مجا آئے گا تو اس کا جواب بھی سن لو ؎

ہم ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتے ہیں

کہ جن سے دوستو مولیٰ میرا ناراض ہوتا ہے

نفس کتنا ہی کہے، کتنا ہی تڑپے مگر آپ راولپنڈی کی سڑکوں پر بھی نامحرم عورتوں کو مت دیکھو اور اپنے گھروں میں، رشتہ داروں میں جاؤ تو بھی کسی نامحرم خاتون کو مت دیکھو، ایسے ہی اپنی کلاس کے جن لڑکوں میں کشش ہے ان کو بھی مت دیکھو، یہ حدیث کا حکم ہے اور ہمارے اکابر نے بھی اس معاملہ میں سخت احتیاط سے کام لیا ہے۔

## حضرت امام ابوحنیفہ کا حفاظتِ نظر کا اہتمام

علامہ شامی لکھتے ہیں:

﴿وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ صَبِيْحًا وَكَانَ اَبُوْحَنِيْفَةَ يُجْلِسُهُ فِيْ دَرْسِهٖ خَلْفَ ظَهْرِهٖ مَخَافَةَ خِيَانَةِ الْعَيْنِ مَعَ كَمَالِ تَقْوَاهُ﴾

(رد المحتار، کتاب الحظر والاباحة)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد کی والدہ سے نکاح کیا تھا، امام محمد ان کے سوتیلے بیٹے بھی تھے لیکن پڑھائی کے زمانے میں ان کے حسن کی وجہ سے امام ابوحنیفہ ان کو اپنے پیچھے بٹھاتے تھے۔ میرے مرشد شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خوب ڈاڑھی آگئی اور امام ابوحنیفہ نے چراغ کی روشنی میں ان کی ڈاڑھی ہلتے دیکھی تو فرمایا کہ اب سامنے

بیٹھ جاؤ۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھتیجے مولوی شبیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے تھے جو خانقاہ تھانہ بھون کے مہتمم تھے کہ میری تنہائیوں میں بے ریش لڑکوں کو مت بھیجا کرو۔ یہ ہے اللہ والوں کا عمل!

## گھریلو ملازماؤں سے احتیاط کی تاکید

جنوبی افریقہ میں ایک صاحب نے کہا کہ ہمارے گھر کام کاج کرنے ایک جوان کالی ماسی آتی ہے، جب میرے بال بچے اپنے ماں باپ کے یہاں جاتے ہیں اور گھر خالی ہوتا ہے تو جب تک وہ ماسی گھر میں کام کرتی ہے اتنی دیر تک میں باہر بیٹھا رہتا ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ بھی جائز نہیں ہے، جب تک تمہارے بال بچے گھر نہ آجائیں ماسیوں سے کہہ دو کہ اتنے عرصہ تک تم ہمارے گھر نہیں آنا، جب میرے بال بچے آجائیں تب ٹیلیفون کرکے آنا، فلسفہ کا قاعدہ ہے کہ قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے، یعنی اگر تمہیں ایک کام کرنے کی طاقت ہے تو اس کام کے نہ کرنے کی بھی طاقت ہو، اس کا نام قدرت ہے۔ لہٰذا جس طاقت سے تم باہر بیٹھے ہو وہی طاقت تم کو اندر بھی لے جاسکتی ہے، جو طاقت تمہیں باہر بٹھا سکتی ہے وہی طاقت تمہیں اندر بھی لے جاسکتی ہے، موٹر جتنا آگے جاسکتی ہے اتنا ہی پیچھے بھی جاسکتی ہے، کسی دن نفس غالب ہوگا تو باہر سے اندر پہنچا دے گا۔ اصل متقی وہ ہے جو شبۂ معصیت سے بھی بچے لہٰذا اس پر بھی مت جاؤ کہ یہ حسین ہے یا نہیں، ہم حسن کے ریسرچ آفیسر نہیں ہیں، شبۂ حسن سے بھی احتیاط کرو۔

جب میرا استنبول کا سفر ہوا تو راستہ میں ایک صاحب بہت بول رہے تھے، جب استنبول آگیا تو میں نے کہا کہ آگیا استنبول اب بول کیا بولتا ہے۔ وہاں بہت زیادہ عریانی اور فحاشی ہے، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں شیطان ایک طریقہ سے تم کو گمراہ کرے گا کہ ہم مولانا لوگ ہیں، ان عورتوں کو

خوب اچھی طرح دیکھوتا کہ اپنے اپنے ملکوں میں یہاں کی فحاشی کی برائیاں پیش کریں کہ وہاں عورتوں کا ایسا لباس ہے اور ایسی عریانی اور بے پردگی ہے۔ان کا جغرافیہ بیان کرنا اور ان عورتوں کو دیکھ دیکھ کر ان کے حسن کی ریسرچ کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے ریسرچ آفیسر، تفتیشی افسر نہیں بنایا ہے لہٰذا ان عورتوں سے بھی نظر بچاؤ اور لڑکوں سے بھی نظر بچاؤ۔

## جوانی بچانے والا دوسرا کام

اور ایک کام سے اور بچنا ہے جو جوانی برباد کر دیتا ہے یہاں تک کہ آدمی شادی کے قابل بھی نہیں رہتا وہ ہے استمناء بالید، ہینڈ پریکٹس، بیت الخلاء میں گئے اور صابن لگا کر منی نکال دی، ابھی حال ہی میں ایک نوجوان جس نے اپنی صحت خراب کر لی تھی اسے پچاس ہزار روپے مہر دے کر اپنی بیوی کو طلاق دینی پڑی، وہ بھی ہاتھ سے منی نکالتا تھا، اس کی بیوی نے خط لکھا کہ اس کی صحت خراب ہے اور مزاج بہت رومانٹک ہے، دیر تک گود میں بٹھاتا ہے چوما لیتا ہے مگر اس کے اندر دم نہیں ہے، جو اصلی کام ہے اس کی طاقت نہیں ہے لہٰذا مجھے اس سے طلاق دلواؤ چنانچہ اسے طلاق دینی پڑی اور پچاس ہزار روپے مہر بھی دینا پڑا۔

اگر میرا بس چلتا تو میں تمام عالم کے مدارس اور اسکولوں میں یہ تقریر کرتا تاکہ نوجوانوں کی جوانی تباہ نہ ہو اور ان کو شرمندگی نہ ہو مگر اتنی طاقت نہیں ہے۔لیکن میری ایک کتاب ہے اس کا نام ہے روح کی بیماریاں اور ان کا علاج، اگر بڑی کتاب نہ خرید سکو تو میرا ایک مختصر رسالہ ہے عشقِ مجازی اور بدنظری کا علاج، اگر چاہو تو یہ رسالہ مفت منگا لو۔ لاہور میں ہماری خانقاہ ہے وہاں سے ہمارے وعظ مفت میں ملتے ہیں، ایک کارڈ اور ڈاک خرچ بھیجنا پڑے گا، وہاں کا

پتہ یہ ہے: خانقاہ امدادیہ اشرفیہ نزد جامع مسجد قدسیہ، چڑیا گھر، لاہور۔

ایک مسئلہ اور سنو، میں ابھی بہاول نگر گیا تھا، وہاں عورتوں کے لیے قنات کے پردے کا انتظام کیا گیا تھا تو عورتوں نے اچانک قنات ہٹا کر پنجابی میں کہا کہ پیرنوں چنگی طرح ویکھن دیو۔ میں نے کہا ڈانٹ کر کہا کہ یہ جائز نہیں ہے، خبردار جو عورتیں باہر آئیں۔ پھر میں نے پردہ کے بارے میں قرآن و حدیث کے احکامات بتائے۔ تو تجربہ کی بات کہتا ہوں کہ جس کی جوانی بچ گئی وہ بڑھاپے تک بالکل جوان رہتا ہے۔ اس شخص پر یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے جس کا عالمِ شباب تقویٰ سے گذر جائے اور وہ کسی ولی اللہ اور صاحب تقویٰ کے پاس پہنچ جائے۔



## جوانی بچانے والا تیسرا کام

اور جوانی کی حفاظت کے لیے تیسرا کام یہ ہے کہ دل میں گندے خیالات نہ پکاؤ، ماضی کے گناہوں کا خیال آجائے تو اس میں مشغول نہ ہو، کسی مباح کام میں لگ جاؤ یا دوستوں سے مباح گفتگو کرنے لگو۔ دل میں آئندہ گناہ کی اسکیمیں نہ بناؤ کیونکہ پہلے دل خراب ہوتا ہے پھر اعضاء گناہ میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

## قرآنِ پاک سے مسائلِ سلوک پر استدلال

آج میں علماء کرام کی وجہ سے مسائلِ سلوک کو قرآنِ پاک سے ثابت کرتا ہوں کیونکہ لوگ تصوف کو قرآن شریف سے الگ سمجھتے ہیں، ابھی ایک سوال کیا گیا تھا کہ شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے؟ میں نے کہا شریعت نام ہے اللہ پر جسم دینا اور طریقت نام ہے اللہ پر دل فدا کرنا۔

## ذکرِ اسمِ ذات کا ثبوت

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے زمانے کا امام بیہقی کہا جاتا ہے ان کی تفسیر مظہری سے ایک آیت کی تفسیر پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ﴾

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کا نام لو۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ صوفیاء جو اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اس کا ثبوت اس آیت سے ملتا ہے کہ اپنے رب کا نام لیجیے۔ بتاؤ! رب کا نام کیا ہے؟ اللہ ہے یا نہیں؟

## تبتل کا ثبوت

آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾

غیر اللہ سے قلب کو خالی کرلو، لیکن یہ مطلب نہیں کہ شہر چھوڑ کر جنگل بھاگ جاؤ، جسم کے ساتھ تو شہر میں رہو مگر قلب شہر میں نہ رہے، اس پر میرا ایک شعر ہے ؎

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنگل بھاگنا جائز نہیں ہے بلکہ اپنے قلب میں تعلقِ غیر اللہ کو مغلوب کر کے اللہ کے تعلق کو غالب رکھنا تبتل ہے، قلب سے غیر اللہ کو خالی کرنا یہی ہے نہ کہ بیوی بچوں کو چھوڑ کر جنگل بھاگ جانا، بال بچوں میں رہو مگر دل پر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب رہے، جگر شاعر کہتا ہے ؎

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگرؔ
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

جس کے دل پر اللہ چھا جاتا ہے وہ جہاں جاتا ہے غالب رہتا ہے۔

## محبت سے ذکر کرنے کا ثبوت

تصوف میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ کا ذکر محبت سے کرو تو اللہ کے ذکر میں محبت کی چاشنی لانا کہاں سے ثابت ہے؟ حکیم الامت نے فرمایا کہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ میں رب کا جو لفظ ہے کہ اپنے رب کا نام لو تو چونکہ پالنے والے سے محبت ہوتی ہے لہٰذا یہ لفظ رب بتا رہا ہے کہ پالنے والے کا نام محبت سے لیا کرو، جس نے تمہیں پالا ہے اور تمہارے پالنے کے لیے سارے عالم میں اسباب بکھیر دیئے، ہمالیہ پہاڑ پیدا کیے تاکہ خلیج بنگال سے مون سون ہوائیں بادل لے کر ہمالیہ سے ٹکرائیں اور بارش برسائیں۔ سائنسدانوں کی تحقیق ہے کہ اگر خدا ہمالیہ پہاڑ پیدا نہ کرتا تو خلیج بنگال سے مون سون ہوائیں بادل لے جا کر تاشقند، آذر بائیجان، سمرقند و بخارا میں برستیں اور ہندوستان مثل منگولیا کے ریگستان ہو جاتا، لیکن سائنسدانوں کا دماغ صرف اسباب تک پہنچتا ہے اور اللہ والوں کا دماغ خالقِ اسباب تک پہنچتا ہے کہ سمندر کس نے پیدا کیا، سورج کس نے بنایا جس کی گرمی سے بخارات بادل بن کر اُٹھے، تو رب کا لفظ نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا کہ اللہ کا نام دردِ دل اور محبت سے لو، عاشقانہ کیفیت سے اللہ کا ذکر کرنا سیکھو۔ اگر ذکر تعداد میں تو پورا ہو مگر عاشقانہ نہ ہو تو ایسا ہے جیسے آپ کو ایک گلاس گرم پانی دیا جائے تو کمیت تو ہے مگر اس سے پیاس نہیں بجھے گی کیونکہ کیفیت نہیں ہے اور اگر کیفیت ہے پانی خوب یخ ہے مگر ایک چمچے کے برابر ہے تو کیفیت تو ہے لیکن کمیت نہیں ہے اس سے بھی پیاس نہیں بجھے گی تو جتنا ذکر شیخ نے بتایا ہے اس کی کمیت بھی پوری کرو اور کیفیت بھی پوری کرو پھر دیکھو اللہ تعالیٰ کا ذکر آپ کو کہاں سے کہاں لے جاتا ہے، یہی ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچا دے گا۔

## ذکر اللہ تَبَتُّلْ کا ذریعہ ہے

اور اللہ تعالیٰ نے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلاً میں یہ نہیں فرمایا کہ پہلے دل کو خالی کرو پھر ہم کو یاد کرو، اس آیت میں ذکر کو تَبَتُّلْ پر کیوں مقدم کیا؟ اس کا جواب حکیم الامت نے یہ دیا ہے کہ اللہ کے نام میں یہ خاصیت ہے کہ ؎

نکھرتا آرہا ہے رنگِ گلشن
خس و خاشاک جلتے جا رہے ہیں

اللہ کے نام کی برکت سے قلب سے غیر اللہ خود نکل جائیں گے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر کی کہ جب سورج نکلتا ہے تو اندھیروں کو بھگانا نہیں پڑتا، سورج کی روشنی لاٹھی لے کر اندھیروں سے نہیں کہتی کہ بھاگو بھاگو سورج آرہا ہے بلکہ اندھیرے خود بھاگ جاتے ہیں۔ تو اللہ نے اپنے نام کو مقدم فرمایا کہ میرا نام لیتے رہو گے تو غیر اللہ سے خود ہی نجات مل جائے گی، اندھیرے چھٹ جائیں گے اور تمہارا قلب غیر اللہ سے پاک ہو جائے گا، جو سورج کا ہم نشین ہوتا ہے اس کی نظر ستاروں پر نہیں ہوتی۔

ستاروں پر یاد آیا کہ ایک سیارہ ہے عطارد جس کا کوئی چاند نہیں اور مشتری کے چھ چاند ہیں جبکہ دنیا کو ایک چاند دیا گیا ہے کیونکہ یہاں شریعت نافذ کرنی تھی اگر کئی چاند ہوتے تو کیا ہوتا، ایک ہی چاند میں لاٹھیاں چل جاتی ہیں اگر دو چاند ہوتے تو اور لڑائیاں ہوتیں، لیکن عطارد سیارہ کو اللہ نے ایک بھی چاند نہیں دیا اس کی وجہ سائنس دان یہ لکھتے ہیں کہ عطارد سورج کے قریب ہے، سورج کی روشنی سے ہر وقت چمکتا رہتا ہے تو جس کا دل خالقِ سورج سے قریب ہوتا ہے اس کو دنیا کے چاندوں کی طرف التفات ہی نہیں ہوتا کہ کہاں ہے چاند، کدھر ہیں یہ حسین لوگ کیونکہ وہ اپنے مولیٰ خالقِ آفتاب سے قریب تر رہتے

ہیں، ان کا دل سو فیصد روشن رہتا ہے تو ان کو ان چاندوں سے استغنیٰ نصیب ہو جاتا ہے، جیسے جب سورج نکلتا ہے تو ستارے نظر نہیں آتے ؎

جب مہر ہوا نمایاں سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

حال میں اپنے مست ہوں غیر کا ہوش ہی نہیں
رہتے ہیں ہم جہاں میں یوں جیسے یہاں کوئی نہیں

دنیا میں جو اللہ کو پا گیا تو اللہ پوری دنیا کا مزہ بلا تقسیم اس کے دل میں گھول دیتا ہے، وہ صرف قطر اور نائیجیریا کا بادشاہ نہیں ہوتا سارے عالم کا بادشاہ ہوتا ہے، جب مولیٰ دل میں آتا ہے تو سارے عالم کی سلطنت اور تخت و تاج کا نشہ مولیٰ دل میں گھول دیتا ہے ؎

لَیْسَ عَلَی اللہِ بِمُسْتَنْکَرٍ
اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِیْ وَاحِدٍ

اللہ کے لیے مشکل نہیں کہ اپنے کسی ولی کے دل میں پورے عالم کی لذات گھول دیں، یہ ایک عربی شاعر کا شعر ہے کہ اللہ پر مشکل نہیں کہ اپنے کسی ولی کے دل میں پورا عالم بھر دے، اب رہ گئی جنت تو جب خالقِ جنت دل میں آتا ہے یعنی اپنی تجلی خاصہ سے متجلی ہوتا ہے تو جنت والوں کو تو جنت تقسیم ہو کر ملے گی مگر خالقِ جنت پر جو فدا ہے دنیا ہی میں اللہ اس کے دل میں جنت کا رس اور پوری دنیا کی لیلاؤں کا نمک گھول دیتا ہے، اور ایک فائدہ اور بھی ہے۔ دنیا کی لیلاؤں کو مہر دینا پڑتا ہے، روٹی کپڑا مکان اور معجون مغلظ بھی کھانا پڑتا ہے لیکن جب اللہ دل میں آتا ہے تو ساری عالم کی لیلاؤں کا رس اللہ دل میں گھول دیتا ہے، نہ غسل واجب ہوتا ہے نہ مہر، بس کیا کہوں اس مزہ کے بیان سے زبان قاصر ہے۔ اس پر میرا ایک شعر ہے ؎

وہ شاہِ جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

بتاؤ دونوں جہان افضل ہیں یا خالقِ دو جہاں افضل ہے؟ تو جب دونوں جہان سے افضل دل میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ دل کو دونوں جہان سے مستغنی کر دیتا ہے، ایسا بندہ اللہ سے جنت کا سوال تو کرے گا مگر جنت کو درجۂ ثانوی میں رکھے گا جیسے حدیث میں ہے:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ رِضَاکَ وَالۡجَنَّۃَ﴾

(تفسیر اللباب لابن عادل)

اے اللہ! میں آپ کی رضا مانگتا ہوں اور جنت بھی مانگتا ہوں تو جنت کو درجۂ ثانوی فرمایا اور اللہ کی رضا اور جنت میں واؤ عطف داخل کیا، عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف میں مغایرت ہوتی ہے تو اللہ کی محبت کی ڈش اور ہے اور جنت کی ڈش اور ہے، جتنے عربی داں علماء دین یہاں ہیں ان سے پوچھ لو، اختر غیر علماء کی مجلس میں نہیں ہے علماء دین کی مجلس میں ہے، بتاؤ! معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت لازم ہے یا نہیں؟

## استغفار اور توبہ کے مفاہیم میں فرق

جیسے علامہ آلوسی نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

﴿وَ اَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ﴾

(سورۃ ھود، آیۃ:۳)

اپنے رب سے استغفار کرو اور توبہ کرو، معلوم ہوا کہ استغفار اور ہے اور توبہ اور ہے، اگر دونوں یکساں ہوتے تو اللہ تعالیٰ حرفِ عطف نازل نہ فرماتے کیونکہ معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت لازم ہے، استغفار نام ہے ماضی کے گناہوں سے معافی مانگنے کا اور توبہ نام ہے مستقبل کے گناہوں سے بچنے کا، پکا

ارادہ کرنے کا کہ یا اللہ آئندہ مستقبل میں بھی گناہ نہیں کروں گا، آئندہ کبھی آپ کو ناراض نہیں کروں گا۔ استغفار اور توبہ کے مفاہیم میں یہ فرق ہے۔

## ذکرِ نفی و اثبات اور توکل کا ثبوت

اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ جب تم میرا ذکر کروگے تو شیطان وسوسہ ڈالے گا کہ تیرا دن کا کام کیسے ہوگا اور رات کا کام کیسے ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ مراقبہ سکھادیا کہ میں رَبُّ الْمَشْرِقِ ہوں دن پیدا کرتا ہوں اور رَبُّ الْمَغْرِبِ ہوں رات پیدا کرتا ہوں، جو دن اور رات کو پیدا کرسکتا ہے کیا وہ تمہارے دن اور رات کے کام کا کفیل اور ذمہ دار نہیں ہوسکتا، تمہارے دن اور رات کے کام نہیں بنا سکتا، دن پیدا کرنا مشکل ہے یا تمہارا دو کلو آٹا پیدا کرنا؟ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ نازل کرکے اپنے عاشقوں کو سکونِ قلب و بے فکری سے ذکر میں لگا دیا کہ فکر ہی نہ کرو کہ آٹا کہاں سے آئے گا، جب ذکر پورا کرلو پھر مارکیٹ جاؤ کون منع کرتا ہے مگر حالتِ ذکر میں آٹا آٹا آٹا مت کرو کیونکہ جو دن پیدا کرسکتا ہے وہ تمہارے دن کی ضروریات کی کفالت بھی کرسکتا ہے اور جو رات پیدا کرتا ہے وہ رات کی کفالت کا بھی ذمہ دار ہے لہٰذا دن اور رات کے کاموں سے اپنے قلب کو مستغنی کرکے اللہ کا نام لو، جب شیخ کا بتایا ہوا ذکر پورا ہوجائے اب مارکیٹ جاؤ لیکن ذکر کی برکت سے مارکیٹ میں جاؤ گے مگر مار پیٹ نہیں کروگے یعنی نظارہ بازی نہیں کروگے کیونکہ قلب نور سے بھرا ہوا ہوگا، قلب میں اللہ ہوگا، اللہ کے ہوتے ہوئے غیر اللہ گھسے گا ہی نہیں۔

بس نظریں بچا کر رکھو۔ دیکھو! اللہ نے جو یہ پلک دی ہے یہ آٹومیٹک پردہ ہے، دنیا کے پردوں کے لیے بجلی کا بٹن دبانا یا ڈور کھینچنی پڑتی ہے لیکن اللہ نے ہماری پلک کو خود کفیل بنایا ہے تاکہ جب کوئی نامناسب شکل سامنے آئے

اسے بند کرلو اور جب چاہو کھول لو، یہ پردہ کسی بٹن، کسی ڈوری کا محتاج نہیں۔ آہ! جس اللہ نے ہمیں غضِ بصر کا حکم دیا ہے اسی اللہ نے ہمیں خود کفیل آنکھیں دے دیں۔ اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں **لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا** علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ اے خشک مُلَّا وَ! نفی اثبات کے ذکر پر اعتراض مت کرو **لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ** سے نفی اثبات کا ذکر ثابت ہوتا ہے اور **فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا** تم اللہ کو اپنا وکیل اور کارساز بنالو، اس سے توکل کا مسئلہ ثابت ہوگیا کہ ایسے مالک کو جو مغرب اور مشرق کا مالک ہے اور دن اور رات پیدا کرتا ہے اس کو اپنا کارساز بنالو۔ تو قرآن پاک سے توکل کا مسئلہ، تبتل کا مسئلہ، ذکرِ اسمِ ذات کا مسئلہ اور ذکر نفی اثبات کا مسئلہ ثابت ہوگیا۔



## اقوالِ مخالفین پر صبر اور ھجرانِ جمیل کی تفسیر

اب ایک مسئلہ یہ ہے کہ بعض لوگ صوفیوں کا مذاق اڑاتے ہیں کہ کیا گول ٹوپی پہنے ہوئے پیری مریدی کے چکر میں ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا﴾

جو تمہیں برا بھلا کہیں تم اس پر صبر کرو، انتقام نہ لو اور اس سے الگ ہو جاؤ، ایسے بے وقوفوں کے قریب بھی نہ رہو مگر الگ ہونے میں ایک قید سن لو **وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا** تمہاری جدائی میں جمال ہو، یہ نہیں کہ اب تیری ایسی تیسی کردوں گا، گالی گلوچ مت کرو ھجرانِ جمیل اختیار کرو اور ھجرانِ جمیل کی تفسیر ہے:

﴿اَلَّذِيْ لَاشَكْوٰى فِيْهِ وَلَا اِنْتِقَامَ﴾

(بیان القرآن، ج:۲)

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ھجرانِ جمیل جمال کے ساتھ جدائی اختیار کرنے کو کہتے ہیں جس میں شکایت اور غیبت نہ ہو اور انتقام بھی نہ ہو کیونکہ منتقم

ولی اللہ نہیں ہوسکتا اور کوئی ولی اللہ منتقم نہیں ہوتا۔ اب اس کے بعد ایک سوال اور اس کا جواب دے کر مضمون ختم کرتا ہوں۔

## تہجد کا آسان طریقہ

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری کے مصنف لکھتے ہیں کہ تصوف کا سب سے اونچا مقام قرآنِ پاک کی تلاوت اور تہجد ہے اور ذکرِ اسمِ ذات و نفی اثبات وغیرہ ابتدائی مقام ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری اسباق شروع میں ہی کیوں دے دیئے؟ علامہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں یہ میں آپ کو بعد میں بتاؤں گا پہلے تہجد سے متعلق ایک اہم مسئلہ بتادوں۔ بعض لوگ کمزوری کی وجہ سے آدھی رات کو اٹھ کر تہجد نہیں پڑھ سکتے تو ایسے لوگوں کو کیا کرنا چاہیے؟ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿فَاِنَّ سُنَّةَ التَّهَجُّدِ تَحْصُلُ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ قَبْلَ النَّوْمِ﴾

جو کمزوری سے رات کو نہ اُٹھ سکے تو وتر سے پہلے دو رکعت پڑھ کر سو جائے اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لے تو اس کی سنتِ تہجد ادا ہو جاتی ہے، یہ لوگ بھی قیامت کے دن تہجد گذار اُٹھائے جائیں گے۔ آج کل زیادہ جاگنے سے لوگوں کی صحت خراب ہورہی ہے، ڈیپریشن اور ٹینشن کی بیماریاں ہورہی ہیں، بلڈ پریشر ہورہا ہے لہٰذا وتر سے قبل دو رکعت تہجد پڑھنے سے بھی تہجد کی سنت ادا ہوجائے گی، البتہ قوی لوگ مستثنیٰ ہیں۔ میں نے پنجاب کے ایک دوست سے پوچھا کہ پینسٹھ کو پنجابی میں کیا کہتے ہیں تو انہوں نے کہا پینٹھ کہتے ہیں، میں نے کہا طاقت کی فراوانی سے پینٹھ میں اینٹھ کا لفظ موجود ہے اسی لیے اینٹھا ہوا جواب دیا، یہ دلیل ہے کہ اہلِ پنجاب طاقتور ہوتے ہیں۔ خیر یہ تو ایک مزاح کی بات تھی۔

تو میں نے بتادیا کہ کمزور سے کمزور آدمی بھی تہجد پڑھ سکتا ہے یعنی وتر

سے پہلے دو رکعت تہجد پڑھ لو پھر اگر رات کو آنکھ کھل جائے تو اعلیٰ ڈش بھی حاصل کرلو، پہلے شوربہ چپاتی کھالو پھر آدھی رات کے بعد اگر آنکھ کھل جائے تو بریانی اور کباب بھی کھالو۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ اگر رات کو اُٹھ جائیں تو پھر دن میں سبق نہیں پڑھا سکتے۔ مجھے ایک محدث ملے کہ رات کو جاگنے کی وجہ سے ان کو لو بلڈ پریشر رہتا تھا اور چکر آتے تھے، میں نے ان سے کہا کہ بس دو رکعت وتر سے پہلے پڑھ لو، اگر وتر کے بعد پڑھو تو بھی جائز ہے مگر افضل یہی ہے کہ وتر سے پہلے پڑھ لو اور وتر کو آخر میں پڑھو۔ مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے یہ بات فرمائی۔

## وسیلہ کا مدلل ثبوت

ایک مرتبہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے، میں بھی موجود تھا کہ ایک شخص نے پوچھا کہ وسیلہ پکڑنا کہاں سے جائز ہے، آپ لوگ جو شجرہ پڑھتے ہیں اور بزرگوں کا وسیلہ پکڑتے ہیں یہ کہاں سے جائز ہے؟ میرے شیخ نے فرمایا کہ ہمارے بڑے مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں یہ اس کا جواب دیں گے۔ مولانا یوسف بنوری نے فرمایا کہ میں وہ جواب دیتا ہوں جو علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا کہ حدیث میں ہے کہ تین آدمی غار کے منہ پر چٹان گرنے کی وجہ سے پھنس گئے، تینوں نے اپنے اپنے عمل کا واسطہ دیا، ایک کے عملِ مقبول کی برکت سے پہلے تہائی چٹان ہٹی پھر دوسرے کے عملِ مقبول کی برکت سے تہائی چٹان ہٹی اور پھر تیسرے کے عملِ مقبول کی برکت سے پوری چٹان ہٹ گئی تو جب قالب کے عمل کا واسطہ دینا جائز ہے تو اللہ والوں سے محبت کرنا تو قلب کا عمل ہے اور قلب قالب سے اعلیٰ ہوتا ہے پھر اس کا وسیلہ دینا یعنی اللہ والوں سے اپنی قلبی محبت کا وسیلہ دینا کیسے جائز نہیں ہوگا؟ جب

قالب کا عمل وسیلہ بن سکتا ہے تو قلب کا عمل کیوں وسیلہ نہیں بن سکتا؟

اس پر میں عرض کرتا ہوں کہ یہی وجہ ہے کہ نظر کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے کیونکہ نظر بچانے پر دل تکلیف اُٹھاتا ہے، دل مزدور بن جاتا ہے اور دل بادشاہ ہے تو جب بادشاہ مزدوری کرتا ہے تو اس کی مزدوری کی قیمت بھی عام مزدور سے زیادہ ہوتی ہے۔

## سلوک کے آخری اسباق سید الانبیاء ﷺ کو ابتداء ہی میں کیوں دیئے گئے؟

تو میں عرض کر رہا تھا کہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیرِ مظہری میں لکھتے ہیں کہ تہجد اور قرآن پاک کی تلاوت یہ سلوک کا سب سے اونچا مقام ہے اور سلوک کے آخری اسباق ہیں تو اللہ تعالیٰ نے قُمِ اللَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا اور وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا نازل فرما کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری اسباق شروع میں کیوں دیئے حالانکہ پہلے میٹرک ہوتا ہے، پھر انٹر میں داخلہ ہوتا ہے، پہلے موقوف علیہ پڑھایا جاتا ہے پھر بخاری شریف دی جاتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن شریف جس پر نازل ہو رہا تھا وہ سلوک کے سب سے اونچے مقام پر تھے، سید المنتہیین تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام واکرام میں اعلیٰ سبق پہلے نازل کر دیا اور جو شروع کے اسباق تھے عام امت کے لیے ان کو بعد میں نازل فرمایا۔

اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو قبول فرمائیں، مہتمم کو، طلباء کو، عمالِ مدرسہ کو، ہم سب لوگوں کو قبول فرمالیں اور خزانۂ غیب سے مالیاتی مدد بھی فرمائیں اور جملہ دینی مدارس کو قبول فرمائیں، ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ فرمائیں اور مالیاتی معاملے میں ابتلاء سے بچائیں، عظمتِ دین اور عزتِ نفس کے ساتھ

ہم سب کو مدرسہ چلانے کی خدمت کی سعادت نصیب فرمائیں اور ہم سب کو ولی اللہ بنادیں، اولیاء صدیقین کی خطِ انتہاء تک پہنچادیں۔

یا اللہ! جتنے لوگ بیٹھے ہیں کسی ایک کو بھی محروم نہ فرما، اختر مسافر ہے اور مسافر کی دعا کو آپ رد نہیں کرتے، اختر کو اور آپ سب کو ولایت کا جو سب سے اعلیٰ مقام ہے یعنی نسبتِ صدیقین کی خط انتہاء تک ہمیں پہنچادے اور ہمیں اس کا شکر بھی نصیب فرما اور کراچی، لاہور اور پشاور سے جو احباب بے چارے تکلیف اٹھا کر یہاں آئے ہیں ان سب پر بھی آپ رحم فرمائیں اور کسی کو محروم نہ فرمائیں، ہم سب کو دنیا بھی دے دیجئے اور آخرت بھی دے دیجئے اور پورے ملک کو رحمت کی بارش کی بھی ضرورت ہے، اپنی رحمت کی بارش سے ہم سب کو مالا مال کردیں اور ہم کو ہمارے تمام نیک ارادوں میں بامراد کردیجئے، آمین۔

بِبَرَکَۃِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ
یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ اگر اپنی دعا قبول کرانا چاہتے ہو تو یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ تین دفعہ پڑھ لو کیونکہ اس میں اسمِ اعظم ہے، اور یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کے معنیٰ بھی کم لوگ بتاسکیں گے، یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کے معنیٰ ہیں:

﴿ذُو الْاِسْتِغْنَآءِ الْمُطْلَقِ وَالْفَضْلِ الْعَامِ﴾
(تفسیر البیضاوی)

انسانوں میں بعض لوگ مستغنی تو ہیں مگر ان کا فیض عام نہیں ہے مگر اللہ نے فرمایا میں مستغنی ہوں، تم سے بے نیاز ہوں مگر سارے عالم کا خیال رکھتا ہوں، میرا فضل عام ہے۔ بس اللہ تعالیٰ کا کرم ہے، میں کمزور ہوں، بیمار ہوں، بڑی مشکل سے ہمت کر کے آیا ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کے خلوص کی برکت سے

مجھے ہمت اور طاقت عطا فرمادی، اللہ تعالیٰ میرے بیان کو قبول فرمالیں، میری زبان کو قبول فرمالیں، آپ کے کان کو قبول فرمالیں، ہم سب کو اپنا مقبول، اپنا محبوب فرمالیں اور غیر مقبول اور نامقبول اعمال سے حفاظت کو مقدر فرمائیں، ابھی جوانی ہی سے ہمارے بچوں کو تقویٰ دے دیں اور ہم سب کو صاحبِ تقویٰ بنادیں اور صاحبِ ولایت بنادیں اور ولایت بھی سب سے اعلیٰ قسم کی جس کے آگے ولایت کی حد ختم ہے اور وہ ہے اولیاء صدیقین کی خط انتہاء، اس کے آگے نبوت ہے اور نبوت مانگنا جائز نہیں ہے، اب نبوت کے دروازے قیامت تک کے لیے بند ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ جہاں تک دروازہ کھلا ہے وہاں تک اپنے فضل سے، اپنے کرم سے بلا استحقاق ہم سب کو اولیاء صدیقین کی خطِ انتہاء تک پہنچادے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ

مہربانی سے دستگیری کی
داستاں سن مری فقیری کی

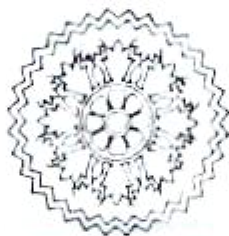
تھک گیا جب بھی راہ میں اخترؔ
لاج رکھ لی ہے اس نے پیری کی

(عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)

# رشک کرتا ہے زمیں پر آسماں

کیا کہوں میں دردِ دل کی داستاں ۔۔۔ جس کی برکت سے ملی آہ و فغاں
ہو مبارک تجھ کو اے آہ و فغاں ۔۔۔ ان کی جانب سے کرم پایا عیاں
جب سنو گے داستانِ عاشقاں ۔۔۔ پھر ملے گی تم کو بزمِ دوستاں
دوستو یہ دردِ دل کا بوستاں ۔۔۔ ہے عطائے دوست بہرِ دوستاں
جب زمیں پر روتے ہیں مستغفراں ۔۔۔ رشک کرتا ہے زمیں پر آسماں
سیکڑوں جاں کی ہے بارش ہر زماں ۔۔۔ ایسی جاں پر جو فدا ہو تجھ پہ یاں
جب بھی دیکھا ہے سکوتِ عاشقاں ۔۔۔ ان کی خاموشی ہے رشکِ صد بیاں
جس کے آب و گِل میں دردِ دل نہ ہو ۔۔۔ جسمِ حنا کی ہے فقط اے دوستاں
دل مرا مضطر رہے تیرے لیے ۔۔۔ ہے یہی بس حاصلِ ہر دو جہاں
جب سے تیرا غم ملا ہے اے خدا ۔۔۔ رہتا ہے ہر وقت اختر شادماں

(جنوبی افریقہ ۲۸ شعبان ۱۴۱۴ھ ۔ ۱۰ فروری ۱۹۹۴ء)

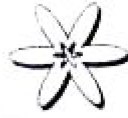


سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۸۲

# اَولیاءُ اللہ کی پہچان

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲ کراچی ۴۷ پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون: ۴۹۹۲۱۷۶ ۳



بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

# انتساب

**احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات**

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

**صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں**

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

# ضروری تفصیل

نامِ وعظ: اولیاء اللہ کی پہچان

نام واعظ: عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب
دام ظلالهم علينا الیٰ مأة و عشرين سنة

تاریخِ وعظ: ۲۶؍ جمادی الثانی ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۱؍ دسمبر ۱۹۹۳ء بروز ہفتہ

وقت: بعد نمازِ عشاء ۸ بجے شب

مقام: جامع مسجد چاٹگام، بنگلہ دیش

موضوع: اولیاء اللہ کی علامات

مرتب: یکے از خدام حضرت والا مدظلہم العالی (سید عشرت جمیل میرؔ صاحب)

کمپوزنگ: مفتی محمد عاصم صاحب، مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

اشاعت اوّل: رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ مطابق اگست ۲۰۰۹ء

تعداد: ۲۲۰۰

ناشر: کُتب خانہ مَظہری
گلشن اقبال-۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

# عرضِ مرتب

پیشِ نظر وعظ مرشدی و مولائی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم وادام اللہ ظلہم کا وہ عظیم الشان وعظ ہے جو بنگلہ دیش کے شہر چاٹگام کی جامع مسجد میں ۲۶؍جمادی الثانی ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۱؍دسمبر ۱۹۹۳ء بروز ہفتہ کو ہوا جہاں لوگ نادانی سے ہمارے اکابر سے عقیدت نہیں رکھتے تھے۔ جب حضرت نے بیان شروع فرمایا تو مسجد میں تقریباً دس ہزار کا مجمع تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اتباعِ سنت اور اولیاء اللہ کی عظمت پر ایسا دردانگیز بیان ان سامعین نے کہاں سنا تھا، پورا مجمع اشکبار تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ لوگ کہہ رہے تھے کہ کون کہتا ہے کہ یہ محبِّ رسول نہیں ہیں، یہ تو اصلی محبِّ رسول ہیں، جو ان کا مسلک ہے وہی ہمارا مسلک ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر سلامت رکھے، حضرت والا کی مساعی جملہ کو قبول فرمائے اور قیامت تک صدقہ جاریہ بنائے۔

آمین یارب العلمین بحرمة سید المرسلین علیه الصلوٰة والتسلیم

احقر سید عشرت جمیل میرؔ غفرلہٗ

خادمِ خاص حضرتِ والا

# فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اولیاء اللہ کی پہچان

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ

(سورۃ الانعام، اٰیۃ: ۱۲۵)

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اللہ تعالیٰ جس بندہ کو اپنا ولی بنانا چاہتے ہیں، اپنا دوست بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے غیب سے ایسے اسباب پیدا فرماتے ہیں کہ وہ خود حیرت زدہ رہ جاتا ہے کہ یا اللہ میں پہلے کیا تھا اور اب کیا سے کیا ہوگیا ہوں اور دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف ایک کشش اور جذب محسوس کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو شانِ جذب سے تعبیر فرمایا ہے۔

## مثنوی میں پیر چنگی کے جذب کا واقعہ

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بڈھا چنگ بجا کر گانا گایا کرتا تھا، اسی وجہ سے اس کا نام پیر چنگی پڑ گیا تھا، اس کی آواز بہت اچھی تھی، جب اپنا چنگ بجا کر گانا گاتا تو جوان، بوڑھے، بچے سب کی طرف سے اس کو خوب حلوہ اور پیسہ ملتا تھا لیکن جب بڈھا ہوگیا اور اس کی آواز خراب ہوگئی تو جتنے عاشقِ آواز تھے سب بھاگ نکلے یہاں تک کہ اس کو فاقوں کی نوبت آگئی اور وہ بھوکوں مرنے لگا تب اس نے کہا کہ دنیا بہت بے وفا ہے، دنیا والوں نے ہم کو سخت دھوکا دیا، کاش ہم اس گناہ کو نہ کرتے اور اپنے پیدا کرنے والے اللہ کو یاد کرتے تو اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں بھی آرام سے رکھتا اور آخرت میں بھی آرام

سے رکھتا لہٰذا وہ مخلوق سے دور مدینہ پاک کے قبرستان جنت البقیع میں ایک ٹوٹی پھوٹی قبر میں لیٹ گیا پھر اس نے اللہ تعالیٰ کو سنانا شروع کیا اور اللہ سے یوں کہا کہ اے اللہ! جب میری آواز اچھی تھی تو آپ کی مخلوق بوڑھے، بچے، جوان سب مجھ پر قربان ہوتے تھے، مجھ کو حلوہ کھلاتے تھے اور پیسہ دیتے تھے، اب جب آواز خراب ہوگئی تو ساری دنیا نے مجھ کو چھوڑ دیا لیکن اگر کسی کا بیٹا لنگڑا، لولا، اندھا، بہرا ہوتا ہے تو چاہے ساری دنیا اس کو چھوڑ دے لیکن ماں باپ اس کو نہیں چھوڑتے، جب ماں باپ کی محبت میں یہ اثر ہے کہ اپنے لنگڑے لولے، اندھے بچہ کو بہ نسبت تندرست بچہ کے ہر وقت پیار سے دیکھتے ہیں، ہر وقت اس کے لیے فکرمند رہتے ہیں کیونکہ ماں باپ یہ سمجھتے ہیں کہ تندرست بچہ تو اپنا کھا کما لے گا لیکن لولے لنگڑے معذور بچہ کے لیے ماں باپ کوئی بلڈنگ کرایہ پر وقف کر دیتے ہیں کہ ہمارا یہ بچہ کسی کام کا نہیں ہے لہٰذا اس کے لیے کچھ کرو، ایسا نہ ہو کہ بیچارہ بھوکوں مر جائے تو اے خدا! ماں باپ کی محبت آپ کی محبت کی ادنیٰ بھیک ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مادراں را مہر من آموختم
چوں بود شمعے کہ من افروختم

اے دنیا والو! ماؤں کو محبت کرنا میں نے سکھایا ہے، اگر میں ماں کے دل میں اولاد کی محبت نہ رکھوں تو ساری دنیا کو اپنے بچوں سے پیار کرنا بھی نہ آئے، پھر میری محبت اور میری رحمت کا کیا عالم ہوگا۔ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا صرف ایک حصہ نازل ہوا ہے باقی نناوے حصے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں، اس ایک حصۂ رحمت کا اثر یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک ہر آدمی اپنی اولاد پر مہربان ہے، اپنے بال بچوں سے محبت کرتا ہے جہاں کہیں بھی آپ رحمت، مہربانی اور محبت دیکھیں گے وہ سب اسی ایک بٹا سو حصہ کا کرشمہ اور

ظہور ہے، اللہ تعالیٰ باقی ننانوے حصہ رحمت قیامت کے دن ظاہر فرمائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت کا کیا عالم ہوگا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ شیخ حماد حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ ہم لوگ حنفی ہیں اس لیے سوچئے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا استاذ کتنا بڑا محدث اور کتنا بڑا اللہ والا ہوگا، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت بڑے بزرگ، ولی اللہ اور تابعی تھے اور تابعی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے صحابی کا دیدار کیا ہو اور صحابی اس کو کہتے ہیں جس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہو اور سید الانبیاء اس کو کہتے ہیں جس نے خدا کو دیکھا ہو اس لیے قیامت تک اب کوئی صحابی نہیں ہوسکتا کیونکہ جس سید الانبیاء نے معراج میں اللہ کو دیکھا تھا اب خدا کو دیکھنے والی وہ آنکھ قیامت تک نہیں مل سکتی لہٰذا کوئی صحابی کا درجہ نہیں پاسکتا کیونکہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے لیکن ولایت کا دروازہ کھلا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت تک بڑے بڑے ولی اللہ پیدا کرتا رہے گا۔ اگر ہم بھی تھوڑی سی محنت کرلیں تو ولی اللہ ہو کر دنیا سے جائیں گے۔

## دنیا کی فنائیت

مرنا تو ہم سب کو ہے ہی، کیا اس مجمع میں کوئی شخص ہے جو یہ کہہ دے کہ ہم کو مرنا نہیں ہے، مجلس میں کوئی ایسا شخص ہے جو کہہ دے کہ اسے موت نہیں آئے گی، ہر ایک کو موت آکر رہے گی اور اسے اپنا کاروبار، اپنی کار اور اپنا گھر بار سب یہیں چھوڑ کر جانا پڑے گا یہاں تک کہ اس کا لباس بھی اتار لیا جائے گا، گھڑی بھی اتار لی جائے گی، ٹوپی بھی اتار لی جائے گی اور کفن میں لپیٹ کر قبر میں ڈال دیا جائے گا تب پتا چلے گا کہ دنیا کیا چیز ہے؟ اس پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا جو دنیا کی حقیقت پر میں نے کہا تھا ؎

یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی

اختر نے ایک کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سو پچاسی حدیثوں کا ترجمہ کیا ہے جس کا نام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت، اس کے ٹائٹل پر میرا یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

جب مردہ زمین کے نیچے جاتا ہے خواہ وہ بڑے سے بڑا سیٹھ ہو، وزیراعظم ہو، بڑا مالدار ہو، مولانا ہو، کوئی بھی ہو جب قبر میں اُتارا جاتا ہے تو بزبانِ حال وہ یہ شعر پڑھتا ہوا جاتا ہے ؎

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

اور ؎

دبا کے قبر میں سب چل دیئے دعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہوگیا زمانے کو

بیوی بھی اپنے بچوں سے کہتی ہے کہ جلدی سے اپنے بابا کو قبرستان پہنچاؤ، جس مکان کے بنانے میں کتنی نمازیں چھوڑیں، کتنا حرام کمایا، خدا کی کتنی نافرمانی کی اسی مکان سے اب بیوی بچے اس کو نکالتے ہیں، کہتے ہیں کہ جلدی نکالو۔ اسی لیے ایک بزرگ نے بڑی عمدہ بات کہی کہ اپنے بال بچوں کی فکر مت کرو، انہیں اللہ والا بنادو، اگر بچے اللہ والے ہوں گے تو اللہ خود ان کی فکر کرے گا اور اگر نالائق شرابی کبابی زانی ہوئے تو تمہارا مال ان کی بدمعاشی پر خرچ ہوگا اور تمہارا گناہ بڑھ جائے گا۔

## راحت میں اللہ کو یاد رکھنے کا انعام

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب

انسان دنیا سے عاجز ہو جاتا ہے پھر اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے مگر مبارک وہ بندے ہیں جو سکھ میں خدا کو یاد رکھیں۔ سرورِ عالم سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُذْکُرُوا اللہَ فِی الرَّخٰی یَذْکُرْکُمْ فِی الشِّدَّۃِ جب تندرستی اچھی ہو، خوب جوانی چڑھی ہوئی ہو، پیٹ میں بریانی کباب داخل ہو رہے ہوں، اس وقت حالتِ آرام میں اللہ کو یاد رکھو تو پھر جب تم تکلیف میں ہو گے تو خدا تمہیں یاد رکھے گا لیکن ہمارا معاملہ یہ ہے کہ جب تک طاقت رہتی ہے، جوانی چڑھی ہوئی ہے تو کسی کی ماں بہن بیٹی جو سامنے آئے اس کو دیکھتے ہیں، لیکن اگر ابھی کینسر ہو جائے، گردے بیکار ہو جائیں، ڈاکٹروں کا بورڈ یہ فیصلہ کر دے کہ اب آپ نہیں بچیں گے تو پھر اللہ ہی یاد آئے گا، ہر ولی اللہ اور ہر بزرگ سے کہو گے کہ دعا کیجیے کہ اللہ ہم کو تندرستی دے دے، ہمارے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے کیونکہ ڈاکٹروں کے بورڈ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ آپ کو بلڈ کینسر ہو گیا ہے۔ بتاؤ! اس وقت گناہ چھوڑتے ہو یا نہیں؟ تو جو گناہ مجبوراً دکھ میں چھوڑے اس سے بہتر ہے کہ ہم حالتِ صحت اور طاقت میں اللہ کی نافرمانی چھوڑ دیں تاکہ دکھ میں اللہ ہمیں یاد رکھے اور نظرِ رحمت فرمائے۔

## اللہ و رسول کا پیارا بننے کا طریقہ

میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ مردہ کبھی گناہ کر سکتا ہے؟ اگر چاٹگام کی سڑک پر حسین سے حسین فلم ایکٹریس کھڑی ہو تو کیا وہ کفن ہٹا کر دیکھ سکتا ہے، مرنے کے بعد تو سب گناہ چھوٹ جائیں گے لیکن مرنے کے بعد گناہ چھوڑنے سے وہ متقی اور ولی اللہ نہیں ہو گا کیونکہ موت کے بعد گناہ کرنے کی طاقت ہی نہیں رہے گی، جیتے جی زندگی میں گناہ کی طاقت رکھتے ہوئے اس طاقت کو اپنے مالک پر فدا کرو، اپنے اللہ پر قربان کرو، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلو تو ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ ہو جاؤ گے۔ اس پر میرا ایک شعر ہے ؎

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے سے جنت ملے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اتنے پیارے ہیں کہ ان کی راہ پر ہم چل پڑیں تو ہم بھی اللہ کے پیارے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اعلان فرما رہے ہیں کہ اے محمد! آپ اعلان کر دیں کہ جو اللہ سے پیار کرنا چاہتے ہیں، خدا سے محبت کرنا چاہتے ہیں فَاتَّبِعُوْنِیْ وہ میرے نقشِ قدم پر چلیں، سنت کے مطابق زندگی گذاریں یُحْبِبْکُمُ اللہُ تو اللہ تمہیں بھی پیار کرلے گا یعنی اس آیت میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے پیارے ہیں کہ اُن کے نقشِ قدم پر چلنے والا بندہ بھی اللہ کا پیارا ہو جاتا ہے۔

## اتباعِ سنت کا اہتمام

مثال کے طور پر ایک شخص مسجد میں بایاں پیر پہلے داخل کر دیتا ہے تو سنت کے خلاف ہے یا نہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟ مشکوٰۃ شریف کی روایت کے مطابق مسجد میں داخل ہونے کی پانچ سنتیں ہیں جن کا علم کم لوگوں کو ہے نمبر ا۔ بسم اللہ پڑھو، نمبر ۲۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھو، خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد میں قدم رکھتے تھے تو بسم اللہ بھی پڑھتے تھے اور اپنے اوپر خود درود پڑھتے تھے، پیغمبر کو بھی یہ حکم ہے کہ اپنے اوپر درود بھیجیے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں نبی بھی داخل ہے لہٰذا مسجد میں داخل ہونے کی دوسری سنت کیا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان الفاظ سے درود شریف پڑھیے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ اس کا مطلب ہے کہ اور سلام نازل ہو ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، اس

کے بعد داہنا پیر مسجد میں رکھو اور یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اے اللہ! آپ ہمارے لیے رحمت کے دروازے کھول دیں، اس کے بعد اعتکاف کی نیت کرلو کہ یا اللہ جب تک ہم مسجد میں ہیں سنتِ اعتکاف کی نیت کرتے ہیں۔ جب مسجد سے نکلنا ہو تو پہلے بایاں پیر نکالیے اور پھر پڑھیے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ اور بایاں پیر نکال کر یہ دعا پڑھیے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی مہربانی کا اور آپ سے روزی مانگتا ہوں، یہاں فضل کے معنیٰ روزی کے ہیں چنانچہ جمعہ سے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جب نمازِ جمعہ ہو جائے تو فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللہِ اب زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا رزق تلاش کرو۔ جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت سب حرام ہے، یہ حکم صرف جمعہ کی اذان کا ہے باقی دنوں کی اذان کا یہ حکم نہیں ہے لیکن جمعہ کی اذان کا حکم ہے کہ اگر کسی نے کیلا اٹھایا کہ لاؤ ایک درجن دے دو لیکن جمعہ کی اذان کی آواز آگئی تو کیلا رکھ دے اور اس کا پیسہ واپس کردے، اب اگر بیع وشرائع کرتا ہے تو حرام ہے اور نمازِ جمعہ کے بعد یہاں فَانْتَشِرُوْا کا امر اباحت کے لیے ہے، واجب نہیں ہے یعنی نمازِ جمعہ کے بعد روزی تلاش کرنا مباح ہے واجب نہیں ہے کہ ہر شخص روزی کی تلاش میں نکل جائے۔

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی السید محمود بغدادی مفتی بغداد جو انتہائی غریب طالب علم تھے اور اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ میں اتنا غریب تھا کہ چاند کی روشنی میں پڑھتا تھا، اتنا پیسہ نہیں تھا کہ تیل کا چراغ جلالوں، اللہ تعالیٰ گدڑی میں لعل رکھ دیتا ہے، بعد میں یہ اتنے بڑے مفسر ہوئے کہ مالداروں کے بچے ان کی جوتیاں اٹھاتے تھے وہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہاں امر اباحت کے لیے ہے یعنی جائز ہے کہ اب جاؤ دکان کھولو کیونکہ جمعہ کی اذان کے بعد اللہ

نے خرید و فروخت حرام کردی تھی تو نمازِ جمعہ کے بعد وَ ابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ سے خرید و فروخت کو جائز کردیا کہ اب اللہ کا رزق تلاش کرو چونکہ نماز کے بعد انسان کو اپنے پیٹ کا بھی انتظام کرنا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں یہ سنت سکھا دی کہ جب مسجد سے نکلو تو اب اپنا رزق ہم سے مانگو کہ اے اللہ! ہم نماز پڑھ چکے، آپ کا حکم مان چکے، اب ہم کو چائے بھی دیں روٹی بھی دیں کیونکہ پیٹ بھی تو آپ ہی نے دیا ہے لہٰذا اب پنتھا بھات مانگو، چاہے شامی کباب مانگو جو چاہو مانگو لیکن اللہ جو دے اس پر راضی رہو۔

اب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ سناتا ہوں مگر اس سے پہلے یہ عرض کردوں کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رحمت کا سوال کیوں سکھایا؟ اس سنت میں کیا راز ہے؟

## شیخ حماد کا حضرت سفیان ثوری کو عاشقانہ جواب

لیکن یہ راز بتانے سے پہلے شیخ حماد کا واقعہ پورا کرتا ہوں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ شیخ حماد جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے گئے تو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جو تابعی ہیں انہوں نے شیخ حماد سے پوچھا اَیَغۡفِرُ اللّٰہُ کَمِثۡلِیۡ کیا مجھ جیسے کو اللہ بخش دے گا؟ تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ شیخ حماد نے فرمایا کہ اللہ کی رحمت کو کیا پوچھتے ہو لَوۡ خُیِّرۡتُ بَیۡنَ مُحَاسَبَۃِ اللّٰہِ وَبَیۡنَ مُحَاسَبَۃِ اَبَوَیَّ فَاخۡتَرۡتُ مُحَاسَبَۃَ اللّٰہِ یعنی قیامت کے دن اگر خدا مجھے اختیار دے کہ اے حماد تم اللہ کو حساب دینا چاہتے ہو یا اپنے ماں باپ کو دینا چاہتے ہو، کس کی رحمت پر تم کو زیادہ بھروسہ ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا یا رب العٰلمین میں آپ کو حساب دوں گا کیونکہ ماں باپ کی رحمت محدود ہے اور آپ کی رحمت غیر محدود ہے، میں محدود

رحمت کو چھوڑ کر غیر محدود رحمت کو کیوں نہ حاصل کروں۔ اس لیے میں اللہ تعالیٰ کو حساب دوں گا کیونکہ اللہ ارحم الراحمین ہیں اور ان کو ہمارے گناہوں سے کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ اسی لیے حدیث پاک میں اس دعا کی تعلیم دی گئی ہے:

﴿یَا مَنْ لَّا تَضُرُّہُ الذُّنُوْبُ وَلَا تَنْقُصُہُ الْمَغْفِرَۃُ ھَبْ لِیْ مَا لَا یَنْقُصُکَ وَاغْفِرْلِیْ مَا لَا یَضُرُّکَ﴾

اے وہ ذات! جس کو ہمارے گناہوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور ہمیں بخش دینے سے جس کی مغفرت کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوتی لہٰذا آپ ہمیں وہ مغفرت عطا فرما دیجیے جس کی آپ کے یہاں کوئی کمی نہیں ہوتی اور ہمارے ان گناہوں کو معاف فرما دیجیے جن سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

ایک عالم نے نوے سال تک اللہ کی رحمت کو سارے عالم میں بیان کیا اور گنہگار بندوں کو اللہ کی رحمت کا امیدوار بنایا۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو ایک بزرگ نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے میری رحمت کو نوے سال تک میرے بندوں میں بیان کر کے میرے گنہگار بندوں کو میری رحمت کا امیدوار بنایا آج میں تمہیں اپنی رحمت سے ناامید نہیں کروں گا۔

## دخولِ مسجد کی دعا کا راز

مسجد میں داخل ہوتے وقت اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ کی جو دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی تو اس رحمت سے وہی رحمت مراد ہے جو معراج کی رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اَلتَّحِیَّاتُ کے جواب میں عطا فرمائی تو جب آپ نے عرض کیا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ اے اللہ میری تمام زبانی عبادتیں آپ کے لیے خاص ہیں تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اے نبی! قولی عبادت کے بدلہ میں میری طرف سے قولی سلام لیجیے، پھر

آپ نے عرض کیا وَالصَّلَوٰتُ اے اللہ! میری تمام بدنی عبادتیں آپ کے لیے ہیں تو اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ رَحْمَةُ اللهِ اے نبی! آپ نے اپنی بدنی عبادتیں مجھے پیش کیں تو اس کا انعام لیجیے کہ میری رحمتیں آپ پر نازل ہوں گی۔ پس جو رحمت معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ وہ میری امت کو بھی عطا ہو جائے اور میری امت جو بدنی عبادت کے لیے مسجد میں آرہی ہے وہ بھی اس رحمت سے محروم نہ رہے۔ اس لیے آپ نے امت کو دخولِ مسجد کے وقت یہ دعا سکھا دی۔ یہ ہے اس سنت کا راز۔

اب میں خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کی طرف آتا ہوں۔

یہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا طرز ہے جو بغیر اختیار اللہ تعالیٰ نے مجھے عطاء فرمایا، مولانا رومی کا بھی یہی طریقہ ہے کہ ایک قصہ شروع کریں گے اس میں دوسرا قصہ داخل کریں گے پھر تیسرا قصہ داخل کریں گے، ان قصوں کو پورا کر کے پھر پہلا قصہ آخر میں پورا کریں گے۔ میرا یہ قصے اس طرح شروع کرنے کا ارادہ نہیں تھا لیکن غیر اختیاری طور پر یہ طرز اختیار ہو گیا۔

## بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ کی تلاش

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے بچپن ہی سے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت تھی، میں دس بارہ سال کا تھا جبھی ان کی مثنوی سے مست ہو جاتا تھا اور یہ دعا پڑھتا تھا۔

سینہ خواہم شرح شرح از فراق
تا بگویم شرح از دردِ اشتیاق

اے خدا! اپنے عشق سے میرا سینہ ٹکڑے ٹکڑے کر دے تا کہ تیری محبت کو اس طرح بیان کروں کہ اس میں درد بھی شامل ہو تا کہ تیرے بندے بھی تجھ پر عاشق

ہو جائیں حالانکہ میں اس وقت بالغ بھی نہیں تھا یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ؎

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

جس کو اللہ اپنا بنانا چاہتا ہے اسی کے دل میں ایسے خیالات ڈالتا ہے۔ قصبہ کے باہر جنگل میں ایک مسجد تھی، میں اس مسجد میں جاتا تھا، جنگل کے سناٹے میں حالانکہ میں اُس وقت بالغ بھی نہیں تھا، میں اُس جنگل کی مسجد میں جا کر آسمان کی طرف دیکھ کر یہ شعر پڑھتا تھا ؎

اپنے ملنے کا پتہ کوئی نشاں
تو بتا دے مجھ کو اے ربِّ جہاں

اُس جنگل میں جا کر میں یہ سوچتا تھا کہ یہ آسمان و زمین اور سورج اور چاند کا بنانے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کی تلاش اُسی کو ہوتی ہے جس کو خدا ملنے والا ہوتا ہے۔ جس کو خدا ملنے والا ہوتا ہے وہی خدا کو تلاش کرتا ہے۔ ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اُنہی کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہے
وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے

جب ڈھونڈ لینے کی توفیق ہوگئی تو سمجھ لو کہ یہ اللہ کو پانے والا ہے مگر آگے ایک اور شعر میں فرماتے ہیں کہ اللہ کیسے ملتا ہے، کس کو خدا ملتا ہے اور کون اللہ والا ہوتا ہے، فرماتے ہیں ؎

اُن سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

اللہ سے ملنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ جو اللہ سے ملے ہوئے ہیں، اللہ والے، اولیاء اللہ، بزرگانِ دین ہیں اُن سے دوستی کرو۔ میرے شیخِ اوّل حضرت

پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مٹھائی مٹھائی والوں سے ملتی ہے، کباب کباب والوں سے ملتا ہے اور اللہ اللہ والوں سے ملتا ہے، اگر اللہ کو پانا ہے تو کسی اللہ والے کی جوتیاں اٹھائیے، اس کے ناز اٹھائیے۔

## تلاش کرنے سے اولیاءاللہ مل جاتے ہیں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب میں نے اولیاء کو تلاش کیا مگر سب پاکٹ مار نکلے، یہ بات صحیح نہیں ہے، بزرگوں نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو پھر بھی اللہ کی تلاش مت چھوڑو، ایک نہ ایک دن ضرور خدا کو تم پر رحم آئے گا اور تمہیں سچا اللہ والا مل جائے گا۔ ایک بزرگ نے اس کی مثال دی کہ اگر آپ جوان اور بہت تندرست ہیں اور آپ کا شادی کو جی چاہ رہا ہے تو اگر کوئی آپ سے کہے کہ ہم تمہاری شادی کرادیتے ہیں مگر پہلے ایک کلو لڈو اور پانچ سو ٹکہ دو اور پھر آپ سے ایک کلو لڈو اور پانچ سو ٹکہ لے کر کہا کہ میں تمہاری شادی کے لیے بیوی تلاش کررہا ہوں اس کے بعد اِدھر اُدھر ہوگیا تو کیا پھر آپ ہمیشہ کے لیے کان پکڑ لیتے ہیں کہ اب شادی نہیں کرنی ہے پھر اگر دوسرا دوست کہے کہ اچھا ہم تمہاری شادی کرادیتے ہیں مگر ہم ایک ہزار ٹکہ اور پانچ کلو لڈو لیں گے تو آپ شادی کی امید پر اس کو بھی دے دیں گے، اسی طرح تیسرا بھی دھوکہ دیتا ہے، تین دھوکے بازوں کے بعد اگر چوتھا بھی کوئی امید دِلا دے تو اس کے چکر میں بھی آجاتے ہیں۔ لہٰذا اگر اللہ والوں کے بھیس میں کچھ لوگ غلط مل گئے تو بھی اللہ کے لیے سچے اللہ والے کی تلاش مت چھوڑو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

در تگِ دریا گُہر با سنگ ہاست
فخر ہا اندر میانِ ننگ ہاست

دریا کی گہرائی میں اس کی مٹی میں اور بہت سے کنکروں پتھروں میں موتی چھپا ہوتا ہے، بار بار غوطہ لگاؤ گے تو ایک دن ان شاء اللہ موتی ہاتھ آجائے گا۔ اسی

طرح اللہ والوں کے لباس میں جعلی پیر مل گئے تو اللہ والوں کی تلاش نہ چھوڑو، اللہ کے لیے اللہ والوں کو تلاش کرتے رہو، اگر سچی طلب ہے تو اللہ تعالیٰ خود تمہیں اللہ والوں سے ملا دیں گے۔

## حضرت حافظ شیرازی کا واقعہ

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی تلاش میں جنگل میں رویا کرتے تھے، یہ سات بھائی تھے، ایک دن ایک بزرگ سلطان نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حافظ شیرازی نام کا میرا ایک بندہ جنگل میں میری یاد میں رو رہا ہے، جاؤ اس کو اللہ والا بنا دو، آپ ان کے والد سے ملے، ان کے والد دنیا دار تھے، سلطان نجم الدین کبریٰ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے کتنے لڑکے ہیں؟ انہوں نے کہا چھ اور حافظ شیرازی کے بارے میں نہیں بتایا، حضرت نجم الدین کبریٰ نے ان چھ لڑکوں کو دیکھا تو خواب میں جسے دیکھا تھا اس کی شکل کسی سے نہیں ملی۔ لہٰذا ان کے والد سے پوچھا کہ ان کے علاوہ کوئی اور بیٹا نہیں ہے؟ وہ کہنے لگے کہ ایک اور لڑکا ہے تو مگر وہ ذرا پاگل سا ہے، دنیا سے نکما، بے کار، جائیے جنگل میں دیکھ لیجیے وہیں کہیں روتا ہوگا۔ سلطان نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اسی دیوانے کی تو تلاش میں ہوں، تم دنیا کمانے والے لڑکوں کو اپنی اولاد سمجھتے ہو اور خدا کے خاص بندے کو اپنی اولاد نہیں سمجھتے، وہ تو اتنا قیمتی ہے کہ اللہ اس کو ولایت دینے کے لیے خود پیر کو مرید کے پاس بھیج رہا ہے، ایسے قسمت والے مرید بھی ہوتے ہیں کہ خود اللہ والے ان کے پاس پہنچائے جاتے ہیں ۔

تشنگاں گر آب جویند از جہاں
آب ہم جوید بہ عالم تشنگاں

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر پیاسے پانی کو تلاش کرتے ہیں تو پانی بھی اپنے پیاسوں کو تلاش کرتا ہے۔

## شیخ عبدالقادر جیلانی کا ارشاد

شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانے کے غوث تھے فرماتے ہیں کہ جب میں کسی کو مرید کرتا ہوں، اللہ اللہ کرنا سِکھاتا ہوں، اللہ کی محبت سِکھاتا ہوں، ان کی اصلاح کرتا ہوں تو رات کو اللہ سے روتا ہوں کہ اے اللہ! اِس کو اللہ والا بنادے، اِس کو اپنا پیارا بنادے اور میری دعا اور اپنی محنت سے جب وہ اللہ والا ہو جاتا ہے تو مجھے اتنی خوشی ہوتی ہے کہ بجائے وہ مجھ پر قربان ہو میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہی اپنی جان اُس پر فدا کردوں۔ آہ! اللہ والوں کو کیا محبت ہوتی ہے اللہ کے بندوں سے، فرماتے ہیں کہ مجھے اتنی خوشی ہوتی ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہی اس مرید پر قربان ہو جاؤں، اللہ اللہ کتنی بڑی عبادت ہے، اگر کوئی اللہ والا بن جائے تو کیا یہ معمولی نعمت ہے؟ اگر آپ کا بچہ کہیں کھو گیا ہو اور کوئی ڈھونڈ کر لادے تو آپ کو کتنی خوشی ہوگی، آپ بچہ سے پہلے اسے پیار کریں گے جو بچہ کو لایا ہوگا تو جو بندے خدا سے غافل ہیں اور کوئی اللہ والا محنت کر کے راتوں کو رو رو کر اس کو اللہ تک پہنچا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلا پیار اس پیر و مرشد کو کرتے ہیں کہ تو نے میرے غفلت زدہ بندہ کو جو مجھ سے دور ہو گیا تھا محنت کر کے مجھ تک پہنچا دیا لہٰذا پہلا پیار اللہ تعالیٰ اس کو کرتے ہیں اور اللہ سے ملنے کا راستہ یہی ہے۔

اُن سے ملنے کی ہے یہی اِک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

## سچے اللہ والے کی علامت

اللہ اس کو ملتا ہے جس کی کسی اللہ والے سے دوستی ہو مگر سچا اللہ والا ہو پاکٹ مار نہ ہو، پیسہ نذرانہ نہ لیتا ہو، اللہ کے لیے وعظ سناتا ہو، اللہ کے لیے دین

سکھاتا ہو، سنت پہ چلتا ہو، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتا ہو، جماعت سے نماز پڑھتا ہو، شرعی ڈاڑھی رکھتا ہو، شرعی پردہ کرتا ہو، عورتوں سے پیر نہ دبواتا ہو، چرس اور ہیروئن نہ پیتا ہو، نشہ نہ کرتا ہو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر اپنی جان فدا کرتا ہو، اس کو ولی اللہ کہتے ہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

خدا فرما چکا قرآں کے اندر
میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے
جسے تو مانگتا ہے اولیاء سے

مانگیں تو براہِ راست اللہ سے البتہ بزرگانِ دین کا وسیلہ دے کر مانگ سکتے ہیں اور وسیلہ دے کر ایسے مانگنا چاہیے کہ اے اللہ! میرے مرشد، میرے پیر کے صدقہ میں میری دعا قبول فرمالیجیے اور جب روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جانا ہو تو وہاں اس طرح دعا کریں کہ اے اللہ! سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے میری سب دعائیں قبول فرمالیں۔ کون ظالم ہے جو اللہ والوں کے وسیلہ کو منع کرتا ہے، ایسا شخص جاہلِ مطلق ہے۔

## سنت کے خلاف چلنے والا ہرگز ولی اللہ نہیں ہوسکتا

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اگر کوئی شخص چاہے ہوا میں اُڑ رہا ہو لیکن شریعت وسنت کے طریقہ پر نہیں ہے، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر نہیں چلتا، سنت کے خلاف زندگی گذارتا ہے، ٹخنہ چھپاتا ہے، ڈاڑھی نہیں رکھتا، سگریٹ پیتا ہے، سٹوں کا نمبر بتاتا ہے بلکہ دو چار گالیاں بھی دے دیتا ہے

اور ایسوں کو لوگ زیادہ ولی اللہ سمجھتے ہیں، ان کے ایجنٹ سکھا بھی رہے ہوتے ہیں کہ جاؤ جب بابا تم کو ماں بہن کی گالی دے دے اور پتھر مارے تو سمجھ لو کہ کام ہوگیا، آپ بتائیے کہ اس گالی بکنے والے کی دعا قبول ہوگی؟ کیا گالی بکنا ولی کا کام ہے؟ لیکن افسوس ہے کہ آج کل پاگلوں کو لوگ ولی اللہ سمجھتے ہیں حالانکہ ولی اللہ وہ ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر جان دیتا ہو اور کسی بزرگ کی صحبت میں رہا ہو، کسی ولی اللہ کی جوتیاں اٹھائی ہوں، شریعت وسنت، جائز وناجائز کا ہر وقت خیال رکھتا ہو، جو اللہ کی نافرمانی کرے گا وہ کیسے ولی اللہ ہوگا؟ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ جن کو ولی اللہ بتا رہے ہیں کہ میرے ولی وہ ہیں جو تقویٰ سے رہتے ہیں، گناہوں سے بچتے ہیں، شرعی پردہ کرتے ہیں، سنت پر چلتے ہیں، جھوٹ نہیں بولتے، ماں باپ کو نہیں ستاتے، بیوی کی پٹائی نہیں کرتے، اپنے پڑوسیوں کا حق ادا کرتے ہیں، نظر کی حفاظت کرتے ہیں چاہے چاٹگام میں کتنی ہی حسین لڑکی آرہی ہو اگر اللہ کا ولی ہے تو کبھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گا ہاں اگر شیطان ہے تو سب کو خوب دیکھے گا۔ تو ولی اللہ کون ہوئے؟ جو سنت پر چلتے ہیں اور اللہ کو ناراض نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ یہ جذبہ اپنے اولیاء کو دیتا ہے کہ اے خدا! میں جان دے دوں گا چاہے نفس کو موت آجائے، ہم موت کو عزیز رکھتے ہیں بجائے اس کے کہ آپ کو ناراض کریں، اللہ تعالیٰ سرورِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ ووسیلہ سے، صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے وسیلہ سے، دنیا بھر کے اولیاء اللہ کے وسیلہ سے ہم سب کو ایسا ایمان اور یقین عطا فرمادے کہ ہماری ہر سانس اللہ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم خدا کو ناراض نہ کریں، ہمت کرو، اللہ سے مانگو، ہم اللہ سے مانگیں گے تو ضرور پائیں گے ان شاء اللہ۔

اب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سن لیں۔ حضرت خواجہ حسن بصری

رحمۃ اللہ علیہ سارے اولیاء اللہ کے سردار ہیں، بصرہ میں ساری زندگی اللہ کی محبت سکھاتے تھے، جب پیدا ہوئے تو حضرت عمر فاروق کا زمانہ تھا، ان کی والدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نوکرانی تھیں، جس کی ماں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نوکرانی ہو، صفائی کرتی ہو، برتن دھوتی ہو، وہ ماں کتنی قسمت والی ہوگی، اگر کسی پریذیڈنٹ یا وزیر اعظم کے ہاں کسی کی ماں نوکرانی ہو تو وہ فخر کرتا ہے یا نہیں؟ لیکن جس کی ماں پیارے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر میں نوکرانی ہو اس کی قسمت کا کیا کہنا۔

جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ جو ہماری ماں ہیں، پوری امت کی ماں ہیں انہوں نے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو گود میں کھلایا۔ جب حضرت حسن بصری پیدا ہوئے تو ان کی اماں ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گئیں اور کہا کہ اے امیر المومنین! اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی جس کے اسلام لانے سے آسمانوں پر خوشیاں منائی گئی تھیں جبرئیل علیہ السلام نے آکر عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ! **اِسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ** آج عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے، کلمہ پڑھ لینے سے آسمانوں پر فرشتے خوشیاں منا رہے ہیں۔

## خواجہ حسن بصری کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا اور اس کے معانی

تو حضرت حسن بصری کی والدہ نے حضرت عمر سے عرض کیا کہ میں اپنے بچے کو لائی ہوں آپ اس کی سنتِ تحنیک ادا کر دیجئے یعنی کھجور چبا کر اس کا تھوڑا سا حصہ میرے بچے حسن بصری کے منہ میں ڈال دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھجور چبائی اور خواجہ حسن بصری کے منہ میں رکھ کر سنتِ تحنیک ادا

فرمائی اور دو دعائیں بھی دیں اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ اے اللہ! اس کو بہت بڑا عالم بنا، فقیہ بنا، دین کا سمجھ دار بنا اور وَحَبِّبْهُ اِلَی النَّاسِ اور اپنی مخلوق میں اس کو محبوب بنادے کیونکہ اگر عالم تو بڑا ہے مگر محبوب نہیں ہے تو اس کا علم مفید نہیں ہوگا اور اگر محبوب بہت ہے مگر جاہلِ مطلق ہے تو اس جاہل سے جہالت پھیلنے کا خطرہ ہے جیسے ایک اندھا دوسرے اندھے کی لاٹھی پکڑ کر چل رہا ہو تو دونوں گریں گے یا نہیں؟ تو پیر کس کو بنایا جاتا ہے جس کو ضروری علمِ دین حاصل ہو، جو اللہ تعالیٰ پر جان دیتا ہو، ہر گناہ سے بچتا ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہو اور آپ علیہ السلام کی ہر سنت پر عمل کرتا ہو۔ میں اپنا شعر سناتا ہوں ؎

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

## ڈاڑھی کو بڑھانے اور مونچھوں کو کٹانے کا حکم

دوستو! ذرا سوچو تو سہی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل خوش کرنا چاہیے یا اپنی بیوی کا دل خوش کرنا چاہیے، اگر بیوی کہتی ہے کہ ڈاڑھی نہیں رکھو تو بتاؤ بیوی کو خوش کرنا زیادہ کام آئے گا یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوش کرنا کام آئے گا؟

ایک شخص دہلی گیا، وہاں ایران کا شاعر آیا ہوا تھا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نعت کہتا تھا، وہ حجام کے ہاں ڈاڑھی منڈا رہا تھا، دہلی والے نے کہا کہ آپ نے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں اتنی عمدہ نعت کہی ہے پھر آپ ڈاڑھی کیوں صاف کروا رہے ہیں، سنت پر استرا کیوں چلا رہے ہیں؟ اُس نے شاعرانہ جواب دیا ؎

ریش می تراشم و لے دل کس رانمی تراشم

کہ میں ڈاڑھی چھیل رہا ہوں کسی کا دل نہیں چھیل رہا، کسی کے دل کو دُکھ نہیں دے رہا، اس شخص نے جو پہلے ہی جلا بھنا تھا کہا ؎

وے دلِ رسول اللہ می خراشی

تو تو اللہ کے نبی کا دل چھیل رہا ہے، اُن کا دِل دُکھا رہا ہے، یاد رکھیں کہ ڈاڑھی رکھنا ایسا ہی واجب ہے جیسے عید کی نماز، بقرہ عید کی نماز، وتر کی نماز، اگر کوئی عید کی نماز نہ پڑھے تو آپ اس کو کیا کہیں گے؟

## ڈاڑھی کا وجوب اور اہمیت

ڈاڑھی رکھنے کے وجوب پر چاروں اماموں کا اجماع ہے، کسی امام کا اختلاف نہیں ہے اور ڈاڑھی رکھنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو جس حالت پر مرے گا قیامت کے دن اُسی حالت میں اُٹھایا جائے گا، جو ڈاڑھی رکھ کر مرے گا تو جب قیامت کے دن ڈاڑھی لے کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شفاعت کے لیے جائے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل خوش ہو جائے گا کہ تم نے ہماری جیسی شکل بنائی ہے، تم حوضِ کوثر پر پانی بھی پیو اور ہم تمہاری شفاعت بھی کریں گے اور جو ڈاڑھی منڈاتا ہوا مرا تو قیامت کے دن اسی حالت میں اُٹھایا جائے گا اور اگر قیامت کے دن ڈاڑھی منڈے شخص کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال کر لیا کہ تم کو میری شکل میں کیا خرابی نظر آئی تھی کہ تم نے میری جیسی شکل نہیں بنائی، تم نے بیوی کو خوش کیا، دفتر والوں کو خوش کیا، مارکیٹ والوں کو خوش کیا، خاندان والوں کو خوش کیا، سارے عالم کو تو خوش کیا مگر اپنے اللہ کو ناراض کیا اور اللہ کے رسول کا دل دُکھایا تو بتاؤ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا جواب دو گے لہٰذا ہمت کرو، اگر ڈاڑھی رکھنے پر کوئی ہنسے تو ہنسنے والوں کو ایک اللہ والے کا یہ شعر پیش کر دو ؎

اے دیکھنے والو! مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے

ڈاڑھی رکھنے کے بعد جولوگ آپ پر ہنسیں گے ان شاء اللہ کچھ دن کے بعد وہی لوگ آپ سے دعائیں کرائیں گے کہ حضرت دعا کردیں، پھر آپ حضرت بن جائیں گے اور ڈاڑھی کے بغیر فاسق وفاجر ہی رہیں گے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہم اپنی ڈاڑھی کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کریں گے ؎

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

کس کی مشابہت لے کے آیا ہوں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکلِ مبارک کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

﴿مَنْ طَوَّلَ شَارِبَهٗ عُوْقِبَ بِأَرْبَعَةِ اَشْيَاءَ لَا يَجِدُ شَفَاعَتِيْ وَلَا يَشْرَبُ مِنْ حَوْضِيْ وَيُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ وَ يَبْعَثُ اللهُ اِلَيْهِ الْمُنْكَرَ وَالنَّكِيْرَ فِيْ غَضَبٍ﴾

(اوجز المسالک الی مؤطا مالک، باب ما جآء فی السنة فی الفطرة، ج: ۱۴، ص: ۲۳۳)

جو بڑی بڑی مونچھیں رکھے گا قیامت کے دن میری شفاعت نہیں پائے گا، نہ ہی اسے میرے حوضِ کوثر پر آنے دیا جائے گا، قبر میں اس کے پاس منکر نکیر غصہ کی حالت میں بھیجے جائیں گے اور اسے دردناک عذاب دیا جائے گا اور مونچھوں کا حکم یہ ہے کہ اگر بالکل برابر کرلو تو یہ اعلیٰ درجہ ہے اور اگر رکھنی ہی ہے تو کم ازکم اوپر والے ہونٹ کا کنارہ کھلا رکھیں تو بھی ان شاء اللہ پاس ہوجائیں گے لیکن اگر مونچھ اتنی بڑھ گئی کہ اوپر والے ہونٹ کا کنارہ ڈھک گیا تو سمجھ لو پھر اسی وعید کا خطرہ ہے جو حدیث میں وارد ہوئی ہے۔ کچھ لوگ ڈاڑھی کا بچہ جو نیچے والے ہونٹ کے نیچے ہے اسے بھی منڈاتے ہیں، یاد رکھیں اس کا رکھنا بھی واجب ہے، یہ ڈاڑھی کا بچہ ہے، اگر تمہارے بچے کو کوئی قتل کردے تو کیا تم خوش ہوگے؟

کتابوں میں لکھا کہ اس کا منڈانا بھی جائز نہیں ہے، رکھنا ضروری ہے تو ڈاڑھی تینوں طرف سے ایک ایک مشت رکھیں یعنی ایک مشت دائیں طرف سے ایک مشت سامنے سے اور ایک مشت بائیں طرف سے پھر ڈاڑھی میں تیل لگا کر کنگھی کر کے دیکھو کہ کتنی خوبصورت لگے گی۔

دنیا میں جتنے شیر ہیں سب کی ڈاڑھی ہے اور شیر کی بیوی کی یعنی شیرنی کی ڈاڑھی نہیں ہے تو فیصلہ کرلو کہ شیر بننا ہے یا شیرنی، اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا ہے یا بیوی بچوں اور دفتر والوں کو خوش کرنا ہے، قبر میں جانے کے بعد یہ گال کیڑے کھا جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے یہ زمین دی ہے، اس پر جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا باغ لگالو تب سمجھو کہ اصلی عشق حاصل ہے، خالی رونے گانے سے عشق نہیں ہوتا، عشق نام ہے عمل کرنے کا جیسے ابا کہتا ہے کہ بیٹا سینما مت دیکھنا، وی سی آر مت دیکھنا مگر بیٹا ابا کی کسی بات پر عمل نہیں کرتا لیکن ہر وقت ابا ابا کہہ کہ روتا رہتا ہے تو کیا اس بیٹے کی محبت قابلِ قبول ہوگی؟ لہٰذا ٹی وی، وی سی آر، سینما اور عورتوں کو تاک جھانک کرنا، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، ماں باپ سے بدتمیزی کرنا، ذرا ذرا سی بات پر بیویوں کی پٹائی کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے اعمال ہیں، اگر آپ کا داماد آپ کی بیٹی کی پٹائی کرے تب تو تعویذ لیتے ہو کہ کوئی تعویذ دے دیں داماد میری بیٹی کو ستا رہا ہے اور تم جو اپنی بیوی کو ستا رہے ہو وہ بھی تو کسی کی بیٹی ہے۔

## بیویوں کے ساتھ نرمی کیجیے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

﴿اَلْمَرْأَةُ کَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا کَسَرْتَهَا وَ اِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَ فِیْهَا عِوَجٌ﴾

(صحیح البخاری، بابُ المداراة مع النسآء، ج: ۲)

عورت پسلی کی طرح ٹیڑھی ہے اگر اسے سیدھا کرنے کی کوشش کی تو ٹوٹ جائے گی اور اگر اس سے ٹیڑھے پن کے ساتھ فائدہ اٹھایا تو فائدہ پہنچائے گی۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اپنی بیوی کو مار مار کر سیدھی کردیں گے، جو اپنی بیوی کو مار مار کر سیدھی کرتا ہے اس کو چاہیے کہ پہلے اپنی پسلی سیدھی کرے، اگر لوگ ہسپتال میں جا کر اپنی پسلی سیدھی کرائیں گے تو ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟ آج کتنے گھر اِنہی لڑائیوں کی وجہ سے برباد ہوگئے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ، کچھ لوگ دوستوں کے ساتھ تو خوب ہنستے بولتے ہیں مگر جب بیوی کے پاس پہنچتے ہیں تو آنکھیں لال ہوتی ہیں، فرعون بنے ہوتے ہیں جبکہ کچھ لوگ بایزید بسطامی بنے آنکھیں بند کیے تسبیح پڑھتے ہوئے گھر میں داخل ہوتے ہیں، دونوں عمل سنت کے خلاف ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں تشریف لاتے تو مسکراتے ہوئے آتے اور فرماتی ہیں ؎

لَنَا شَمْسٌ وَّ لِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ
وَشَمْسِیْ خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَآءِ
فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرٍ
وَشَمْسِیْ طَالِعٌ بَعْدَ الْعِشَآءِ

یہ کس کا شعر ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور ہم سب کی ماں ہیں، یہ اُن کا شعر ہے کہ ایک سورج میرا ہے اور ایک سورج آسمان کا ہے، میرا سورج آسمان کے سورج سے افضل و بہتر ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم، کیونکہ آسمان کا سورج فجر کے بعد نکلتا ہے اور میرا سورج عشاء کی نماز

کے بعد طلوع ہوتا ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ مسجد میں داخل ہونے کی پانچ سنتیں ہیں اور مسجد سے نکلنے کی بھی پانچ سنتیں ہیں اور ایک نیکی پر دس گُنا اجر کا وعدہ ہے، مسجد میں داخل ہونے کی پانچ سنتوں کو دس سے ضرب کریں تو پچاس نیکیاں مل گئیں اور جب مسجد سے نکلے تو پھر پچاس نیکیاں مل گئیں اور دن میں پانچ نمازیں ہیں تو پانچ نمازوں میں صرف مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے پر ہی ڈھائی سو نیکیاں مل گئیں اور نماز باجماعت کا ثواب الگ ہے اور جب آپ مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت کہیں گے بِسْمِ اللّٰہِ۔اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا ثواب الگ رہا، یہ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے اور یہاں عَلٰی کا لفظ ہے عَلَیْکَ کا لفظ نہیں ہے۔

## سنت کے خلاف چل کر کوئی ولی اللہ نہیں بن سکتا

اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف اپنی طرف سے کوئی طریقہ مت نکال لینا۔ میرا ایک رسالہ ہے پیارے نبی کی پیاری سنتیں اے چاٹگام والو! اس کو چھپوالو، میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ اس کو چھاپ لو تو ان شاء اللہ امید ہے کہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مل جائے گی ،لہٰذا اس کو چھاپ کر تقسیم کرو تاکہ امتِ مسلمہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ پر چل کر اللہ کی پیاری بن جائے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاکیزہ طریقے ہوتے ہوئے ہم دوسرا طریقہ کیسے اختیار کریں، ہم لندن والوں کی طرح کھڑے ہو کر کھائیں یا مدینہ والے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے پر کھائیں؟ آپ خود فیصلہ کرلیں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دو دعائیں دیں اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ اے اللہ! اس کو دین کا فقیہ بنادے

وَحَبَّبَهُ اِلَى النَّاسِ اور مخلوق کا محبوب بنا دے۔ محدثین لکھتے ہیں فَاِنَّ حَسَنَ الْبَصْرِي قَدْ رَأَى مِائَةً وَّعِشْرِيْنَ صَحَابِيًا خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو بیس صحابہ کی زیارت کی تھی، حضرت خواجہ حسن بصری بصرہ کے بہت بڑے ولی اللہ ہیں رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً اور ان کا ایمان ایسا تھا کہ جب تقریر کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ جنت اور جہنم کو دیکھ رہے ہیں فَبَكٰى وَاَبْكٰى روتے تھے اور رُلا دیتے تھے۔

## خواجہ حسن بصری اور غلام کا واقعہ

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ میں ایک غلام خریدا، وہ غلام بھی ولی اللہ، صاحبِ نسبت اور تہجد گذار تھا، حضرت حسن بصری نے اس سے پوچھا کہ اے غلام! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ حضور! غلاموں کا کوئی نام نہیں ہوتا، مالک جس نام سے چاہے پکارے، آپ نے فرمایا اے غلام! تجھ کو کیسا لباس پسند ہے؟ اس نے کہا کہ حضور! غلاموں کا کوئی لباس نہیں ہوتا جو مالک پہنا دے وہی اس کا لباس ہوتا ہے، پھر انہوں نے پوچھا کہ اے غلام! تو کیا کھانا پسند کرتا ہے؟ غلام نے کہا کہ حضور غلاموں کا کوئی کھانا نہیں ہوتا جو مالک کھلا دے وہی اس کا کھانا ہوتا ہے۔ خواجہ حسن بصری چیخ مار کر بیہوش ہو گئے، جب ہوش میں آئے تو فرمایا اے غلام! میں تجھ کو آزاد کرتا ہوں، میں نے تجھے پیسے سے خریدا تھا مگر اب تجھ کو پیسہ نہیں دینا ہے، میں تجھ کو مفت میں آزاد کرتا ہوں، غلام نے پوچھا کہ کس نعمت کے بدلے میں آپ مجھ کو آزاد کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم نے ہم کو اللہ کی بندگی سکھا دی، تم ایسے غلام ہو کہ اگر مجھے میرا پیسہ دے دیتے تو غلامی کے طوق سے آزاد ہو سکتے تھے لیکن ہم اللہ کے ایسے غلام ہیں کہ سلطنت بھی دے دیں تو بھی خدا کی غلامی سے، طوقِ بندگی سے آزاد نہیں ہو سکتے، ہماری بندگی کا طوق موت تک ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ

الْيَقِيْنُ پس تم نے ہمیں ہمارے اللہ کی بندگی سکھادی، اب ہم کو اللہ جو کھلائے گا ہم یہی کہیں گے کہ مالک آپ کا احسان ہے، جو پہنائے گا یہی کہیں گے کہ مالک آپ کا احسان ہے، جس نام سے خدا پکارے گا وہی ہمارا نام ہے، اے غلام! تو نے ہمیں اللہ کی بندگی سکھادی۔ یہ ہے اللہ والوں کا راستہ کہ جس حالت میں خدا رکھے راضی رہو، رضا بالقضا کا مقام اخلاص سے بھی زیادہ اونچا ہے۔

## حضرت بایزید بسطامی کی بے نفسی کا واقعہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے، کہیں جارہے تھے کہ ایک بدکار عورت نے ان پر راکھ پھینک دی، ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا الحمدللہ، مریدوں نے کہا کہ حضور حکم دیں تاکہ ہم اس نالائق عورت کی پٹائی کریں، فرمایا کہ اگر تم لوگ صبر سے کام نہیں لے سکتے تو میرا ساتھ چھوڑ دو، اللہ والوں کا راستہ صبر کا راستہ ہے، مریدوں نے پوچھا کہ اچھا یہ تو بتائیں کہ آپ نے الحمدللہ کیوں پڑھا؟ فرمایا کہ جو سر اپنے گناہوں کی وجہ سے آگ برسنے کے قابل تھا خدا نے اس پر صرف راکھ برسادی لہٰذا ہم اس کا شکریہ ادا کررہے تھے کہ اے اللہ! چھوٹے امتحان سے ہمارا کام بن جائے، بڑے عذاب سے ہم کو بچالے، ایسے ہوتے ہیں اولیاء اللہ!

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دانت ٹوٹ گیا، آپ نے یہ نہیں کہا کہ اے اللہ! آپ نے میرا دانت کیوں توڑ دیا؟ آپ نے کہا اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے میری آنکھ کی روشنی نہیں ضائع کی، تو نے میرے کان کی سننے کی طاقت نہیں ضائع کی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَذْهَبِ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ کا شکر ادا کیا۔

تو جب حافظ شیرازی کے والد نے سلطان نجم الدین کبریٰ کو بتایا کہ

میرا ایک بیٹا پاگل ہے جو جنگلوں میں جا کر روتا رہتا ہے تو سلطان نجم الدین کبریٰ نے فرمایا کہ میں اسی پاگل کو ڈھونڈنے آیا ہوں، جب جنگل میں گئے تو دیکھا کہ حافظ شیرازی اللہ کی یاد میں رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے خدا! آپ کا نام لینے میں اتنا مزہ آرہا ہے۔

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس و کے را

اے اللہ! جب حافظ شیرازی تیرے نام سے مست ہوتا ہے تو ایک جو کے بدلے سلطنت کاؤس و کے کو خریدنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، اس کو اللہ والا کہتے ہیں، آج کوئی پانچ سو ٹکہ، پانچ ہزار ٹکہ، ایک لاکھ ٹکہ دے دے فوراً ایمان بیچ دیتے ہیں، سینما کے افتتاح پر بسم اللہ لکھتے ہیں اور وہاں جا کر دعا بھی کرتے ہیں، بتاؤ سینما کی آمدنی حرام ہے یا نہیں؟ سینما میں گانا بجانا ہوتا ہے یا نہیں؟ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر استرا چلتا ہے یا نہیں؟ لیکن جو بکاؤ ملا ہوتا جو اللہ والوں کی صحبت نہیں اٹھاتا وہ جعلی بھی ہوتا ہے اور بکاؤ بھی ہوتا ہے، اس کو جو چاہے خرید لے لیکن جن لوگوں نے اللہ والوں کی جوتیاں اٹھائیں، بزرگوں کی صحبتیں اٹھائیں، ان کا ایمان و یقین پڑھے لکھے ملاؤں سے زیادہ ہوتا ہے۔ کراچی میں ایک امام کو کہا گیا کہ چلو ہمارے سینما میں پیسے کے رجسٹر پر بسم اللہ لکھ دو تو اس نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ دس کروڑ روپیہ بھی دو گے تو بھی میں نہیں جاؤں گا، حرام کام پر بسم اللہ پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، اگر کوئی شراب پیتے ہوئے بسم اللہ کہہ دے تو کافر ہو جائے گا، اسی طرح بدبودار جگہ پر اللہ کا نام لینے میں بھی خوفِ کفر ہے اس لیے علماء دین سے خاص کر کہتا ہوں کہ میرے پیارے معزز علمائے دین اور طلباء کرام اپنے علم پر ناز نہ کرو، اللہ والوں کی جوتیاں اٹھا کر اپنے ایمان و یقین کو اولیاء صدیقین کے مقام تک پہنچانے کی

کوشش کرو پھر آپ کو ان شاء اللہ وزارت بھی نہیں خرید سکتی، پورے بنگلہ دیش کا خزانہ بھی نہیں خرید سکتا، دیکھ لو حافظ شیرازی کا یہ ارشاد ؎

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس و کے را

جب حافظ شیرازی اللہ کے نام کی لذت سے مست ہوتا ہے تو مملکت کاؤس و کے کو ایک جو کے بدلے میں خریدنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، بتاؤ دوستو! گنے میں رس کون پیدا کرتا ہے جس رس سے چینی پیدا ہوتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آں کہ شکر سازد

اے دل! یہ چینی زیادہ میٹھی ہے یا چینی کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے؟ مٹھائی کی دوکانوں پر کھڑے نظر لگا رہے ہیں، دوسرے کے پیٹ میں اماشے (پیچش) پیدا کر رہے ہیں بھئی اللہ کو یاد کرو، ان کے نام میں اتنا مزہ ہے اتنا مزہ ہے کہ ساری دنیا کے مزے بھول جاؤ گے ان شاء اللہ! بتاؤ ساری دنیا کا مزہ کون پیدا کرتا ہے؟ اللہ تو پوری کائنات کی تمام لذتوں کا مرکز سرچشمہ اور مخزن ہے، اس کا نام پاک سیکھنے کی مشق کرو، ان شاء اللہ بغیر الیکشن کے بادشاہت ملے گی، بغیر الیکشن کے آپ کو اتنی دولت دل میں محسوس ہوگی کہ کسی مالدار کو آپ خاطر میں نہیں لائیں گے۔

ایک ولی اللہ لکھنؤ میں تھا، اس کا خادم ان کے مقام پر نہیں تھا، ایک مرتبہ بادشاہ ان سے ملنے آیا، خادم گھبرا گیا اور کانپتا ہوا آیا کہ حضرت بادشاہ آیا ہے، فرمایا تو تو ایسا کانپ رہا ہے کہ میں سمجھا کہ میری گدڑی میں کوئی بڑی سی جوں نکل آئی ہے۔ جس کے دل میں اللہ آتا ہے، جو تخت و تاج و سلطنت کی بھیک دینے والا ہوتا ہے وہ بادشاہوں سے مرعوب ہوگا؟ ان کے تخت و تاج اس

کے سامنے نیلام ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں، دیکھو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دلی کی جامع مسجد میں فرمایا کہ اے مغل خاندان کے بادشاہو! جب تم مروگے تو تمہارا تاج اُتارلیا جائے گا، قبر میں صرف کفن لے کر جاؤ گے، بادشاہت کا خزانہ اور تخت و تاج تمہارے ساتھ نہیں جائے گا، اے سلاطینِ مغل! ولی اللہ تم سے کہتا ہے کہ اس ولی کے سینہ میں ایک دل ہے، اس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے موتی بھرے ہوئے ہیں، جب میں مروں گا تو کفن کے ساتھ اللہ کی محبت کا خزانہ، اللہ تعالیٰ کی محبت کے موتی لے کر اپنے اللہ کے سامنے حاضر ہوں گا۔

دل دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش
کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

میں اپنے سینے میں ایسا دل رکھتا ہوں جس کے اندر اللہ کی محبت کے موتیوں کا خزانہ ہے، تم اللہ والوں کو کیا سمجھو گے۔ سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے نام پر سلطنتِ بلخ چھوڑ دی، آدھی رات کو گدڑی پہنی اور بادشاہت کا تخت و تاج نیلام کردیا۔ مولانا رومی کس انداز سے اس کو بیان کرتے ہیں ؎

از پئے تو در غریبی ساختہ
شاہی و شہزادگی در باختہ

## سلطان ابراہیم ابن ادھم کی کرامت

آہ! مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ولی اللہ کی زبان سے سنو! فرماتے ہیں کہ سلطان ابراہیم ابن ادھم شاہی و شہزادگی کو آپ کی محبت میں ہار گیا، آپ کی محبت میں دریائے دجلہ کے کنارے عبادت کررہا ہے، جب عبادت کرتے ہوئے دس سال ہوگئے تو ایک وزیر آیا اس نے کہا کہ آہ! بادشاہت چھوڑ کر یہ بیوقوف کیسا ملا بن گیا ہے بس حضرت کو اللہ کے حکم سے کشف ہوگیا، سمجھ گئے کہ یہ وزیر مجھ کو بیوقوف سمجھ رہا ہے فوراً اپنی سوئی دریا میں

ڈال دی اور حکم دیا کہ اے دریا کی مچھلیو! میری سوئی لاؤ، دوستو! یہ واقعہ مولانا رومی کی مثنوی سے پیش کررہا ہوں، فارسی کو اردو میں بیان کررہا ہوں، فرمایا اے مچھلیو! میری سوئی لاؤ، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

صد ہزاراں ماہیے اللّٰہیے

سوزنِ زر بر لب ہر ماہیے

میرے شیخ کبھی اس شعر کو پڑھاتے تھے تو انگلی ہونٹوں کے سامنے رکھ کر اشارہ کرتے تھے۔ سوزنِ زر یعنی سونے کی سوئی ہر مچھلی کے منہ میں تھی، ایک لاکھ مچھلیاں سونے کی سوئی لے کر حاضر ہوگئیں، آپ نے ڈانٹ کر فرمایا کہ اے مچھلیو! اس امت کے لیے سونے چاندی کا استعمال جائز نہیں ہے، میری لوہے کی سوئی لاؤ، ایک مچھلی نے غوطہ مارا اور لوہے کی سوئی لے آئی، وزیر قدموں میں گر کر رونے لگا کہ آہ! یہ مچھلیاں جانور ہو کر اس ولی اللہ کو پہچانتی ہیں اور میں انسان ہو کر اس ولی اللہ کو نہیں پہچان سکا، مجھ سے بہتر تو یہ جانور ہیں، بعض لوگ ایسے بھی نالائق ہوتے ہیں جو اولیاء اللہ کے ساتھ بدگمانی کرتے ہیں، انہیں نہیں پہچانتے ؎

اشقیا را دیدۂ بینا نہ بود

نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود

خدا کسی بدبخت کو دیدۂ بینائی نہیں دیتا، اللہ اپنی محبت کا غم کس کو دیتا ہے؟ سرمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

سرمد غمِ عشق بوالہوس را نہ دہند

سوزِ غمِ پروانہ، مگس را نہ دہند

اے سرمد! اللہ اپنی محبت کا غم دنیا کے کتوں کو نہیں دیتا، دنیا کے لالچیوں کو نہیں دیتا، پروانے کا چراغ پر جل جانے اور فدا ہونے کا جذبہ مکھیوں کو نہیں ملتا، مکھیوں کا کام اپنے آپ کو پیشاب پاخانے کی غلاظت و نجاست میں ڈبونا ہے اور

پروانوں کا کام روشنی پر فدا ہونا ہے، اللہ جس کو یہ نعمت دے دے اس کا بہت بڑا احسان ہے۔

تو اس وزیر نے کہا کہ جو درجہ آپ کو ملا ہے مجھے بھی اللہ سے یہ درجہ دلوا دیں، میں بھی آپ کے ساتھ دریا کے کنارے رہوں گا چنانچہ وہ وزیر چھ مہینے ان کے ساتھ رہا اور ولی اللہ بن کر واپس ہوا، جو ولی کے ساتھ پیوند لگائے گا ولی اللہ نہیں بنے گا؟ دیسی آم لنگڑے آم سے پیوند لگائے گا تو وہ دیسی آم رہے گا؟ لنگڑا آم بن جائے گا مگر ایک شرط ہے نیکی کی شاخ سے پیوند اور جوڑ مضبوط ہو اور گناہوں سے بھی بچتا ہو، کنکر پتھر چھوڑ دینے میں تاخیر کرنا بیوقوفی ہے، کیا گناہ اچھی چیز ہے؟ کنکر پتھر ہے خراب چیز دے کر اگر اللہ مل جائے تو نہایت سستا سودا ہے۔ ایک بزرگ شاعر کہتے ہیں کہ جب میں نے سب گناہوں کو چھوڑ دیا تو اللہ کو پا گیا، تب یہ شعر کہا ؂

جمادے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

چند کنکر پتھر جیسے گناہ کو چھوڑ کر میں اللہ کو پا گیا، خدا کا شکر ہے کہ نہایت سستے داموں مجھے خدا مل گیا۔

اب پیر چنگی کا قصہ سنا کر ختم کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ہے، مدینہ کے قبرستان میں گانے بجانے والا پیر چنگی ایک ٹوٹی ہوئی قبر میں لیٹا چنگ بجا کر اللہ کو اپنا بھجن سنا رہا ہے اور کہہ رہا ہے اے اللہ! میں نے ساری عمر دنیا کو اپنی آواز سے مست کیا لیکن جب بڑھاپے میں میری آواز خراب ہوگئی تو دنیا نے مجھے چھوڑ دیا، اب میں تجھے اپنی آواز سناؤں گا کیونکہ تو نے مجھے پیدا کیا ہے، میں تیرا ہی بندہ ہوں، جب ماں باپ اپنے لنگڑے لولے اپاہج نالائق بچوں کو نہیں چھوڑتے، ان کو بھی روٹی دیتے ہیں تو آپ نے تو مجھ کو پیدا کیا ہے،

میری خراب آواز کا خریدار اب آپ کی رحمت کے سوا کوئی نہیں ہے، سب نے مجھ کو لات ماردی، اب نہ کوئی بڈھا سنتا ہے نہ بڈھی، نہ بچہ نہ جوان سب مجھ سے بھاگ گئے۔ جب اس نے یہ کہا کہ پوری دنیا میں اب میرا تیرے سوا کوئی نہیں ہے، اب آپ ہیں اور میں نالائق ہوں، اگر آپ نے بھی میری آواز قبول نہیں کی تو میں کہاں جاؤں گا؟ تو اللہ کو اس کی یہ آہ وزاری پسند آگئی۔ آہ! اگر کوئی بچہ ماں کے سینے پر پیشاب کر رہا ہو تو کیا ماں اس کو اٹھا کر پھینک دیتی ہے؟ اسی طرح یہ ظالم گناہ کر کے بھی خدا کا پیار پا رہا ہے حالانکہ چنگ بجا رہا ہے اور بھجن گا رہا ہے، بتاؤ یہ شریعت کے خلاف ہے یا نہیں؟ لیکن چونکہ اخلاص کے ساتھ کہہ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ اسے اپنا بنانے والے تھے، جس کو خدا اپنا بناتا ہے تو اس کے دل میں پہلے ہی اثرات پیدا ہونے لگتے ہیں، جب سورج نکلتا ہے تو مشرق کی طرف آسمان لال ہو جاتا ہے یا نہیں؟ سورج نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے آسمان لال ہو جاتا ہے، جس کو خدا اپنا ولی بنانا چاہتا ہے اس کے دل میں بھی کچھ آثار وانقلاب پیدا ہوتے ہیں جو اس کے حالات بدل دیتے ہیں اور وہ بزبانِ حال یہ کہتا ہے ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اور ؎

ہم نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
ایک گلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

بدنظری کرنے والوں سے کہتا ہوں، اپنے دوستوں سے بھی کہتا ہوں اور اپنے نفس سے بھی کہ اللہ ایسے نہیں ملے گا، دنیا کے جتنے حسین ہیں ان سب کو چھوڑ دو تب خدا ملتا ہے، مگر حلال بیوی کو مت چھوڑ دینا اگرچہ اس کی جدائی شاق ہو لیکن وہ مضر نہیں ہے ؎

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے

تب کہیں جا کے دِکھایا رُخِ زیبا تو نے

نظر کی حفاظت کرو ایمانی حلاوت ملے گی ان شاءاللہ، نظر بچانے سے دل کو دُکھ تو ہوگا مگر اس ٹوٹے ہوئے دل پر اللہ تعالیٰ کا اتنا پیار نازل ہوتا ہے کہ وہ بہت بڑا ولی اللہ بنایا جاتا ہے، نظر کی حفاظت کو معمولی عمل مت سمجھئے، دل بادشاہ ہے لہٰذا اس کی مزدوری بھی بہت بڑی ہے، ایک ایک نظر بچانے پر اتنا ایمان بڑھے گا کہ آسمان برائے نام آسمان ہوگا۔ میرا شعر سن لیجئے ؎

گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے

مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

یعنی ساتوں آسمان نام کے رہ جاتے ہیں گویا ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں۔ تھوڑی سی ہمت کرو دوستو! تھوڑی سی محنت کرو، گناہ چھوڑنے کا غم اٹھا لو، ہم زیادہ وظیفے نہیں بتاتے، صرف یہی کہتے ہیں کہ سب گناہ چھوڑ دو، فرض، واجب، سنت مؤکدہ اور گناہ سے بچنا اولیاءاللہ کا راستہ ہے مگر جب اللہ اپنا ولی بنائے گا تو بغیر ان کے ذکر کے آپ کو خود چین نہیں ملے گا، بتاؤ مچھلی کو پانی کے بغیر چین ملتا ہے؟ جب مچھلی کو پانی سے نکالتے ہو تو وہ تڑپتی ہے یا نہیں؟ تو اللہ والا وہ ہے جو خدا کی محبت میں اپنے دل کو تڑپتا ہوا محسوس کرنے لگے، وہ مجبورِ محبت ہو کر رہ جائے ؎

بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آرہے ہیں

تو اللہ تعالیٰ کا پیار دیکھو جب پیر چنگی نے کہا کہ اے خدا! اب میری آواز کسی کو پسند نہیں ہے، ساری دنیا نے مجھ کو چھوڑ دیا، اگر آپ بھی پیار نہیں کریں گے اور میرے پیٹ میں روٹی نہیں ڈالیں گے تو میں تو بھوکوں مر جاؤں گا۔ کیا کوئی ابا اماں اپنے لنگڑے لولے بچے کو چھوڑ دیتے ہیں، دنیا والوں نے تو چھوڑ دیا اب تو آپ ہی کو کچھ سناؤں گا۔ بتایئے! اللہ میاں کو بھجن سنا

رہا ہے اور باقاعدہ چنگ بھی بجا رہا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جیسے پاخانہ کرنے کی حالت میں بھی ماں کے دل میں بچہ کی محبت کم نہیں ہوتی اور وہ بچہ کو صاف کر کے، صابن سے اس کا منہ دھو کر اس کا چوما لے لیتی ہے۔ اسی طرح جو خدا کے علم میں ولی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی اسے نہلا دھلا کر اس کا چوما لے لے گی اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ توبہ کرنے والا اللہ کا پیارا بن جاتا ہے۔ اب دیکھئے مولانا رومی کی یہ بات بہت بڑی مستند کتاب سے پیش کر رہا ہوں، کسی اخبار کی بات نہیں ہے۔

## پیر چنگی کے قصہ میں کیا سبق ہے؟

تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھایا کہ میرا ایک بندہ مدینہ کے قبرستان میں ایک ٹوٹی ہوئی قبر میں لیٹا ہوا بھجن گا رہا ہے گو وہ اس وقت شریعت کے خلاف کام کر رہا ہے لیکن ہم سے فریاد کر رہا ہے کہ اے خدا! اب میری آواز خراب ہوگئی ہے، اب آپ کے سوا میرا کوئی سہارا نہیں ہے لہٰذا اے عمر! میں نے اس کو اپنا ولی بنا لیا ہے، یہ نہ سمجھنا کہ وہ گناہ سے توبہ نہیں کرے گا، توفیقِ توبہ میرے ہاتھ میں ہے، میں جس کو بھی ولی بناتا ہوں اس کو توفیقِ توبہ دے دیتا ہوں، توفیقِ توبہ ولایت کی علامات میں سے ہے ثُمَّ تَابَ عَلَیْھِمْ لِیَتُوْبُوْا اَیْ وَفَّقَھُمْ لِلتَّوْبَۃِ اس کو آسمان سے توفیقِ توبہ دیتے ہیں تاکہ وہ زمین پر توبہ کر لے، توفیقِ توبہ آسمان سے آتی ہے تاکہ زمین والا توبہ کر کے اللہ کا پیارا بن جائے، ان کی رحمت یہاں بھی ہے وہاں بھی ہے، ان کا ہاتھ ہر جگہ پہنچا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام فرمایا کہ اے عمر! تم جلالی ہو، لیکن میرے اس بندے کو کوڑے مت مارنا اگرچہ اس وقت نافرمانی کی حالت میں ہے، میں نے اس کو اپنا ولی بنانے کا

فیصلہ کرلیا ہے، وہ بغیر کوڑے کے توبہ کرے گا۔ اب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکمِ خدا سے مدینہ کے قبرستان کی ایک ایک قبر میں جھانک کر پیر چنگی کو تلاش کررہے ہیں، دیکھا کہ ایک ٹوٹی ہوئی قبر میں ایک بڈھا سارنگی لیے ہوئے چیں چیں پیں پیں کررہا ہے اور اللہ کو بھجن سنا رہا ہے کہ اے اللہ! سوا تیرے کوئی سہارا نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے کہ یہی ہے وہ لیکن جب بڈھے نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو کانپنے لگا کہ اب تو پٹائی ہوگی، کوڑے لگیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کو دیکھا کہ ڈر کے مارے کانپ رہا ہے تو فرمایا کہ اے شخص! عمر کی مجال نہیں ہے کہ تجھ کو کوڑا مارے، خدا نے تجھ کو سلام فرمایا ہے اور کہا ہے کہ میرے بندہ کو خوشخبری سنادو، میں نے اس کے بھجن کو قبول کرلیا، اس کی آواز کو قبول کرلیا اور اے عمر! بیت المال سے ہر مہینہ اس کے لیے وظیفہ مقرر کردو، اللہ نے تیرا وظیفہ تیرے کھانے پینے کا گذارہ الاؤنس مقرر کردیا ہے، اب تو کوئی فکر مت کر۔ بس جب پیر چنگی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ کا سلام سنا تو پتھر اٹھایا اور آلۂ گناہ یعنی سارنگی کو چور چور کردیا اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہوکر تابعی ہوا، ولی اللہ ہوا اور اس نے کہا کہ اے امیر المومنین سن لیجیے! اب میں کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا کیونکہ ساری دنیا نے مجھ کو لات ماری مگر میرے اللہ نے اس حالت میں بھی مجھے نہیں چھوڑا، میری آہ کو سن لیا، جس کا کوئی نہ ہو اس کا اللہ ہوتا ہے، جس کو ساری دنیا چھوڑ دے اللہ اس کو بھی نہیں چھوڑتا۔

تو پیر چنگی سارنگی توڑ کر تائب ہوگیا، متقی ہوگیا، سب گناہوں سے توبہ کرلی۔ اللہ تعالیٰ جس کو اپنا بنانا چاہتا ہے اس کی ولایت کا نقطۂ آغاز توبہ ہے، گناہ چھوڑنا ہے، جس ظالم کو گناہ چھوڑنے کی توفیق نہیں ہورہی وہ بہت خسارہ میں ہے، اگر اسی وقت موت آگئی تو گناہ کی حالت میں جائے گا یا نہیں؟ بس

اس لیے چند باتیں اور عرض کردیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبت عطا فرمائے، آمین۔

## ہدایت کے معنیٰ

میں نے خطبہ میں جو آیت تلاوت کی تھی اب اس کی تفسیر سن لیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ جس کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ کھول دیتا ہے اور ہدایت کے دو معنیٰ ہیں اِرَاءَ ۃُ الطَّرِیْقِ اور اِیْصَالُ اِلَی الْمَطْلُوْبِ اللہ جس کے لیے ہدایت چاہتا ہے، جس کو اپنا پیارا بنانا چاہتا ہے تو اسے اراءۃ الطریق بھی دیتا ہے اور ایصال الی المطلوب بھی دیتا ہے یعنی اسے راستہ بھی دکھاتا ہے اور منزل تک بھی پہنچاتا ہے، یہ نہیں کہ راستہ تو دکھادیا لیکن منزل تک نہیں پہنچایا تو اللہ جسے اللہ والا بنانا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے یعنی مثبت اعمال مثلاً نماز روزہ بھی اس پر آسان کردیتا ہے اور عورتوں سے بدنظری کرنا، شراب پینا، ماں باپ سے لڑنا، بیوی کی پٹائی کرنا غرض جتنی باتیں اللہ کی ناراضگی اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہیں سب باتیں چھوڑ دینا بھی اس پر آسان فرمادیتا ہے پھر گناہ کرنے میں اس کو موت نظر آنے لگتی ہے، اللہ اس کا سینہ اسلام کے احکام پر عمل کرنے کے لیے کھول دیتا ہے۔

## شرحِ صدر کے معنیٰ

جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ﴾

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صحابہ! آج یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا بنانا چاہتا ہے تو اپنی خوشی کے اعمال کو اس پر آسان کردیتا ہے اور اپنی ناراضگی اور غضب کے اعمال کو اس پر مشکل کردیتا ہے اور ان کا راستہ بند کردیتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذَا الشَّرْحُ؟

یارسول اللہ! اس کی کیا شرح ہے یعنی سینہ کس طرح کھلتا ہے؟ آپ نے فرمایا اِنَّ النُّوْرَ اِذَا قُذِفَ فِی الْقَلْبِ جب اللہ کا نور سینہ میں داخل ہوتا ہے تو اِنْشَرَحَ لَهُ الصَّدْرُ سینہ کھل جاتا ہے، دل بہت بڑا ہو جاتا ہے جیسے ایک راجہ نے ایک غریب جھونپڑی والے سے کہا کہ میرا دل تم سے دوستی کرنے کو چاہ رہا ہے، اس نے کہا کہ حضور! آپ تو جب آئیں گے ہاتھی پر بیٹھ کر آئیں گے اور میری جھونپڑی کا دروازہ چھوٹا سا ہے، میں خود جھک کر داخل ہوتا ہوں لہٰذا میں آپ کی دوستی کے قابل نہیں ہوں، راجہ نے کہا کہ تم فکر مت کرو، میں جس سے دوستی کرتا ہوں اس کے گھر کا دروازہ اتنا بڑا بناتا ہوں جس میں میں اپنے ہاتھی پر بیٹھ کر داخل ہوسکوں، تو بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنا ولی بنانا چاہتے ہیں اس کا دل اتنا بڑا بنا دیتے ہیں کہ وہ اللہ کے حکموں پر جان دیتا ہے، خدا کی ناراضگی کو وہ اپنی موت سمجھتا ہے۔ اس مثال سے بات سمجھ میں آ گئی کہ جس کا دل اللہ اپنے لیے تجویز کرے گا اس کا دل بڑا بنائے گا یا نہیں؟ جس طرح راجہ مخلوق ہو کر غریبوں کا گھر بناتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کے دل کو اپنا گھر بناتے ہیں اس کا دل بھی بڑا کر دیتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بادہ در جوشش گدائے جوشِ ما است
چرخ در گردش اسیرِ ہوشِ ما است

یہ شراب کیا جانے مستی کو، اس کی مستی میری مستی کی گدا ہے اور پورا آسمان میرے دل کا ادنیٰ قیدی ہے، میرے ہوش کا قیدی ہے اور فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے جسم کی کمزوری دیکھ کر ان کو حقیر مت سمجھو ؎

ظاہرش را پشۂ آرد بچرخ
باطنش باشد محیط ہفت چرخ

اگرچہ اولیاء اللہ کا ظاہر کمزور ہے کہ اگر انہیں ایک مچھر بھی کاٹ لے تو بیچارے

پریشان ہوجاتے ہیں لیکن ان کا دل ساتوں آسمانوں کو اپنے اندر لیے ہوئے ہوتا ہے، ارے! جب آسمان والے کو لیے ہوئے ہے، جب آسمان کے خالق کو اپنے اندر رکھتے ہیں تو آسمانوں کی کیا حقیقت ہے۔ ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ حضور! لوگ آپ کو شاہ صاحب شاہ صاحب کہتے ہیں تو آپ کے پاس کتنا سونا ہے؟ وہ سمجھتا تھا کہ شاہ ہونے کے لیے سونا ہونا ضروری ہے، اس اللہ والے نے کہا ؎

بخانہ زر نمی دارم فقیرم

ولے دارم خدائے زر امیرم

میرے گھر میں سونا نہیں ہے میں فقیر ہوں لیکن میں سونے کا خالق، سونا پیدا کرنے والا اپنے دل میں رکھتا ہوں، تم اپنے دل میں مخلوق رکھتے ہو، میں خالق رکھتا ہوں، تم مخلوق زر کو رکھتے ہو، میں خالق زر رکھتا ہوں۔ آہ! میں کس طرح اپنے دل کی بات آپ کے دلوں میں اتاردوں، واللہ! مسجد میں اختر کہتا ہے کہ اگر ہم اللہ والے بن جائیں تو سلطنت، سورج اور چاند، آسمان و زمین آپ کو اپنے قدموں کے نیچے معلوم ہوں گے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب بندہ دعا مانگتا ہے تو اس کا ہاتھ خدا کے سامنے ہوتا ہے اور پوری کائنات اس کے ہاتھ کے نیچے ہوتی ہے، دعا مانگتے وقت اس کا ہاتھ براہِ راست اللہ کے سامنے ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اولیاء کی عظمت عطا فرمائے۔

## شرحِ صدر کی علامات

میر صاحب نے ایک بات یاد دلائی کہ صحابہ نے پوچھا کہ سینہ کیسے کھلتا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نور دل میں داخل ہوتا ہے جس سے سینہ کھل جاتا ہے پھر صحابہ نے عرض کیا ھَلْ لِذَالِکَ مِنْ عَلَامَۃٍ؟ کیا اس کی کوئی علامت ہے کہ نور دل میں داخل ہوگیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ تین علامات ہیں جس کی ہدایت کا اللہ ارادہ کرتا ہے اور اپنا نور اس کے دل میں ڈالتا

ہے تو اس پر تین علامات ظاہر ہو جاتی ہیں نمبرا:

﴿اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ﴾

دنیا سے اس کا دل اُچاٹ ہو جاتا ہے، سب حسین مردہ نظر آتے ہیں، کتنی ہی خوبصورت عورتیں سامنے ہوں سمجھتا ہے کہ سب قبر میں جانے والی ہیں، ساری دنیا اس کو مُردار نظر آتی ہے، دنیا دھوکہ کا گھر ہے، جب قبر میں جنازہ اُترتا ہے تو کسی کی بیوی ساتھ جاتی ہے؟ کاروبار، موٹر، ٹیلی فون کیا قبر کے اندر جاتا ہے؟ اس لیے اس کا دل سمجھ جاتا ہے کہ یہ سب چند روز کے دوست ہیں، زمین کے نیچے میرا اللہ ہی کام آئے گا، اس لیے وہ اللہ کی محبت کو اپنے اوپر بیوی بچوں سے بھی زیادہ غالب رکھتا ہے، کاروبار سے بھی زیادہ غالب رکھتا ہے، موٹر اور کار سے بھی زیادہ غالب رکھتا ہے اور ساری دنیا، ساری کائنات بلکہ سورج اور چاند سے بھی رُوکش ہو جاتا ہے ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریہ بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

اور ؎

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دل نشیں ہوتی
ستاروں کو یہ حسرت ہے کہ وہ ہوتے مرے آنسو
تمنا کہکشاں کو ہے کہ میری آستیں ہوتی
دِکھاتے ہم تمہیں اپنے تڑپنے کا مزہ لیکن
جو عالم بے فلک ہوتا جو دنیا بے زمیں ہوتی

جب ہم اللہ کی یاد میں تڑپ کر اوپر جاتے ہیں تو ہم کو آسمان روکتا ہے، نیچے تڑپ کے آتے ہیں تو زمین روکتی ہے، ایک اللہ والے کا شعر ہے ؎

نہیں کرتے ہیں وعدہ دید کا وہ حشر سے پہلے
دلِ بے تاب کی ضد ہے ابھی ہوتی یہیں ہوتی

اہل اللہ سے بدگمانی کرنے والو سن لو کہ خواجہ صاحب کیا فرماتے ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ والوں کی زندگی کس طرح گذرتی ہے ؎

پتہ چلتا کہ غم میں زندگی کیوں کر گذرتی ہے
ترے قالب میں کچھ دن کو مری جانِ حزیں ہوتی

کسی اللہ والے کی جان تمہارے جسم میں ڈال دی جائے تب پتہ چلے گا کہ وہ کتنی تلوار کھاتے ہیں، ہر گناہ سے بچتے ہیں، اللہ کے لیے ہر وقت غم اُٹھاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ شہیدوں کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے، جو عورتوں سے نظر بچائے گا، برے برے گندے تقاضوں کا خون کرے گا، بری خواہش پر اللہ کے حکم کا چاقو چلائے گا وہ قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اُٹھایا جائے گا، کافر سے لڑ کر گردن پر جو تلوار چلتی ہے اس خون کو دنیا دیکھتی ہے لیکن جو اندر ہی اندر تقویٰ کے لیے اپنی بری خواہشات کا خون کر رہے ہیں اس خون کو صرف اللہ دیکھتا ہے۔ دیکھ لو تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ سالکین اور جہادِ اکبر یعنی نفس کا مقابلہ کر کے جو لوگ گناہ چھوڑتے ہیں اللہ ان کو شہیدوں کے ساتھ اُٹھائے گا۔

شرحِ صدر یعنی سینہ کھلنے کی دوسری علامت ہے:

﴿اَلْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ﴾

ہندو سادھو بھی اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ پر عمل کر لیتا ہے مگر آخرت کی طرف وہ متوجہ نہیں ہوتا اس لیے دوسری شرط لگا دی وَالْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ اس کو ہر وقت آخرت کی یاد رہتی ہے جیسے اگر مچھلی پانی سے نکالی جائے تو اسے ہر وقت پانی ہی کی یاد رہتی ہے ایسے ہی اُنہیں بھی ہر وقت آخرت کی یاد رہتی ہے اور شرحِ صدر کی آخری علامت ہے:

﴿وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ﴾

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق، ص:۴۴۲، روح المعانی، ج:۸، ص:۲۲)

موت کے آنے سے پہلے قضا نماز، قضا روزے ادا کر لیتے ہیں، زکوٰۃ کا بقایا دے دیتے ہیں، اپنی فائل درست رکھنے کی کوشش کرتے ہیں ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

اب دو تین سنتیں بتاتا ہوں تاکہ ہماری زندگی میں سنتیں زندہ ہوں،

نمبر۔۱ جب اوپر چڑھو تو اللہ اکبر کہو، نیچے اترو تو سبحان اللہ کہو، یہ بخاری شریف کی روایت ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ دوسری سنت یہ ہے کہ نماز کی نیت باندھتے وقت سر جھکانے کو علماء نے بدعت لکھا ہے، سر جھکانا اور ہاتھ باندھنا یہ نماز کے اندر کا ادب ہے، اللہ کے دربار کا ادب ہے، جب تک امام اللہ اکبر نہ کہے ہاتھ نہ باندھو، ہاتھ کھولے رکھو۔

## ایک خاص وظیفہ

ایک وظیفہ بتاتا ہوں سو مرتبہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیا کیجئے، درمیان درمیان میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بھی ملاتے رہیں تو قیامت کے دن چہرہ ایسا چمکے گا جیسے چودہویں تاریخ کا چاند اور اگر کوئی مقروض ہو، کسی کی بیٹی کا رشتہ نہ مل رہا، کسی پر قرض ہے، کوئی روپیہ لے کر بھاگ گیا یا پیسہ نہیں دے رہا ہے تو میں ایک وظیفہ بہت زبردست تجربہ کا بتاتا ہوں جس نے پڑھا ہے الحمدللہ کامیاب ہوا ہے یَا نَاصِرُ یَاعَزِیْزُ یَامُغْنِیُ یَاصَمَدُ اللہ تعالیٰ کے ان چار ناموں کو کثرت سے پڑھے۔

اب ایک قصہ سناتا ہوں، ایک حافظ عالم قاری مقروض ہو گئے، بیٹی کا رشتہ بھی نہیں مل رہا تھا، میں نے ان کو یہ چار نام یَا نَاصِرُ یَاعَزِیْزُ یَامُغْنِیُ

یَا صَمَدُ بتا دیئے۔ چھ مہینے کے بعد میں ساؤتھ افریقہ گیا، راستہ میں عمرہ کرنے کے لیے جدہ اُترا تو ان سے ملاقات ہوگئی تو میں نے کہا کہ حاجی صاحب کیا حال ہے؟ کہنے لگے آپ نے تو مٹی کو سونا بنا دیا، آپ نے اللہ کے چار نام جو بتائے تھے میں نے ان کو میں پڑھا تو قرضہ بھی ادا ہوگیا، بیٹیوں کا رشتہ بھی ہوگیا اور میں مالدار بھی ہوگیا۔ اگر ان چار ناموں کو ایک سو گیارہ دفعہ پڑھ لیں تو بہتر ہے ورنہ چلتے پھرتے جتنا ہوسکے پڑھ لیں، کوئی تعداد نہیں ہے، ایک سو گیارہ مرتبہ اس لیے بتایا ہے کہ یہ یَا کَافِی کا ابجد ہے۔ ایک مرتبہ میں نے ایک صاحب سے پوچھا کہ چائے پئیں گے؟ کہنے لگے نہیں کافی پیوں گا، میں نے کہا چائے میں چ ہے اور کافی میں اللہ کا نام ہے لہٰذا اس کو کافی پلاؤ، تو وہ بہت ہنسے۔

ڈھاکہ میں ایک تاجر کو ایک آدمی ان کے چار پانچ لاکھ روپے نہیں دے رہا تھا، انہوں نے بھی اللہ کے یہ چار نام پڑھے تو اُس آدمی نے ان کا پیسہ بھی دے دیا اور میرے ہاتھ پر تائب اور بیعت بھی ہوگیا۔ اس وظیفہ کی برکت کے ایک دو نہیں کئی واقعات ہیں یہاں تک کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب نے مدینہ شریف میں ایک پریشان حال شخص کو جس کی بیٹی کا رشتہ نہیں مل رہا تھا اور وہ کچھ مقروض ہوگیا تھا اللہ کے یہ چار نام بتائے اور یہ بات حضرت نے خود مجھے بتائی، اللہ کا شکر ہے کہ میرے وظیفہ کو میرے شیخ نے بھی قبول فرمایا۔

یَا نَاصِرُ سے مدد آجائے گی، یَا عَزِیْزُ کے معنیٰ ہیں زبردست طاقت والا، یَا مُغْنِی کے معنیٰ ہیں مالدار کرنے والا اور علامہ آلوسی السید محمود بغدادی اپنی تفسیر روح المعانی میں حضرت ابو ہُریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل فرماتے ہیں قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فِيْ تَفْسِيْرِ الصَّمَدِ اَلْمُسْتَغْنِيْ عَنْ كُلِّ اَحَدٍ وَالْمُحْتَاجُ اِلَيْهِ كُلُّ اَحَدٍ یعنی صمد کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ سارے عالم سے بے نیاز ہے اور کسی کا محتاج نہیں لیکن سارا عالم اُس کا محتاج ہے تو جو بندہ ان

ناموں کو پڑھے گا ان شاء اللہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہوگا بلکہ اس نام کی برکت سے لوگوں کی خدمت کرے گا، دوسروں کو مال دے گا، اس لیے میں علماء حضرات اور مدرسہ چلانے والوں کو کہتا ہوں کہ اللہ میاں کو زیادہ یاد کرو ان شاء اللہ مالداروں کو اللہ آپ کے پاس بھیجے گا۔

اور جو بڈھا مرنے کے قریب ہو وہ یَا کَرِیْمُ پڑھتا رہے کیونکہ کَرِیْمُ کے معنیٰ ہیں جو نالائقوں پر بھی مہربانی کرے تو جب یہ سمجھو کہ اب ہمارا اللہ کے یہاں ڈیپارچر ہونے والا ہے، بلاوا قریب ہے اُس زمانہ میں یَا کَرِیْمُ زیادہ پڑھتے رہو اور یَا کَرِیْمُ کے معنیٰ ہیں اَلَّذِیْ یَتَفَضَّلُ عَلَیْنَا بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ یعنی جو ہم ہمارے استحقاق کے بغیر مہربانی کردے، ہم تو جہنم کے قابل ہیں مگر وہ اپنی رحمت سے ہمیں جنت دے دے۔ محدثین نے کَرِیْمُ کے معنیٰ لکھے ہیں کہ جو نالائقوں پر بھی مہربانی کردے وہ کریم ہے لہٰذا جب بندہ یَا کَرِیْمُ کہے گا تو اللہ کا کرم جوش میں آئے گا کہ میرا بندہ مجھے کریم کہہ رہا ہے لہٰذا میں کریم کی خوبی اس پر نازل کرتا ہوں اگرچہ تو تو نالائق ہے لیکن یَا کَرِیْمُ کہہ رہا ہے اور کریم کے معنیٰ ہیں جو نالائقوں کو بھی محروم نہ کرے تو ہم اس کو کیسے محروم کردیں، اس ظالم نے تو میرے ننانوے ناموں میں سے ایسا زبردست نام لیا ہے کہ اپنی نالائقی کو بھی لائق بنا گیا۔

چلی شوخی نہ کچھ بادِ صبا کی
بگڑنے پر بھی زلف اس کی بنا کی

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے کرم سے، یَا کَرِیْمُ کہنے سے گنہگار کے بگڑے ہوئے حالات سنور جاتے ہیں بلکہ آج ہی سے یَا کَرِیْمُ کہو تاکہ جب خدا کا کرم آئے گا تو بندہ ولی اللہ ہو جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اب دعا کرلیں کہ یا اللہ! ہماری جانِ ناتواں پر اپنی رحمت سے ایک کروڑ

جانِ توانا عطا فرما، اے اللہ! سارے عالم میں آپ کی محبت کے نشر کرنے میں اور اپنے کریم ہونے کے صدقہ میں اختر کو بھی قبول فرما، میرے سارے دوستوں کو بھی قبول فرما، جو لوگ مجھ سے بیعت ہیں، میری کشتی میں ہیں ان کو میری کشتی کے ساتھ سلامتی کے ساتھ پار کرا دے، یا رب العلمین میرے شاگردوں کو ایسا درد بھرا دل عطا فرما دے کہ سارے عالم میں آپ کی محبت کے درد کو پھیلائیں۔

دونوں عالم کی کیا ہے حقیقت
جتنے عالم ہوں تجھ پر لٹائیں

دونوں عالم کی کیا حقیقت ہے، لاکھوں عالم آپ پر فدا کر دیئے جائیں تو بھی آپ کی محبت کا حق ادا نہیں ہو سکتا، اے خدا! تیری محبت، تیری بڑائی، تیری عظمت کی تعریف سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خونِ نبوت سے کی ہے، طائف کے بازار میں اور احد کے دامن میں تیرے واسطہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خونِ مبارک بہا ہے، ہم آپ کی محبت کا حق کیا ادا کریں گے صرف آپ کی توفیق کا سہارا ہے، اپنی رحمت سے ہم سب کو اللہ والا بنا دے اور ہماری آخرت بھی بنا دے، جس کو جس گناہ کی عادت ہے اے اللہ وہ گناہ اسے چھوڑنے کی توفیق دے دے، جب تک گناہ کرتا رہے گا ولی اللہ نہیں بنے گا، یا اللہ تمام گناہوں کو چھوڑنے کی توفیق عطا فرما اور اپنے جذب سے ہم سب کو اپنا بنا اور جہاں جہاں بنگلہ دیش میں اختر کا بیان ہوا ہے جہاں جہاں کائنات میں روئے زمین پر سفر ہوا ہے اے اللہ جہاں جہاں آپ کی محبت کی بات سنائی ہے سب کو، جانِ اختر کو، میرے گھر والوں کو، میرے سب دوستوں کو اور ان کے گھر والوں کو سب کو اولیاء اللہ بنا دے، آمین۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ.

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۸۳

# نِسبت مع اللہ کے آثار

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲، کراچی ۴۷ پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون: ۴۹۹۲۱۷۶



به فیضِ صحبتِ ابرار، یہ دردِ محبت ہے
به اُمیدِ نصیحت دوستو! اس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

# انتساب

**احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات**

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

**صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں**

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

# ضروری تفصیل


نامِ وعظ: نسبت مع اللہ کے آثار

نامِ واعظ: عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالھم علینا الٰی مأۃ و عشرین سنۃ

تاریخ وعظ: ۱۰؍رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ مطابق ۹؍مئی ۱۹۸۷ء بروز ہفتہ

وقت: گیارہ بجے دن

مقام: ڈھالکانگر، ڈھاکہ

موضوع: نسبت مع اللہ اور اس کے حصول کا طریقہ

مرتب: سید عشرت جمیل میرؔ صاحب خادمِ خاص حضرت والا مدظلہم العالی

کمپوزِنگ: مفتی محمد عاصم صاحب، مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

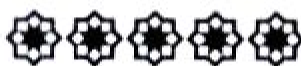
اشاعتِ اوّل: ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ مطابق دسمبر ۲۰۰۹ء

تعداد: ۱۲۰۰

ناشِر: کُتب خانہ مَظہری

گلشن اقبال-۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

# فہرست



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نسبت مع اللہ کے آثار

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا

## الہامِ فجور کے اسرار

جس اللہ نے ہمارے نفس کو تخلیق فرما کر یہ ارشاد فرمایا **اَلاَ یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ** وہ اللہ اپنی مخلوق کے حال کو سب سے بہتر جانتا ہے۔ اُس نے ہمارے نفس میں اخلاقِ رذیلہ اور اخلاقِ حمیدہ دونوں چیزیں رکھ دیں **فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَ تَقْوٰھَا** اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر مادّۂ فجور بھی رکھا اور مادّۂ تقویٰ بھی رکھا۔ اب اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ مادّۂ تقویٰ رکھتے اور مادّۂ فجور نہ رکھتے تو سب لوگ بڑی آسانی سے متقی ہو جاتے، یہ غلط خیال نادانی و جہالت پر مبنی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے حکیمانہ افعال میں اپنی عقل لڑا رہا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی سے کہے کہ بریانی پکاؤ مگر کوئلہ یا لکڑی وغیرہ کا ایندھن نہ ہو، آگ نہ ہو تو ایسے شخص کو آپ پاگل کہیں گے۔

تو جو شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مادّۂ فجور یعنی نافرمانی اور شہوت کے گناہوں کے تقاضے نہ پیدا کرتا، صرف عبادت کے تقاضے پیدا کرتا تو اس سے بڑا جاہل کوئی نہیں ہے۔ مادّۂ فجور پیدا کرنے کی دو حکمتیں ہیں، ایک یہ کہ اگر گناہوں کے تقاضے نہ ہوتے تو سب انسان فرشتے ہوجاتے پھر انسان کو پیدا کرنے کے کیا معنیٰ تھے اور نمبر دو یہ کہ تقویٰ کی بریانی ہی نہ پکتی، تقویٰ کی بریانی پکتی ہی مادّۂ فجور کے ایندھن سے ہے بشرطیکہ اس ایندھن کو اللہ کے خوف کے چولہے میں جلایا جائے، ایندھن کھایا تھوڑی جاتا ہے، جو گناہوں کے تقاضوں پر عمل کرلیتا ہے گویا اس نے وہ ایندھن کھالیا جو اللہ تعالیٰ نے پکانے کے لیے دیا تھا۔

اگر کسی شخص کو کوئی کریم یہ کہہ دے کہ چاول لے لو، گھی لے لو، گوشت لے لو، لکڑی اور کوئلہ بھی لے لو اور بریانی پکالو یعنی مادّۂ بریانی بھی لے لو اور مادّۂ ایندھن بھی لے لو تو کیا آپ اس کو یہ کہیں گے کہ کاش یہ چاول گوشت تو دے دیتا مگر لکڑی کوئلہ نہ دیتا یعنی آگ نہ دیتا لیکن آپ دونوں نعمتوں کا شکر یہ ادا کرتے ہیں تو مادّۂ فجور کو آپ بھی نعمت بنا سکتے ہیں، مادّۂ فجور اپنی ذات کے اعتبار سے قبیح ہے یعنی قبیح لنفسہٖ ہے مگر اسی قبیح لنفسہٖ کو آپ محمود لغیرہٖ بنا سکتے ہیں جیسے لکڑی کا ایندھن فی نفسہٖ کوئی چیز نہیں ہے لیکن اس کو چولہے میں ڈال کر اس سے بریانی پکا لیتے ہیں اور دوسری مثال سنیے۔ گوبر کتنا نجس ہے لیکن جب وہی گوبر خشک ہوکر اُپلا بن جاتا ہے تو اس کو چولہے میں ڈال کر اس پر کھانا پکا لیتے ہیں، تو نجاستیں بھی کام آگئیں۔ اسی طرح مادّۂ فجور تقویٰ کے چولہے میں ڈالنے کے لیے دیا گیا ہے کھانے کے لیے نہیں دیا گیا، اسی لیے فجور کو مقدم فرمایا کہ اگر مادّۂ فجور کی آگ ہی نہیں جلے گی تو تقویٰ کی بریانی کیسے پکے گی؟ موقوف علیہ پہلے پڑھایا جاتا ہے بخاری کا درس بعد میں دیا جاتا ہے، مادّۂ فجور تقویٰ کا

موقوف علیہ ہے اس لیے اس کو مقدم فرمایا کہ گناہ کے تقاضے پیدا ہوں اور ان کو روکو، ان پر عمل نہ کرو تو تقویٰ کا نور پیدا ہوگا، جب گناہ سے بچنے میں نفس کو تکلیف ہوگی تو روح میں فوراً نورِ تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ یہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں۔

اور نور کیوں پیدا ہوتا ہے؟ کیونکہ یہ بہت بڑا مجاہدہ ہے کہ گناہ سے بچنے میں نفس کے تقاضوں کو روکنے میں نفس کو بہت تکلیف ہوتی ہے، یہ بہت چلاّتا ہے، بہت شور مچاتا ہے کہ ملا عورتوں کو دیکھنے سے منع کر رہا ہے، اب جینے میں کیا مزہ رہے گا، یہ کیسا راستہ ہے کہ تمام خواہشات پر عمل کرنے سے چھڑایا جارہا ہے، یہ کون سی زندگی ہے جس میں ایک حرام خواہش بھی پوری نہ ہو۔

## حرام خواہشات کے انہدام سے نسبت مع اللہ کی تعمیر ہوتی ہے

لیکن دوستو! یہ بتائیے کہ اگر آپ کا ایک ٹوٹا ہوا جھونپڑا ہے جس میں لیٹرین بھی نہیں ہے، گندگی سے بھرا ہوا ہے اور کوئی کریم اور مہربان بادشاہ کہتا ہے کہ اگر تم اپنے اس مکان کو ڈھادو تو ہم تمہیں ایک نئی شاندار عمارت بنا کر دیں گے یا سعودی حکومت یہ اعلان کرتی ہے کہ ہم مسجدِ نبوی کے قریب کے مکانات ڈھانا چاہتے ہیں اور مسجدِ نبوی کی توسیع کرنا چاہتے ہیں اور اگر تمہارا مکان ایک لاکھ کا ہے تو ہم تم کو پچاس لاکھ دیں گے تو آپ لوگ تمنا کرتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں کہ مسجدِ نبوی کی توسیع کے لیے ہمارا مکان حکومت کی نظر میں آجائے تاکہ ایک لاکھ کے پچاس لاکھ ملیں تو اللہ تعالیٰ نے ہماری خواہشات کے مکانوں کو گرانے کا جو حکم دیا ہے کہ جو بری بری خواہشات اور گندے گندے تقاضے ہیں مثلاً عورتوں کو دیکھنے کے، لڑکوں کو دیکھنے کے، عشقِ مجازی کے، جھوٹ بولنے کے، بے جا غصہ کے، ان خبیث مادّوں کو اگر تم گرادو یعنی دل میں بری

خواہشات کے مکان کو ڈھادو تو اس سے کچھ دن کے لیے تو تمہیں ایسا محسوس ہوگا کہ دل ویران ہوگیا لیکن میں اس ویرانی میں اپنی محبت کا اور نسبت مع اللہ کا خزانہ رکھ دوں گا ؎

یہ صحنِ چمن، یہ لالہ وگل ہونے دو جو ویراں ہوتے ہیں
تخریبِ جنوں کے پردے میں تعمیر کے ساماں ہوتے ہیں

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اگر اللہ کی محبت میں اپنی خواہشات کو برباد کردو گے تو ؎

گنج در ویرانی است اے میرِ من

اے دوستو! نسبت مع اللہ کا خزانہ دلِ ویران کو عطا ہوتا ہے، ذرا سوچو کہ گندی خواہشات کو اللہ کے تعلق سے کیا نسبت ہے، نسبت مع اللہ کے سامنے ان خواہشات کی کیا حقیقت ہے، ارے جیتے جی زندگی میں لوگ ان خواہشات سے دستبردار ہوجاتے ہیں، ریٹائر ہوجاتے ہیں، زیادہ بڈھے ہونے کے بعد آنکھیں دیکھ نہیں پاتیں، آنکھوں پر اتنے گہرے چشمے لگتے ہیں کہ آنکھیں ہیں مگر دیکھ نہیں سکتا ہے، پیر ہیں مگر لنگڑا کر چل رہا ہے، کان ہیں سنائی نہیں دیتا، جب بڑھاپا آجاتا ہے تو جیتے جی حواسِ خمسہ باطل ہوجاتے ہیں اور پھر مرنے کے بعد روح نکلتے ہی دنیا بھر کے حسینوں کو لے آؤ اور مردے سے کہو کہ ذرا کفن سے جھانک کر دیکھو، یہ وہی تو ہیں جن کو تم دیکھتے تھے، یہ وہی امرد ہیں جن کے لیے تم خبیث حرکتوں میں مبتلا تھے، جن کو دیکھ کر تم پاگل ہوجاتے تھے، جن کی وجہ سے تم بایزید بسطامی کی صورت میں ننگِ یزید حرکتیں کرتے تھے، اب دیکھو نا! لیکن مردہ بزبانِ حال اکبر الہ آبادی کا یہ شعر پڑھتا ہے ؎

قضاء کے سامنے بے کار ہوتے ہیں حواس اکبر
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

جب موت آ جاتی ہے تو مردہ کی آنکھ کھول کر بیوی کہے کہ ہم کو ایک نظر دیکھ لو تو مردہ کی آنکھ کھلی ہوتی ہے مگر کچھ نظر نہیں آتا، بچے کہتے ہیں کہ ابا جان مجھے دیکھ لو مگر ابا جان اب انہیں دیکھ سکتے، منشی سیٹھ صاحب سے کہتا ہے کہ کاروبار میں بہت نفع ہوا ہے مگر سیٹھ صاحب اب نوٹوں کو نہیں دیکھ سکتا، اس کے لیے شامی کباب، کپڑے، گھڑی سب بے کار ہے۔ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ مرکر ساری خواہشات کو چھوڑنا پڑے گا لیکن اب اس پر کوئی اجر نہیں ہے کیونکہ یہ مجبوری کا چھوڑنا ہے لہٰذا جیتے جی ہم زندگی خدا پر فدا کردیں، جیتے جی بری خواہشات کو ترک کردیں اور اس کے لیے اپنے اختیار کو استعمال کریں کیونکہ گناہ چھوڑنا ہمارے اپنے اختیار میں ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں گناہ چھوڑنے کا اختیار نہیں ہے وہ غلط کہتے ہیں۔ اختیار تو ہے مگر گناہ چھوڑنے کی تکلیف برداشت کرنا نہیں چاہتے، اگر تمہیں صحابہ جیسی روح عطاء ہوجائے، تمہارے دِلوں میں شہداء کی روح داخل ہوجائے تو جان تک دینے کے لیے تیار ہوجاؤ گے اور کیا نظر بچانے سے آپ کی روح نکل جائے گی؟ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے راستہ میں خدائے تعالیٰ سالکین کی صرف آدھی جان لیتے ہیں مگر آدھی جان لے کر اس پر صدہا جانیں برسا دیتے ہیں۔

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد

اُنچہ در وہمت نیاید آں دہد

(جامع عرض کرتا ہے کہ بیان کے دوران بعض لوگوں نے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں تو حضرت والا نے فرمایا کہ جو دورانِ بیان آنکھ بند کرکے دل کو حاضر کرتے ہیں یا یکسوئی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن آنکھ بند کرنے

سے چونکہ شکل سونے والوں کی بن جاتی ہے اور شکل بنانے سے حقیقت بھی اُتر سکتی ہے یعنی آپ حقیقت میں بھی سو سکتے ہیں لہٰذا بیان کے دوران آنکھیں کھلی رکھیں۔)

تو جن اولیاء اللہ نے مجاہدے کیے ہیں اور گناہ چھوڑے ہیں اور صاحبِ نسبت اور صاحبِ تقویٰ ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے خزانے سے مالا مال ہوئے ہیں، بادشاہوں نے ان کی جوتیاں اٹھائی ہیں اور گناہوں کو چھوڑ کر انہوں نے اپنے قلب میں اتنی بڑی دولت محسوس کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کرتے ہیں کہ سور اور کتے کی زندگی سے آپ نے اولیاء اللہ اور اپنے دوستوں کی پاکیزہ حیات عطاء فرمائی۔

## خواہشات کے ویرانے میں خزانۂ تقویٰ کی مثال

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے سلوک کو ہر طرح سے سمجھانے کی کوشش کی ہے، فرماتے ہیں کہ خواہشات کو ویران کرنا ایسا ہی ہے جیسے ویرانے میں لوگ خزانہ دفن کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے خواہشات پیدا کیں، مادّۂ فجور پیدا کیا پھر حکم دیا کہ اس پر عمل نہ کرو یعنی اس سے رکنے کا حکم دیا اور اس طرح خواہشات کو ویران کر کے اس میں تقویٰ کا خزانہ رکھ دیا، فجور اور نافرمانی کے حرام تقاضوں کو روکنے ہی سے تقوی پیدا ہوتا ہے۔

## حرام خواہشات سے بچنے کا غم اُٹھانا ہی تقویٰ ہے

اب آپ تقوی کی تعریف سن لیجئے، تقوی کی تعریف ہے کَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْهَوٰى جو اپنے هَوٰى کو روکے اور هَوٰى کسے کہتے ہیں؟ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہ هَوٰى يَهْوِىْ سے ہے یعنی گر جانا۔ تو جو نفس کی اتباع کرتا ہے وہ نفس کے غار


NAFEES GRAPHICS BLACK TZ 04-02-2011 K K Graphics 78954

میں گر جاتا ہے، ھَوٰی صاحبِ ھَوٰی کو ذلت کے غار میں گرا دیتی ہے لیکن جو شخص اپنی خواہشات کو روک لیتا ہے اور دل پر اس کا غم اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ متقی ہوجاتا ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جولوگ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں اور ڈرنے کی علامت کیا ہے؟ وَ نَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی اپنے نفس کو ناجائز خواہشات سے روک لیتے ہیں اور نفس کو ناجائز خواہشات سے روک لینے کا نام ہی تقویٰ ہے، کَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْھَوٰی یعنی بری خواہشات کو روکنا اور ان پر عمل نہ کرنا۔

جیسے اگر گیند میں ہوا نہ ہو تو آپ اس سے کھیل سکیں گے؟ اسی طرح تقویٰ کی گیند ہے جس میں ھوٰی یعنی خواہشاتِ نفسانیہ کی ہوا بھری ہوئی ہے آپ اس کو جتنا پٹخیں گے اور ھَوٰی جتنی زیادہ ہوگی تقویٰ کی گیند اتنی ہی اوپر جائے گی تو جن کو نفس کے شدید تقاضے ہوتے ہیں، مزاج عاشقانہ ہوتا ہے، حسین صورتوں کو دیکھنے کے لیے دِل بے چین ہوتا ہے وہ ھَوٰی سے بھری تقویٰ کی اس گیند کو جتنی طاقت سے پٹخیں گے ان کا تقویٰ اتنا ہی اوپر جائے گا، اگر خواہشات نہ دی جائیں، تقویٰ کی گیند میں ھَوٰی نہ ہو تو اسے کیسے پٹخو گے لہٰذا تقوی کی بلندی کے لیے خواہشات کا ہونا ضروری ہے۔

میرے مرشدِ اوّل شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا کرتے تھے کہ جس میں خواہشات کم ہوں یا بالکل نہ رہیں تو اس کے تقوی میں بھی کمی آجائے گی اس لیے ہمارے بزرگوں نے نفس کو کمزور نہیں کیا، اچھی غذا کھائی اور حضرت فرماتے تھے کہ ہماری تین پشت نے طاقت کے لیے کشتہ بھی کھایا ہے، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے کھایا، مولانا تھانوی نے کھایا اور شاہ عبد الغنی صاحب نے کھایا کیونکہ قوتِ باہ

روکنے سے ہی آہ پیدا ہوتی ہے، اگر باہ سے باہٹا دو تو آہ بن جاتی ہے اور جب باہ ہی نہ ہوگی تو آہ کہاں سے نکلے گی، علت جب ہوگی جب اس میں دوسرے مادّے بھی ہوں اور اگر خالی حرفِ علت ہی ہے تو پھر کیا نکالو گے؟ اس میں کون سی تعلیل کرو گے؟ لہٰذا قوتِ باہ کے لیے اپنی صحت کی حفاظت بہت ضروری ہے یہاں تک کہ حکیم الامت نے علماء کو مشورہ دیا کہ جو حلال بیوی ہے اس کو بھی ضرورتِ شدیدہ پر استعمال کرو اور ضرورت کی تعریف ہے لَوْلَاہُ تَضَرَّرَ اگر وہ نہ ہو تو ضرر پہنچے، یہ نہیں کہ ضرورت نہیں ہے پھر بھی زبردستی خیالات پکا پکا کر بے ضرورت کو ضرورت بنایا جارہا ہے۔

تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کو نصیحت فرمائی کہ دیکھو یہ ایک چھٹانک کا مادّہ منویہ بہت قیمتی سرمایہ ہے، اس کی حفاظت کرو لہٰذا میں طلبہ سے بھی کہتا ہوں اور علماء سے بھی کہتا ہوں کہ جہاں حلال ہے وہاں بھی یہ مادّہ کم استعمال کریں یعنی جن کی شادیاں ہوچکی ہیں وہ بھی اسے کم استعمال کریں، اس بھاپ کو اللہ کے ذکر میں استعمال کریں، قوتِ شہوانیہ سے جذبات رہتے ہیں پھر جب اللہ اللہ کرو گے تو محبت سے کرو گے، اسی سے رونا بھی آتا ہے، اسی سے جوش وخروش بھی رہتا ہے اور جب بھاپ ہی ٹھنڈی کردو گے تو انجن پڑا شوں شوں کرتا رہے گا، جب کوئلہ، پانی، ایندھن نہ ہوگا تو ریل کیسے چلے گی؟ اسی لیے ہمارے اکابر نے صحت کی حفاظت کے لیے فرمایا ہے کہ جو لوگ ذکر کرتے ہیں وہ سر میں تیل کی مالش بھی کریں، حریرہ بھی کھائیں، مقویات بھی کھائیں اور باغوں میں بھی ٹہلیں اور کچھ دیر اپنے دوستوں سے مزاح بھی کرلیں، خوش طبعی بھی کرلیں، بعض اوقات ہر وقت تنہائی میں رہنے سے طبیعت میں تکبر پیدا ہوجاتا ہے، اخلاق میں اعتدال قائم نہیں رہتا، انسانوں سے یکسو رہتے رہتے اس میں اخلاقِ وحشیانہ پیدا ہوجاتے ہیں اس لیے دوست احباب سے ملنا جلنا

بھی ضروری ہے اور حکیم الامت فرماتے تھے کہ جب میرا کوئی مرید اپنے پیر بھائی سے ملتا ہے اور محبت کرتا ہے تو مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے یہ کہہ کر فرمایا کہ خواجہ صاحب میں اور مولانا عبدالغنی میں خوب محبت ہے۔ یہ بات حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خود سنائی۔ تو دیکھو حکیم الامت نے کیسی کیسی گُر کی باتیں بتائیں کہ جو حلال ہے وہاں بھی اس طاقت کو کم استعمال کرو تا کہ زیادہ دن تک قوت رہے ورنہ ایسے لوگ جلد بڈھے ہوجاتے ہیں، جلد کمر جھک جاتی ہے اور چہرے پر افسردگی طاری ہوجاتی ہے جیسے مرجھایا ہوا پھول اور جن کی قوت جتنی زیادہ ہوگی چہرہ چمکتا ہوا ہوگا۔

## آیت وَ زِدْنٰھُمْ ھُدًی سے ایک مسئلۂ سلوک کا استنباط

تو شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فرمایا کہ کوئی مخنث، ہیجڑا ولایتِ خاصہ نہیں حاصل کرسکتا اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا میں تو رہے گا لیکن وَ زِدْنٰھُمْ ھُدًی کا مقام نہیں پائے گا۔ وَ زِدْنٰھُمْ کی تفسیر میں حکیم الامت نے فرمایا اِنَّھُمْ فِتْیَۃٌ اٰمَنُوۡا بِرَبِّھِمْ سے معلوم ہوا کہ ایمان کی برکت سے ولایتِ عامہ تو ان نوجوانوں (اصحابِ کہف) کو حاصل تھی ہی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو مزید ہدایت دے کر مقامِ ولایتِ خاصہ تک پہنچا دیا۔ تو ولایتِ خاصہ ہیجڑوں کو نہیں مل سکتی، وہ ولایتِ عامہ ہی تک رہیں گے اس لیے ان کو خلافت دینا درست نہیں ہے چونکہ مِنْ وَجْہٍ وہ پورے مرد نہیں ہیں اور انبیاء ہمیشہ مرد ہوتے ہیں اور خلفاء مشائخ ان کے نائب ہیں لہٰذا اگر معلوم ہوجائے کہ کوئی بالکل ہی صفر ہے، مخنث ہے تو مشائخ کو ان سے احتیاط کرنی چاہیے۔ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ یہ قوت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے لہٰذا اس کی حفاظت کرو۔

## تزکیۂ نفس پر فلاح کا وعدہ ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وہ کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کرایا تو آپ سب لوگ یہاں کس لیے آئے ہیں؟ اپنے نفس کے تزکیہ کے لیے اور نفس کے تزکیہ پر کیا انعام ملنے والا ہے؟ اَفْلَحَ پر قَدْ داخل ہے یعنی یقیناً فلاح پا گیا اور فلاح کے معنیٰ ہیں جَمِيْعُ خَيْرِ الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں۔ علامہ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ لَيْسَ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ كَمِثْلِ الْفَلَاحِ فلاح جیسا جامع لفظ اہلِ عرب کے پاس نہیں تھا جو دین اور دنیا کی تمام بھلائیوں کو شامل ہو۔ اسی لیے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت وَ اذْكُرُوا اللهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پاجاؤ کی تفسیر کی ہے اَیْ تَفُوْزُوْنَ فِی الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ یعنی دنیا و آخرت میں کامیاب ہوجاؤ۔

لہٰذا جس کو فلاح یعنی دونوں جہان کی کامیابی چاہیے اس کو تزکیۂ نفس یعنی نفس کی اصلاح کرانا ضروری ہے اور اگر اصلاح نہیں کرائی اور اللہ والوں کی نظروں سے بچ کر حرام مزے اُڑا لیے تو بھی اللہ تعالیٰ کی نظر سے تو چوری نہیں کرسکتے، اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہیں، جو لوگ اپنے نفس کی شرارت اور معصیت کی لذت کے عاشق ہیں اور سوچتے ہیں کہ چلو رام رام بھی کرتے رہو اور اللہ اللہ بھی کرتے رہو، گناہ بھی نہ چھوڑو اور ذکر بھی کرتے رہو، سالک وصوفی بھی بنے رہو اور چھپ چھپ کر گناہ کا مزہ بھی اینٹھتے رہو ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا نامراد ہوگیا وہ شخص جس نے اپنے اخلاقِ رذیلہ کو چھپایا اور اصلاح کی فکر نہیں کی لہٰذا کیوں نامرادی کے راستے پر جاتے ہو؟ دیکھو

جس نے تمہیں پیدا کیا ہے وہ کامیابی کے راستے بتا رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کامیابی کے راستے کو چھوڑ کر اپنے نفس دشمن کی بات مت مانو۔ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایسے موقع پر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

بقول دشمن پیانِ دوست بشکستی
ببیں کہ از کہ بُریدی و با کہ پیوستی

دشمن یعنی نفس وشیطان کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کے عہدِ وفاء اور پیانِ دوستی کو توڑتے ہو، یہ تو دیکھو کہ کس سے توڑ رہے ہو اور کس سے جوڑ رہے ہو، ہم سب نے عالمِ ارواح میں اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں قَالُوْا بَلٰی کہا تھا کہ نہیں؟

دِل ازل سے تھا کوئی آج کا شیدائی ہے
تھی جو اک چوٹ پرانی وہ اُبھر آئی ہے

## اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ اللہ تعالیٰ سے محبت کا عہد ہے

عالمِ ازل میں اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ فرما کر ہم سب کی روحوں میں اللہ نے اپنی محبت کی چوٹ لگا دی تھی، اپنی ربوبیت کی تجلی کا مشاہدہ کرا کر ہم سے اقرار لیا تھا، ہم نے قَالُوْا بَلٰی کہا تھا کہ بے شک! آپ ہمارے رب ہیں اور یہاں اس عالم میں آ کر بھی وہ چوٹ موجود ہے مگر اس چوٹ کو اُبھارنے کے لیے ایک مخصوص ہوا چاہیے جیسے پہلوان جب اَکھاڑے میں چوٹ کھاتا ہے تو ہر ہوا اس چوٹ کو نہیں اُبھار سکتی، پورب یعنی مشرق سے جو ہوا چلتی ہے جسے پوربی ہوا کہتے ہیں اس سے پرانی چوٹیں اُبھر آتی ہیں پھر پہلوان کہتا ہے اُف! اکھاڑے میں استاد نے گردن پر جو گھونسہ مارا تھا وہ آج درد کر رہا ہے، آج پوربی ہوا چل رہی ہے، اسی طرح اللہ والوں کے قرب کی ہوائیں، اللہ والوں کی

آغوشِ محبت کی ہوائیں ہماری روح کی اُس چوٹ کو اُبھار دیتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عالمِ ارواح میں لگائی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ صحبتِ اہل اللہ سے آدمی کے دل میں نور اور اللہ کی محبت کا درد بڑھتا جاتا ہے اور دنیا کی محبت گھٹتی جاتی ہے، دنیا اسے مردار نظر آنے لگتی ہے، دنیا کی صحیح حقیقت کھلنے لگتی ہے، آنکھوں کا پانی اور موتیا دور ہوتا جاتا ہے اور آنکھیں بنتی جاتی ہیں، آدمی روز بروز دِل کی بصیرت سے دیکھتا ہے کہ میں پہلے کیا تھا اور اب کہاں سے کہاں پہنچ رہا ہوں ؎

وہ ان کا رفتہ رفتہ بندۂ بے دام ہوتا ہے
محبت کے اسیروں کا یہی انجام ہوتا ہے

## صحبتِ اہل اللہ روح کی کلیوں کے لیے نسیمِ سحری ہے

تو میرے دوستو! اللہ والوں کی صحبت سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی پرانی چوٹ اُبھر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اعظم گڑھ کی شبلی منزل میں تقریر کا شرف بخشا۔ اُس وقت پرنسپل سٹی کالج اور سارے پروفیسر موجود تھے تو میں نے سوچا کہ شبلی کالج کے بانی علامہ شبلی نعمانی ہی کا شعر پیش کردوں لہٰذا میں نے کہا کہ آپ لوگ اس کالج کے پرنسپل اور پروفیسر ہیں، آپ کے کالج کے بانی علامہ شبلی نعمانی جو علامہ سید سلمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے انہوں نے ایک شعر کہا تھا ؎

بوئے گل سے یہ کہتی ہے نسیمِ سحری
حجرۂ غنچہ میں کیا کرتی ہے آ سیر کو چل

یعنی کلیوں میں جو خوشبو پنہاں ہے تو نسیمِ سحری یعنی صبح کی ہوا ان کلیوں سے کہتی ہے کہ تمہارے اندر جو خوشبو بند ہے وہ کب تک بند رہے گی، اب تیار ہو جاؤ اور میرے جھونکوں کی آغوش میں آجاؤ جو تمہاری مہر توڑ دیں گے اور پھر تم بھی

ہمارے ساتھ سیر کو چلو، خود بھی مہکو اور سب کو مہکاؤ، ذاتی خوشبو کو متعدی کرلو۔ ہماری روح کی کلیوں میں اللہ کی محبت کی جو خوشبو پوشیدہ ہے، اللہ والوں کی صحبتوں کی نسیم سحری کے جھونکوں سے وہ مہر ٹوٹ جاتی ہے ورنہ لوگ اللہ کی محبت کی امانت کو لیے قبروں میں چلے جاتے اور وہ خوشبو اُجاگر نہیں ہوتی، دل کے اندر ہی اندر دفن ہو کر رہ جاتی ہے، نہ خود مہکتی ہے نہ دوسروں کو مہکاتی ہے۔ میں نے کہا کہ اس شعر میں سلوک کا بہت بڑا درس ہے لہٰذا آج میں اسی شعر پر تقریر کروں گا کہ ؎

بوئے گل سے یہ نسیمِ سحری کہتی ہے
حجرۂ غنچہ میں کیا کرتی ہے، آ سیر کو چل

اور کلی کی خوشبو سیر کو کب چلے گی؟ جب اس کی مہر ٹوٹ جائے گی اور روح کی کلیوں کی یہ مہر اللہ والے توڑتے ہیں۔ نسبتِ باطنی تدریجاً نہیں اچانک عطا ہوتی ہے اور اس کی مثال میں حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جس طرح بچہ آہستہ آہستہ بڑا ہوتا ہے اور پندرہ سال میں ایک دن اچانک بالغ ہوجاتا ہے، بلوغ میں تدریج نہیں ہوتی کہ آج چار آنہ بالغ ہوا، کل دس آنہ بالغ ہوا، آہستہ آہستہ بلوغ کی طرف منزل طے کرتا ہے اور جب پندرہ سال کا ہوجاتا ہے تو اچانک ایک دن احتلام ہوجاتا ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ ایک دن ایک قطرہ نکلا، دوسرے دن تین قطرے نکلے اور آخیر میں ایک دم سے کامل ہوگیا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح جسمانی بلوغ اچانک عطا ہوتا ہے اسی طرح نسبتِ باطنی بھی جب عطاء ہوتی ہے آنِ واحد میں اچانک عطاء ہوتی ہے، اس میں تدریج نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ جس کو صاحبِ نسبت بناتے ہیں، جس بندہ کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنی نسبتِ خاصہ اور تعلق مع اللہ علیٰ سطح الولایۃ عطا فرماتے ہیں یعنی ولایتِ خاصہ کے اعتبار سے جن کو اولیاء

صدیقین والا تعلق دیتے ہیں اور اس تعلق خاص سے اُس کے دل میں اپنی تجلی فرماتے ہیں تو اُس کے دل میں حق تعالیٰ کی ذات متجلی ہوتی ہے اور یہ تجلی تدریجاً نہیں ہوتی اچانک ہوتی ہے اور مکمل ہوتی ہے جیسے دنیاوی بادشاہ آپ کے کمرہ میں آنا چاہے تو ایسا نہیں کرتا کہ ایک قدم اندر رکھے ایک قدم باہر، مہمان کیسے آتا ہے؟ اچانک آتا ہے اسی لیے خواجہ صاحب نے نسبت کے القاء پر یہ شعر فرمایا۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

## عطاءِ نسبت کی علامات مع تمثیلات

اور اس عطاءِ نسبت کی علامت کیا ہے؟ اُس دن ساری کائنات سورج و چاند، بادشاہ اور سلاطین کے تخت و تاج، اہلِ دولت کی دولت نگاہوں سے گر جاتی ہے، یہ علامت خواجہ صاحب اپنے شعر میں پیش کرتے ہیں۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات متجلی ہوتی ہے اس کی نگاہوں میں پوری کائنات کے چراغ بجھ جاتے ہیں، دھیمے پڑ جاتے ہیں، جب سورج نکلتا ہے تو کیا ستارے نظر آتے ہیں؟ اللہ کا سورج جب دل میں نکلے گا تو دنیا کے چاند سورج پھیکے نہ پڑ جائیں گے؟ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

ایک مرتبہ خواجہ صاحب نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ جب کسی کو

نسبت عطاء ہوتی ہے تو کیا اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنی نسبت عطاء فرمادی؟ سوال کرنے والے خواجہ صاحب تھے اور جواب دینے والے حکیم الامت۔ حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب جب آپ بالغ ہوئے تھے تو کیا آپ نے دوستوں سے پوچھا تھا کہ یارو! بتاؤ میں بالغ ہوا یا نہیں یا خود پتہ چل گیا تھا، پس حضرت خواجہ صاحب مسکرائے اور سر کو جھکالیا اور اسی بات میں سب کچھ پالیا۔

حضرت حکیم الامت فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جس کو نسبت عطاء فرماتے ہیں تو جس طرح دنیاوی حمل میں نو مہینے کے بعد شدید درد اُٹھتا ہے جس کو دردِ زہ کہتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو حاملِ درد کرتے ہیں، حاملِ نسبت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں بے چین رہتا ہے، وہ اپنے دردِ محبت کو چھپا نہیں سکتا، وہ ہر وقت اللہ ہی کے گن گاتا ہے اور اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ مجھ کو نسبت عطا ہوگئی۔ دریا میں پانی بہے تو کیا دریا کو پتہ نہیں چلے گا؟ ایک دریا خاک اُڑا رہا ہے، اس میں پانی نہیں ہے، وہاں سب علماء تقریر کررہے ہیں کہ اے دریا پانی کے یہ یہ فوائد ہیں تو دریا کہتا ہے کہ ہمیں تو خاک ہی اُڑانا نصیب ہے، تمہاری تقریروں سے ہمیں پانی تو نہیں مل رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بارش کردی اور دریا پانی سے بھر گیا پھر علماء پانی پر تقریر کرنے پہنچے تو اس نے کہا کہ اب تقریر کی ضرورت نہیں، میرے اندر لبالب پانی بہہ رہا ہے۔ اس پر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

باز آمد آبِ من در جوئے من
باز آمد شاہِ من در کوئے من

میرا پانی میرے دریا میں پھر آگیا اور میرا شاہ میری گلی میں پھر آگیا یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوگیا۔ اس شعر میں قبض کے بعد بسط کو تعبیر کیا ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ خواجہ صاحب نے جونپور

میں ایک سوال کیا کہ حضرت یہ جو صوفیاء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد رکھو اور صاحبِ نسبت کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا دھیان رہتا ہے تو کیا وہ کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتے، ان کو ذہول نہیں ہوتا، جب ہر وقت ان کو اللہ کا دھیان رہتا ہے تو پھر وہ دنیا کا کام کیسے کرتے ہیں، پھر وہ تیل کپڑا کیسے بیچیں گے، مُدَرِّس پڑھائیں گے کیسے اور شادی بیاہ کیسے ہوگا؟ حضرت تھانوی نے فرمایا کہ خواجہ صاحب دیکھو! وہ دو عورتیں پانی بھر رہی ہیں اور پانی کا ایک گھڑا ان کے سر پر ہے اور ایک بغل میں ہے تو بغل میں جو گھڑا ہے اس کو تو انہوں نے دبایا ہوا ہے لیکن سر پر جو گھڑا ہے اس کو پکڑا ہوا نہیں ہے اور بایاں ہاتھ ہلاتی ہوئی، گفتگو کرتی ہوئی، ہنستی بولتی جارہی ہیں اور دونوں کے سر پر جو گھڑے ہیں وہ ایسے ہی قائم ہیں وہ سر سے گرتے نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟ خواجہ صاحب نے کہا کہ حضرت آپ ہی بتا دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ ان کے دل میں دھیان قائم ہے کہ میرے سر پر گھڑا ہے، اگر یہ دھیان ختم ہوجائے تو گھڑا زمین پر آجائے لہٰذا کتنا ہی ہنسیں، کتنی ہی گفتگو کریں لیکن دھیان لگا ہوا ہے کہ میرے سر پر گھڑا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے جو اولیاء ہوتے ہیں ان کو جس حالت میں دیکھو چاہے ہنس رہے ہوں یا رو رہے ہوں ہر وقت ان کو اللہ کا دھیان قائم ہے، ہنسنے میں بھی ان کے دل کا دھیان اللہ کی طرف رہتا ہے۔

مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے یہ روایت فرمائی، میرے اور ان کے بیچ میں کوئی اور راوی نہیں ہے کہ جب میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد تھانہ بھون حاضر ہوا تو خواجہ صاحب مولوی شبیر علی صاحب کے دفتر کے دروازہ کی چوکھٹ پکڑے رو رہے تھے، مجھ کو دیکھ کر اور روئے اور پھر یہ شعر پڑھا۔

چمن کا رنگ گو تو نے سراسر اے خزاں بدلا
نہ ہم نے شاخِ گل چھوڑی نہ ہم نے آشیاں بدلا

مطلب یہ کہ ہم ایسے عاشق ہیں کہ ہم نے اپنا آشیاں نہیں چھوڑا، آج بھی اس کی چوکھٹ پکڑے کھڑے ہیں، چمن کا رنگ تو بدل گیا، حکیم الامت دنیا سے چلے گئے لیکن ہم اس آشیاں کو نہیں چھوڑ سکتے، پھول تو چلا گیا مگر شاخِ گل تو ہاتھ میں ہے، خانقاہ تھانہ بھون تو ہاتھ میں ہے۔ اسی لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس خانقاہ کو بنوادے، جس طرح میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب کی تمنا اور دعا سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے کراچی کی خانقاہ بنوادی ہے۔ یہ آپ کی خانقاہ ہے، اختر کی نہیں ہے، یہ سارے سالکین کے لیے اللہ اللہ کرنے کی جگہ ہے جیسے آپ لوگ یہاں اللہ اللہ کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کی تعمیر بھی کرادے تاکہ جب ہم لوگ دنیا میں نہ رہیں گے تو بعد میں بھی یہاں طلبہ سالکین آئیں گے اور اللہ اللہ کریں گے۔

## خانقاہ تھانہ بھون کی اجمالی تاریخ

تھانہ بھون کی خانقاہ کس نے بنوائی تھی اور کس طرح بنوائی تھی؟ آج خانقاہ تھانہ بھون کی تاریخ بھی سن لیجئے! اصل میں یہ خانقاہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بنوائی تھی۔ ایک زمیندار مقدمہ میں پھنسا ہوا تھا، اس کی ساری جائیداد داؤ پر لگ گئی تھی، وہ حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ حضرت میرے لیے دعا کردیں کہ میں مقدمہ میں جیت جاؤں، اگر فیصلہ میرے خلاف ہوگیا تو میری ساری جائیداد ضبط ہوجائے گی، میں بالکل تباہ ہوجاؤں گا۔ میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں جن کے متعلق سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

حاجی امداد اللہ صاحب کو خواب میں حکم دیا کہ جاؤ ان سے بیعت ہو جاؤ حالانکہ میاں جی ایک چھوٹی سی مسجد میں قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے لیکن واہ رے میاں جی۔

پیا جس کو چاہے سُہا گن وہی ہے

جس کو محبّ چاہے وہی اصلی محبوب ہے، کوئی عورت لاکھ خوبصورت ہو لیکن اگر شوہر اس کی طرف نظر نہیں کرتا تو اس کی ساری زندگی روتے ہوئے گذرتی ہے، اس کا سارا حسن بے کار ہو جاتا ہے اور اگر عورت کالی کلوٹی ہے مگر شوہر اسے پیار کرتا ہے تو حسین عورت نے اس کالی کلوٹی عورت سے کہا کہ میں تو اتنی حسین ہوں پھر بھی میرا شوہر مجھے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا اور تو کالی کلوٹی ہے مگر تیرا شوہر تجھ سے پیار کرتا ہے تو اس عورت نے کہا۔

پیا جس کو چاہے سُہاگن وہی ہے

لہٰذا بعض اوقات بڑے بڑے اِشراق واوّابین پڑھنے والے کسی غلطی اور جرم کی وجہ سے اللہ کے یہاں مبغوض ہوتے ہیں اور بعض اوقات کم نفل پڑھنے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی ادا کی وجہ سے محبوب ہوتے ہیں۔ لہٰذا اعمال پر نظر مت کرو، اعمال تو کیجئے مگر نظر رحمت پر ہو کہ کام اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے بنے گا۔

تو میاں جی نے زمیندار سے کہا کہ اچھا میں دعا تو کرتا ہوں لیکن میرا ایک خلیفہ ہے، اس کا نام امداد اللہ ہے، تم تھانہ بھون میں اس کے ذکر کرنے کی جگہ بنا دو، اس کا گھر تو ہے مگر خانقاہ نہیں ہے۔

## خانقاہ کے معنیٰ

ایک مرتبہ ایک سائل نے مجھ سے پوچھا کہ آپ جو خانقاہیں بنوا رہے ہیں تو خانقاہ کے معنیٰ کیا ہیں؟ میں نے غیاث اللغات میں دیکھا تو اس میں خانقاہ کے معنیٰ لکھیں ہیں جائے بودنِ دُرویشاں یعنی فقیروں کے رہنے کی جگہ، جہاں

چند فقیر بیٹھ کر اللہ اللہ کریں چاہے وہ دریا کا کنارہ ہو یا جنگل ہو وہی خانقاہ ہے۔ حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک عورت نے ایک عورت سے پوچھا کہ بہن فوج کسے کہتے ہیں؟ اس نے ہنس کر کہا ارے تیرا مرد ہوا، میرا مرد ہوا، اِس کا مرد ہوا، اُس کا مرد ہوا فوج بن گئی تو ایسے ہی خانقاہ ہے، ایک دُرویش گیا دوسرا دُرویش آ گیا، کوئی سلہٹ سے آ گیا کوئی برما سے آ گیا، چند دُرویش بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے لگے اور بس خانقاہ تیار ہوگئی۔

تو حضرت میاں جی نے زمیندار سے فرمایا کہ تم اپیل دائر کردو میں دعا کرتا ہوں لیکن خانقاہ بنانے کا وعدہ کرو، حضرت میاں جی اپنے مرید کے لیے وعدہ لے رہے ہیں، بعض اوقات شیخ اپنے مرید پر فدا ہوتا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ پاک کی اللہ تعالیٰ تعریف فرما رہے ہیں حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ اے صحابہ! میرا نبی تم پر حریص ہے اور حریص کی تفسیر علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں یہ کی ہے کہ حَرِیۡصٌ عَلٰی اِیۡمَانِکُمۡ وَصَلَاحِ شَانِکُمۡ یعنی میرا نبی تمہارے ایمان پر اور تمہاری اصلاحِ حال پر حریص ہے۔

## شیخ کی اپنے بعض مرید پر خاص شفقت

اسی طرح بعض دفعہ شیخ اپنے مرید کی صلاحیت اور تعلق مع اللہ کی وجہ سے اس پر عاشق ہوتا ہے۔ تو حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زمیندار سے وعدہ لے کر اس کے لیے دعا فرمائی۔ اس نے تھانہ بھون میں خانقاہ کی تعمیر کا کام شروع کر دیا لیکن پھر اس کی نیت خراب ہوگئی اور اس نے آدھی خانقاہ تعمیر کروا کر کام رکوا دیا، کچھ دن بعد الٰہ آباد ہائیکورٹ سے فیصلہ بذریعہ رجسٹری آیا کہ آدھی زمین ملے گی آدھی نہیں ملے گی۔ یہ حضرت میاں جی کے پاس رجسٹری لے کر گیا کہ حضرت یہ کیا ہوگیا؟ آپ سے دعا کرنے کو کہا تھا،

آپ نے یہ کیسی دعا کی کہ آدھی زمین ملی؟ حضرت میاں جی نے فرمایا کہ تو نے بھی تو وعدہ پورا نہیں کیا، اللہ کے راستہ میں تیری نیت بھی تو خراب ہوئی۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت توبہ کرتا ہوں، اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ حضرت میاں جی نے پھر دعا فرمائی اور اس کی زمین بحال ہوگئی۔

دوستو! اللہ کا خزانہ تمہارے پیسوں سے بے نیاز ہے، خدائے تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے تو دیکھو، وہ تمہارے دل کو وہ بہاریں دیں گے کہ سارے دولت مند تم پر رشک کریں گے، باطنی دولت بھی دیں گے اور دنیا میں بھی برکت دیں گے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر جب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چندہ کی اپیل پر اپنا مال پیش کیا تو اشرفیوں، دنانیر اور دراہم کے ڈھیر لگا دیئے حالانکہ اس وقت شدید تنگی کا زمانہ تھا۔ روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اشرفیوں اور دراہم کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں گرا کر اس کی آواز سے اظہارِ مسرت فرما رہے تھے اور فرمایا کہ اے خدا! تیرا نبی عثمان سے راضی ہوگیا تو بھی عثمان سے راضی ہو جا۔ یہ دولت کیسی بہترین دولت تھی جس سے نبی راضی ہوگیا، اللہ راضی ہوگیا، اصل دولت تو یہی ہے ورنہ جو دولت خدا اور رسول کی راہ میں خرچ نہیں ہوگی وہ دولت جنازے پر دولات مارتی ہے اور مٹی میں دفن کر دیتی ہے۔

## بڑے پیر صاحب کا ارشاد

حضرت بڑے پیر صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے کوئی اللہ کی محبت سیکھتا ہے، ذکر کرتا ہے، گناہ چھوڑنے کی مشقت برداشت کرتا ہے اور کچھ دن میرے مشوروں پر عمل کر کے اللہ والا بن جاتا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ مجھ پر فدا ہو میں ہی اس پر قربان ہو جاتا ہوں کہ میرا کارخانہ، میری تجارت تیار ہوگئی، قیامت کے دن میں اس کو اللہ کے

حضور پیش کر دوں گا۔

## مولانا رومی کی مولانا حسام الدین سے محبت

جیسے مولانا حسام الدین، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے پیارے خلیفہ تھے، ساری مثنوی ان ہی کی لکھی ہوئی ہے، مولانا رومی پر اشعار وارِد ہوتے جاتے تھے اور مولانا حسام الدین لکھتے جاتے تھے۔ مولانا اپنے اس لائق مرید کے بارے میں فرمارہے ہیں ؎

اے حسام الدیں ضیائے ذوالجلال

میل می جوشد مرا سوئے مقال

پیر اپنے مرید کی تعریف کررہا ہے کہ اے حسام الدین تم اللہ کی روشنی ہو، مثنوی کے لیے مجھے جوش آرہا ہے، کاغذ قلم لاؤ اور مثنوی لکھو تو پیر اپنے مرید کی تعریف کررہا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حدیثِ پاک میں تو منہ پر تعریف کرنے کی ممانعت آئی ہے، اس کو اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر تعریف قابلِ ممانعت نہیں ہوتی، حدیث پاک ہے:

﴿اِذَا مُدِحَ الْمُؤْمِنُ فِیْ وَجْهِهٖ رَبَا الْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِهٖ﴾

(المستدرک علی الصحیحین)

جب مومن کامل کے منہ پر اس کی تعریف ہوتی ہے تو اس کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے کہ یہ ہماری نہیں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے، اگر کوئی مٹی کے برتن کی تعریف کررہا ہے تو حقیقت میں یہ اُس کی تعریف ہے جس نے اِسے بنایا ہے۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

مدح توحیف است در زندانیاں

گویم اندر مجمع روحانیاں

یہ زندانی لوگ، یہ تیرے پیر بھائی جو نفس کے قیدی ہیں، جن کی ابھی اِصلاح

نہیں ہوئی، یہ حسد میں گرفتار ہیں، جب میں تیری تعریف کرتا ہوں تو یہ حسد سے جل کر خاک ہوجاتے ہیں، ان کے چہرے سیاہ ہوجاتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ پیر صاحب کو کیا ہوگیا کہ یہ حسام الدین کو بہت زیادہ مانتے ہیں، حسد کے بیمار تیرے پیر بھائیوں کو افسوس ہوتا ہے کہ میں تیری تعریف کیوں کرتا ہوں؟ اب میں روحانیوں کی مجلس تلاش کروں گا اور ان کے سامنے تیری تعریف کروں گا۔ ایران کے لوگ اللہ والے صوفیاء کو روحانی کہتے تھے، یہ سینکڑوں سال پرانی اِصطلاح ہے۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ میں مجمع روحانیاں تلاش کروں گا اور وہاں تیری تعریف کروں گا۔

قصد کردستند ایں گِل پارہا
کہ بپوشانند خورشیدِ ترا

یہ مٹی کے ڈھیلے، نفس کے غلام، انہوں نے ایک خطرناک ارادہ کیا ہوا ہے کہ یہ تیرے آفتابِ نسبت مع اللہ کو حسد کی مٹی سے چھپادیں، ان مٹی کے ڈھیلوں کا یہ قصد بہت مذموم قصد ہے۔

## آفتابِ نسبت مع اللہ کو حسد کی خاک نہیں چھپاسکتی

میں نے حاسدین کے لیے ایک شعر کہا ہے جو ایک زمانے میں مجھے بہت ستاتے تھے۔ دوستو! جنہوں نے مجاہدے کیے ہیں اُن مجاہدوں سے اُن کے دل میں خون کے دریا بہہ رہے ہیں، دنیا کے حاسدین حسد کی خاک اُڑا کر اس دریائے خون کو چھپا نہیں سکتے۔

ایک قطرہ وہ اگر ہوتا تو چھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

معارف مثنوی کے آغاز میں میرے تین اشعار ہیں کہ میں نے مثنوی کی شرح کیوں لکھی؟ میں نے اپنی کتاب کا نام کتاب دردِ دل رکھا ہے۔

معارف مثنوی پر میرا فارسی کا شعر ہے ؎

ایں کتابِ دردِ دل اے دوستاں
کردہ ام تالیف بہرِ عاشقاں

مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

عارفاں زانند ہر دم آمنوں
کہ گذر کردند از دریائے خوں

عارفین اللہ والے ہر وقت سکھ چین اور امن میں کیوں ہیں؟ اس لیے کہ انہوں نے دریائے خون سے عبور کیا ہے، نفس کی خواہشات کا خون کیا ہے۔

## گناہ کے تقاضوں سے گھبرانا نہیں چاہیے

اپنے نفس کی اصلاح اور تزکیہ میں، گناہوں کے چھوڑنے میں اور اللہ کے راستہ میں غم اُٹھانے میں خواہشات کے تقاضوں سے آپ دل چھوٹا نہ کریں، جب نفس آپ کو گناہ کے لیے بار بار پریشان کرے تو سمجھ لو کہ اب لوٹنے کا وقت آ گیا۔

## حفاظتِ نظر پر حسنِ خاتمہ کی بشارت

جب عورتوں کو دیکھنے کے لیے نفس کے تقاضے پیدا ہوں تو نگاہ نیچی رکھو اور سمجھ لو کہ اب حلوۂ ایمانی کھانے کا وقت آ گیا، بازاروں میں، سڑکوں پر، ائیر پورٹوں پر حلوۂ ایمانی لُٹ رہا ہے، حسنِ خاتمہ کے فیصلے ہو رہے ہیں کیونکہ حلاوتِ ایمانی نظر بچانے پر موقوف ہے اور حلاوتِ ایمانی پر حسنِ خاتمہ موعود ہے **وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَّا تَخْرُجُ مِنْہُ اَبَدًا** ملا علی قاری نے روایت نقل کی ہے کہ حلاوتِ ایمانی عطا ہونے کے بعد واپس نہیں لی جاتی **فِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی بَشَارَۃِ حُسْنِ الْخَاتِمَۃِ** اس میں حسنِ خاتمہ کی بشارت

ہے کیونکہ جب دل میں حلاوتِ ایمانی ہوگی تو خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ لیکن آپ کو حسنِ خاتمہ کا فیصلہ کہاں ملے گا؟ یہ سڑکوں پر عورتوں سے نظر بچانے پر، ریلوے اسٹیشنوں پر، ہوائی جہاز کے اڈوں پر اور لڑکیوں کے اسکول کے روڈ پر نظر بچانے سے ملے گا، آپ جہاں نظر بچائیں گے وہیں اللہ تعالیٰ آپ کو حلاوتِ ایمانی اور ایمان پر مرنے کی بشارت دے گا۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم کو گناہ کا تقاضہ پریشان کرتا ہے، اگر ہم گناہ نہیں کریں گے تو پریشان رہیں گے تو کیا آپ پریشانی کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا چاہتے ہیں؟ کیا آپ کا دل اللہ تعالیٰ کے حکم سے زیادہ قیمتی ہے؟ مشہور شاعر مومن کا سالہا سال پرانا ایک دوست تھا جس کا نام آرزو تھا، جب مومن اہلِ حق سے منسلک ہوئے تو آرزو سے کہا کہ خبردار! جب تک تم بدعت سے توبہ نہیں کرلیتے مجھ سے بات مت کرنا، اب میں تمہاری صورت بھی نہیں دیکھوں گا، جب تم توبہ کرلو گے تب تمہاری میری قدیم دوستی واپس آئے گی ورنہ اللہ کے لیے اس دوستی کو ختم کررہا ہوں لیکن پرانا دوست انہیں یاد بہت آتا تھا، آرزو کی یاد بہت آتی تھی، ایک دن مومن نے دل سے کہا کہ دیکھ اے دل! اب اگر تو آرزو بدعتی کو یاد کرے گا تو تجھے سینے سے نکال کر پھینک دوں گا، لہٰذا مومن کہتا ہے ؎

لے آرزو کا نام تو دل کو نکال دوں
مومن نہیں جو ربط رکھیں آرزو سے ہم

## نسبت مع اللہ کے حصول کا واحد راستہ اہل اللہ کی محبت ہے

آپ بھی نفس سے کہہ دیں کہ اے نفس! اگر تو اللہ کی نافرمانی سے باز نہیں آتا تو میں تیری سرکوبی کردوں گا، تجھے قید کردوں گا مگر یہ ہمت وقوت

آئے گی کیسے؟ گناہوں سے بچنے کے لیے جان دینے کی ہمت کیسے آئے گی؟ اور جان سے زیادہ، اہل وعیال سے زیادہ اور شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہمارے دل میں کیسے آئے گی جبکہ یہ محبت مطلوب بھی ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ سے کتنی محبت مانگی ہے؟ بخاری شریف کی حدیث ہے:

﴿اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ﴾

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جآء فی عقدۃ التسبیح بالید، ج:۲، ص:۱۸۷)

اے اللہ! مجھے اپنی اتنی محبت دے دیں کہ آپ مجھے میری جان سے زیادہ پیارے ہوں، اہل وعیال سے زیادہ پیارے ہوں اور پیاس کی شدت میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ پیارے ہوں۔ مگر یہ محبت ملے گی کیسے؟ اس کا نسخہ بھی اسی حدیث کے پہلے جز میں موجود ہے:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ
وَحُبَّ عَمَلٍ یُّبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ﴾

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جآء فی عقدۃ التسبیح بالید، ج:۲، ص:۱۸۷)

اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور تیرے عاشقوں کی محبت مانگتا ہوں اور اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو آپ کی محبت کا باعث ہو۔ ظالم ہے وہ ملا جو اہل اللہ سے مستغنی ہوتا ہے، جو مولوی خدا کے عاشقوں سے اعراض کرتا ہے، اِستغناء کرتا ہے وہ نبی کی دعا کی رُو سے اپنا فیصلہ کرلے کہ نبیوں کا سردار خدا سے خدا کے عاشقوں کی محبت مانگ رہا ہے اور یہ ظالم شمس بازغہ اور صدرا پڑھا کر اپنے آپ کو اہل اللہ سے مستغنی سمجھ رہا ہے۔ ایسے ملا کے لیے میرا شعر ہے ؎

کہاں پاؤ گے صدرا بازغہ میں
نہاں جو غم ہے دل کے حاشیہ میں

اور اللہ کی محبت کی یہ دولت کیسے ملتی ہے؟

یہ ملتی ہے خدا کے عاشقوں سے
دعاؤں سے اور ان کی صحبتوں سے

اللہ تعالیٰ کے نبی نے اللہ والوں کی محبت درمیان میں مانگی ہے، اللہ کی محبت اور اعمالِ صالحہ کی محبت اِن دونوں محبتوں کے درمیان میں یہ جملہ رکھ دیا کہ اے اللہ! میں آپ سے آپ کے عاشقوں کی محبت مانگتا ہوں، درمیان کا یہ جملہ دونوں محبتوں کے لیے رابطہ کا کام دے رہا ہے یعنی اس جملہ کا رابطہ اللہ کی محبت سے بھی ہے اور ان اعمالِ صالحہ کی محبت سے بھی ہے جو اللہ کی محبت کا سبب ہیں چنانچہ سید سلمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ روئے زمین پر اللہ تک پہنچنے کا اور اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھنے کا راستہ اللہ کے عاشقوں سے محبت کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے، اللہ والوں کی محبت سے اللہ بھی ملے گا اور اعمالِ صالحہ بھی ملیں گے، اللہ والوں کی محبت سے عشقِ خدا بھی ملے گا اور عشقِ اعمال بھی ملے گا اور جب یہ چیزیں جمع ہو جائیں گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ جان سے زیادہ عزیز ہو جائیں گے۔

## اہل اللہ کو آزمانا نادانی ہے

جو لوگ اللہ تعالیٰ کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں ان کا امتحان کر کے دیکھ لو ان کو ثابت قدم پاؤ گے، یہ امتحان میرے ایک نادان دوست نے کیا تھا، وہ اس وقت میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیعت نہیں ہوا تھا، سیتا پور میں اس شخص کا باپ آنکھ بنوانے گیا، حضرت شاہ عبد الغنی صاحب سے

اس کے باپ کی دوستی تھی، اس نے کہا حضرت! سیتاپور میں آپ کے مرید بھی ہیں، اگر آپ تکلیف فرمادیں تو کھانے پینے کا انتظام آپ کے مریدوں کے یہاں ہوجائے گا، اللہ والے کریم ہوتے ہیں لہٰذا حضرت کی برکت سے اس کا یہ مسئلہ حل ہوگیا، اس کے بعد اس نادان نے بتایا کہ میں نے شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لیا۔ یہ شخص مرید ہونے سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں نظر کا سخت بیمار تھا، جس بازار میں یہ ملازم تھا اس سے آدھ میل کی دوری پر ریلوے اسٹیشن تھا، اس اسٹیشن پر مختلف اوقات میں چار ریلیں آتی تھیں، جب ریل کی آواز آتی یہ دکان چھوڑ کر بھاگتا اور زنانہ ڈبہ میں عورتوں کو گھورتا تھا۔ آدمی جیسا خود ہوتا ہے اللہ والوں کو بھی ویسا ہی سمجھتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے حضرت کا امتحان لیا، اس وقت وہ حضرت سے بیعت نہیں ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ حضرت میرے والد صاحب کی عیادت کے لیے سیتاپور آئے اور سڑک پر جارہے تھے کہ سامنے سے ایک بہت خوبصورت لڑکی آئی۔ اس نے کہا کہ آج دیکھتا ہوں کہ مولانا اس کو دیکھتے ہیں یا نہیں۔ جیسے ہی وہ لڑکی سامنے سے گذری حضرت کو ابکائی آگئی اور چہرۂ مبارک دوسری طرف کرکے بلغم تھوک دیا۔ تب اس شخص کی آنکھیں کھلیں اور اپنی حماقت پر بہت نادم ہوا کہ اللہ والوں کو اپنے اوپر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔

ایک چور پھانسی پر چڑھ رہا تھا تو حضرت جنید بغدادی نے اس کا پیر چوم لیا۔ مریدوں نے کہا کہ آپ نے ایسے نالائق کا پیر کیوں چوما؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اس کو نہیں چوما بلکہ اس کی استقامت کو چوما ہے کہ یہ ظالم کتنی استقامت اور ہمت والا تھا کہ چوری کی سزا میں ڈنڈے کھاتے کھاتے پھانسی تک پہنچ گیا، جان دے دی مگر چوری کرنا نہیں چھوڑا، ہم لوگ نیک کام میں جان نہیں دیتے اور

یہ شر پر اتنا جما ہوا تھا کہ جان تک دے دی، ہمیں اللہ نیکی پر ایسی استقامت دے۔

## توبہ سے رِند بادہ نوش بھی ولی اللہ ہو جاتا ہے

تو جناب وہ نظر باز نظر بازی کرنے چار مرتبہ ریلوے اسٹیشن جاتا تھا، پھر وہ حضرت سے بیعت ہوا اور اتنا عبادت گذار ہے کہ اس سے کرامتیں ظاہر ہو رہی ہیں، اس لیے کسی کو حقیر مت سمجھو، بعض اوقات یہ پتنگ باز، یہ نظر باز جب اللہ کی طرف آتے ہیں تو بہت بڑے ولی اللہ بن جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے ؎

نیا توبہ شکن جب داخلِ مے خانہ ہوتا ہے
نہ پوچھو رنگ پر پھر کس قدر مے خانہ ہوتا ہے

خواجہ صاحب نے تھانہ بھون کو، تھانہ بھون کے رِندوں کو، تھانہ بھون کے مستوں کو اور شرابِ محبتِ الٰہیہ کے عاشقوں کو اس طرح سے تعبیر کیا ؎

میں اب بادہ نوشوں میں جا کر رہوں گا
میں جینے کا اب کچھ مزہ چاہتا ہوں

بادہ نوشوں سے مراد ہے کہ میں اللہ کے عاشقوں کی مجلس میں جا رہا ہوں، میں جینے کا اب کچھ مزہ چاہتا ہوں، تو خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

نیا توبہ شکن جب داخلِ مے خانہ ہوتا ہے
نہ پوچھو رنگ پر پھر کس قدر مے خانہ ہوتا ہے

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی گنہگار دین میں داخل ہوتا ہے تو بتاؤ کتنی خوشی ہوتی ہے، کوئی ڈاکو، کوئی چور، کوئی شرابی کبابی توبہ کر کے خانقاہ میں آ جائے اور اللہ کی یاد میں رونے لگے تو دل چاہتا ہے کہ اس کے قدم چوم لیں۔

## حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اورزازان کا واقعہ

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں جارہے تھے تو دیکھا کہ زازان نامی گویّا ساز بجا بجا کر گا رہا تھا اور شائقینِ خمر یعنی شرابی اس کو گھیرے میں لیے ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کاش یہ اس اچھی آواز سے قرآن پڑھتا، یہ بات اس تک پہنچ گئی، اس نے پوچھا مَنْ ھٰذا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا ھٰذَا صَاحِبُ رَسُوْلِ اللہِ یہ رسول اللہ کے صحابی ہیں، اس گویّے نے پوچھا اَیْش قَالَ انہوں نے کیا کہا؟ لوگوں نے کہا اَلَیْتَ ھُوَ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ بِھٰذَا الصَّوْتِ الْحَسَنِ کاش یہ اس اچھی آواز سے قرآن پڑھتا۔ بس اس نے ساز توڑ دیا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں سے لپٹ گیا اور کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں اور رونے لگا، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شرابی اور گانے بجانے والے کو گلے لگا کر خود بھی رونے لگے، سب نے اعتراض کیا کہ ایک فاسق و فاجر کو جو ابھی گندے ماحول سے آرہا ہے آپ نے اتنا اونچا درجہ دے دیا کہ آپ اس سے لپٹ کر رو رہے ہیں تو فرمایا کہ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ جب اس نے توبہ کرلی تو قرآن میں خدا کا وعدہ ہے کہ ہم توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں تو جب خدا کا محبوب مجھ سے لپٹ کر رو رہا ہے تو میں کیوں نہ روؤں؟ خواجہ صاحب کا شعر ہے ؎

حقیقت میں تو میخانہ جبھی میخانہ ہوتا ہے
تیرے دستِ کرم میں جب کبھی پیمانہ ہوتا ہے

## ارواحِ عارفین کی مستی وسرشاری

جب اللہ والوں کے ہاتھ سے پیمانہ مل رہا ہو، خدا کے عاشق جام و مینا لٹا رہے

ہوں تو اللہ کی محبت کا مے خانہ تو اسی وقت گرم ہوتا ہے اور بقول مولانا رومی ؎

بادہ افراواں وخم و جامِ مے
بوسہ بے اندازہ و لب ناپدید

اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو اپنی محبت کے بے شمار بادہ وخم و جام پلاتا ہے، خم کے خم پلاتا ہے، جامِ مے دیتا ہے اور لبِ نادیدہ سے بے اندازہ و غیر محدود بوسے لیتا ہے، خدا کے ہونٹ نظر تو نہیں آتے لیکن اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کے قلب و جان محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بے شمار بوسے لے رہے ہیں، بے شمار پیار لے رہے ہیں، ہم نے مرنے، گلنے سڑنے، ہگنے موتنے والی لاشوں سے نظر بچائی، مقاعد الرجال اور فروج النساء کو چھوڑا، کوئی مرکزِ بول ہے، کوئی مرکزِ براز ہے، یہ سب ہگنے موتنے والے ہی تو ہیں، جب ان سے نظر بچائی اور چند دن اللہ اللہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے قلب و جاں کو کیا انعام عطا فرمایا؟ اللہ والے جو محسوس کرتے ہیں وہ ہم اور آپ نہیں سمجھ سکتے۔ کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جلال الدین رومی نے غلط بیانی کی، میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل حقیقت ہے یعنی اللہ کے عاشقین اور عارفین اس بادۂ فراواں کو محسوس کرتے ہیں، خدائے تعالیٰ اپنے عاشقوں کو محبت کی بادۂ فراواں وخم و جام مے عطا کرتا ہے، بادۂ افراواں پلاتا ہے۔

دوستو! بس چند دن محنت کر لو پھر آپ کے دل و جان محسوس کریں گے کہ ڈھا لکہ نگر کی اس مسجد میں اور رمضان کے اس مبارک مہینہ میں اختر کیا کہہ گیا تھا، ان شاء اللہ اس کے بعد آپ کے قلب و جان وہی محسوس کریں گے جو مولانا رومی نے فرمایا ہے ؎

بادہ افراواں وخم و جامِ مے
بوسہ بے اندازہ و لب ناپدید

اللہ تعالیٰ کے ہونٹ نہیں نظر آئیں گے ورنہ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کا پرچہ آؤٹ ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ پرچہ آؤٹ نہیں کرنا چاہتے، پرچہ آؤٹ ہونے کے بعد یہ عالمِ امتحان نہیں رہے گا، ایمان بالغیب نہیں رہے گا اس لیے اپنے لبوں کو پوشیدہ رکھتے ہیں مگر پیار کو محسوس کرادیتے ہیں، ہونٹوں کو چھپائے ہوئے ہیں تاکہ میرے عاشقین یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ رہیں، ان کا عالمِ امتحان عالمِ امتحان رہے تاکہ عالمِ غیب قبل از وقت عالمِ شہادت نہ بن جائے چنانچہ اپنے ہونٹوں کو تو پوشیدہ کردیا لیکن اپنے بے شمار بوسے محسوس کرادیئے، اتنا پیار تو ماں باپ بھی نہیں دے سکتے، اماں اپنے بچہ کے بے شمار بوسے کیسے لے سکتی ہے؟ چند بوسوں کے بعد ہی اس کے سر میں درد ہوجائے گا، وہ تھک جائے گی مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت کے نزول سے نہیں تھکتے، جس کے دل وجان کو خدا کا پیار عطا ہوتا ہے واللہ! اس کے سامنے سلطنت اور تخت وتاج کیا چیز ہے، اگر ساری دنیا کے مرنے والے حسین اس کا چوما لے لیں تو بھی خدا کے پیار کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

دنیا بھر کے حسین مردہ ہی تو ہیں، اگرچہ ابھی مرے نہیں ہیں لیکن مرنے والے تو ہیں، اگر ایک مردہ دوسرے مردے سے لپٹا ہوا ہو تو آپ اس کو دیکھ کر لالچ کریں گے یا یہ کہیں گے کہ دونوں بے وقوف ہیں، اسی لیے اللہ والوں نے ساری کائنات سے نظر ہٹا کر اللہ تعالیٰ سے دوستی ومحبت کا رشتہ قائم کیا ہے، یہ تعلق مع اللہ وہ دولت ہے جو آپ کو سارے بنگلہ دیش بلکہ پورے عالم سے بے نیاز کردے گی اور جب آپ جنگل کی تنہائی میں ٹاٹ کے بوریئے پر پھٹے پرانے لباس میں پنتھا بھات اور چٹنی روٹی کھا کر محبت سے اللہ کہیں گے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی سلطانِ وقت نہیں ہے ۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہوکر
تو اپنا بوریہ بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

# عشقِ مجازی کی تباہ کاریاں اور ان سے نجات کا طریقہ

دوستو! ذرا سوچو کہ ہم کہاں پڑے ہوئے ہیں؟ یہ مرنے والے تمہیں مار ڈالیں گے، تمہارے دل کو مردہ کردیں گے، تمہیں عذابِ الٰہی میں مبتلاء کردیں گے، تمہارے چہروں پر ایسی لعنتیں برسا دیں گے جن کی وجہ سے تمہارے چہروں پر خباشتیں معلوم ہوں گی، تمہاری کمر ٹیڑھی کردیں گے، تمہارے دل میں اختلاج پیدا کردیں گے، تمہاری آنکھوں کی روشنی ختم کردیں گے، تمہارے پاؤں گھسیٹتے ہوئے تمہیں کتے کی موت ماردیں گے، اگر تم نے توبہ نہ کی، یہ تو دنیا کی ذلت ہے اور آخرت میں مرنے کے بعد پتہ چلے گا لہٰذا ہمت کرو ؎

ہیں تبر بردار و مردانہ بزن
چوں علی دار ایں درِ خیبر شکن

بھالہ اٹھاؤ اور نفس پر مردانہ وار حملہ کرو، زنانہ چوڑیاں اُتار دو اور نفس کے خیبر کو توڑ کر پارہ پارہ کردو، جنہوں نے چوڑیاں پہنی ہوئی ہیں، جو اپنی نظر نہیں بچا رہے ہیں، نفس کا کہنا مان لیتے ہیں اور نفس کا مقابلہ نہیں کرتے سمجھ لو کہ وہ نفس کے مقابلہ میں چوڑیاں پہن چکے ہیں، عورتیں بن چکے ہیں، یہ مرد نہیں ہیں کیونکہ یہ ھویٰ پرست ہیں، ان کو خواہشاتِ نفسانیہ کا حیض آرہا ہے جو حیض الرجال ہے۔ مولانا رومی ان کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

اے رفیقو! ایں مقیل و ایں مقال
اتقوا! ان الھویٰ حیض الرجال

لہٰذا ارادہ کرلو کہ آج سے حسین عورتوں اور امردوں کو نہیں دیکھیں گے، ارادہ کرلو کہ اپنے مالک کو راضی کرنا ہے، جان جائے تو جانے دو مگر تمام گناہوں سے توبہ کرلو اور جان کی بازی لگانے کا ارادہ کرلو، اے خدا! ہماری جانوں کو قبول کرلے

اور ہمارے اس ارادہ کو بھی قبول کرلے، ہمیں جان لٹانے کا ارادہ اور ہمت عطا کردے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

آپ یہ بھی تو سوچیں کہ جب آپ نے گناہ چھوڑے تو اللہ نے آپ کو جو دیا وہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سنو۔

بادۂ افراواں و خم و جامِ مے
بوسہ بے اندازہ و لب ناپدید

بادۂ افراواں اللہ تعالیٰ بے شمار محبت کی شراب پلارہے ہیں، یہ بادۂ معرفت، یہ محبت کی شراب اگر بادشاہ پی لیں تو واللہ! اپنی سلطنت اور تخت و تاج پر ان کو ندامت ہوگی، وہ کہیں گے کہ ہم کس خسارہ میں مبتلاء ہیں، اصلی بادشاہ تو یہ اللہ والے ہیں، ہم لوگ تو ہوائی بادشاہ ہیں، ہماری شاہی ہوا پر ہے، اصلی شاہ یہ ہیں اور اصلی شاہ کس کو کہتے ہیں۔

شاہ آں باشد کہ از خود شہ شود
نے ز لشکر نے ز دولت شہ شود

اصلی شاہ وہ ہے جو اپنی باطنی دولت سے شاہ ہو، اپنی ذات سے شاہ ہو، فوج اور دولت سے شاہ نہ ہو کہ دولت ضائع ہوسکتی ہے، لشکر اور فوج بغاوت کرسکتی ہے لیکن کسی اللہ والے کو کسی فوج کی بغاوت کا اندیشہ نہیں ہوتا، اس کی شاہی اپنی ذات سے ہے، اس کی نسبت مع اللہ کی دولت اس کے اپنے قلب میں ہے۔ اسی لیے مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اللہ والے اصلی شاہ ہیں اور دنیا والے بادشاہ ہیں، ان کی بادشاہت باد یعنی ہوا پر ہے، اللہ والوں کو بادشاہ کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ بادشاہوں کی بادشاہت لشکر، شاہی خزانہ اور فوج سے ہوتی ہے اور اللہ

والوں کی شاہی نسبت مع اللہ کے اُس چاند سے ہوتی ہے جو اُن کے باطن میں ہوتا ہے، وہ یہ چاند قبروں میں لے کر جاتے ہیں اور میدانِ حشر میں بھی نسبت مع اللہ کے اس چاند کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ہوں گے، وہ ہر جگہ اس کے قرب کی دولت سے مالا مال ہیں چاہے جہاں کہیں بھی ہوں ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو، تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

دوستو! اللہ والوں کی دولت کا ہمیں پتہ نہیں ورنہ یہ نظر نہ بچانا اور دیگر گناہ ہم پر سخت گراں گذرتے، گناہوں میں ملوث ہونا بدبختی کی علامت ہے، جس کی قسمت خراب ہوتی ہے وہی اللہ کے غضب میں گرفتار ہوتا ہے، اس لیے مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

ہیں تبر بردار مردانہ بزن

عورتوں کی طرح مت رہو، عورتوں جیسی زندگی مت گذارو، ہمت سے کام لو، رمضان کے اس مبارک مہینہ میں نفس پر مردانہ وار حملہ کرو، سارے گناہوں سے توبہ کرو، بدنگاہی والا بدنگاہی سے، غیبت والا غیبت سے، گانا سننے والا گانا سننے سے، عورتوں کا عاشق عورتوں کے عشق سے، لڑکوں کا عاشق لڑکوں کے عشق سے ان ساری چیزوں سے توبہ کر کے آج اللہ تعالیٰ سے عہد کرو کہ ہم تقویٰ کی حیات گذاریں گے پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے بے اندازہ بوسہ و پیار ملیں گے۔

مجلس ختم ہو رہی ہے، اب آخری شعر سن لو، دیکھو دین کی مجلس ویسے ہی کم نصیب ہوتی ہے لہٰذا جو موقع ملے اسے غنیمت جان لو، خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

حقیقت میں تو مے خانہ جبھی مے خانہ ہوتا ہے
تیرے دستِ کرم میں جب کبھی پیمانہ ہوتا ہے

دین کی مجلس کے لیے، اللہ والوں کی مجلس کے لیے اس سے بہترین تعبیر کیا ہوسکتی ہے اور مے خانہ سے مراد دنیاوی شراب نہ سمجھ لینا، اس سے اللہ کی محبت و معرفت مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب کے سامنے دنیاوی شراب کی کیا حقیقت ہے؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بادہ از ما مست شد نے ما ازو

شراب مجھ سے مست ہوتی ہے، میں شراب سے مست نہیں ہوتا ؎

بادہ در جوشش گدائے جوشِ ماست
چرخ در گردش اسیرِ ہوشِ ماست

دنیاوی شراب میری مستی کی گدا اور فقیر ہے اور آسمان اپنی گردش میں میرے ہوش کا قیدی ہے، میرے باطن کا ایک جز ہے۔ اب خواجہ صاحب کے اسی شعر پر آج کی مجلس ختم ہورہی ہے ؎

حقیقت میں تو مے خانہ جبھی مے خانہ ہوتا ہے
تیرے دستِ کرم میں جب کبھی پیمانہ ہوتا ہے

کسی اللہ والے کے ہاتھ میں جب شرابِ محبت کا پیمانہ ہوتا ہے تو واقعی وہ مجلس حقیقت میں میخانہ بن جاتی ہے۔ خواجہ صاحب کے اشعار دیکھو تھانہ بھون کا نقشہ کھینچ دیا۔

اب اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ خدائے تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنے درِ محبت کا موتی داخل کردے، ہمارے سیپ خالی ہیں اور منہ پھیلائے ہوئے ہیں ؎

دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما

ہمارے خالی سیپ کی طرف اپنے کرم اور اپنی رحمت کا ہاتھ بڑھا دیجئے، رمضان کا مہینہ ہے، روزہ کی حالت میں بھوکے پیاسے ہیں، مبارک زمانہ ہے، مبارک

مکان ہے، مسجد میں صالحین، محدثین، طلباء کرام جمع ہیں، اے خدا! ان کی برکتوں سے ہمارے دل و جان کے سیپ میں اپنی محبت کے درد کا موتی داخل فرما دیجئے اور کون سا موتی ؟ جو اولیاء صدیقین کے سینوں میں آپ داخل کرتے ہیں وہ درد محبت ہماری جانوں کو عطاء فرما دیجئے اور ہمارے دل و جان کو، ہماری روح کو، ہمارے قلب اور قالب کو، ہمارے بچوں کو، ہمارے ماں باپ کو، ہمارے رشتہ داروں کو، ہمارے تمام دوستوں کو جو یہاں موجود ہیں اور جو موجود نہیں سارے عالم کے دوستوں کو اور اے اللہ جنہوں نے دوستی نہیں کی ان کو بھی، ہر کلمہ گو کو اپنی رحمت سے صاحبِ نسبت بنا دیجئے، سارے عالم کے اہلِ کفر کو اہلِ ایمان بنا دیجیے اور اہلِ ایمان کو اہلِ تقویٰ بنا دیجئے، اہلِ ابتلاء و مصیبت کو اہلِ عافیت بنا دیجئے، اہلِ جہل کو اہلِ علم بنا دیجئے اور جو اہلِ معصیت ہیں ان کو اہلِ تقویٰ بنا دیجئے۔

چیونٹیوں کو بلوں میں، مچھلیوں کو دریاؤں میں اور پرندوں کو فضاؤں میں عافیت نصیب فرما دیجئے، سارے عالم پر اپنی رحمت کے دریا اُنڈیل دیجئے، وَ لِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اے زمین و آسمان کے خزانوں کے مالک آپ اپنے خزانوں سے بے نیاز ہیں، آپ کے خزانے ہم فقیروں کے لیے ہیں، دنیا کے بادشاہ اپنے خزانوں کے محتاج ہوتے ہیں مگر آپ اپنے خزانوں سے بے نیاز ہیں تو ہم فقیروں پر اپنے غیر محدود خزانے برسا دیجئے اور ہم سب کو اس کا تحمل بھی عطاء فرما دیجیے تاکہ ہم عجب و کبر میں مبتلاء نہ ہوں، یا اللہ! ہم سب کو ان خزانوں میں ایک عمر بسر کرنے کے لیے زندگی میں برکت بھی عطا فرمایئے تاکہ ہم آپ کی نعمتوں میں رہ کر کچھ دن آپ کے گیت گالیں، آپ کی حمد و ثناء اور تعریف کرلیں اور دوستوں کی ملاقات سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرلیں، اے اللہ! میرے جتنے محدثین، علماء اور احباب ہیں ہم

سب کی زندگی میں برکت ڈال دیجیے اور ہم سب کو اولیاء صدیقین کی منتہاء تک پہنچا دیجیے اور ایک عمر اس نسبتِ صدیقین کے ساتھ زندہ رکھیے تاکہ آپ کی نسبت و تعلق کے جو مزے دنیا میں ان اولیاء کی مبارک جانیں لوٹتی ہیں ایک عمر ہم بھی وہ مزے لوٹ کر آپ کے پاس آئیں اور اسی حالت میں ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائیے، آمین۔

اے اللہ! جو بیمار ہیں ان کو خوب اچھی صحت دے دیجیے، صحت و عافیت کے ساتھ کم از کم ایک سو بیس سال کی عمر دے دیجیے، دین کی خدمات کے ساتھ اپنی رضاء کے ساتھ، دوستوں کی ملاقاتوں اور معیتوں کے ساتھ، آپ کی رضاء کامل کے ساتھ ہم سب کے سانس میں ابھی کچھ اور برکت ڈال دیجئے کیونکہ ابھی ہماری سانسیں آپ کی نافرمانیوں میں گذر رہی ہیں، ابھی ہماری جوانی آپ کا حق ادا نہیں کرسکی، زندگی میں دوبارہ جوانی عطاء کردیجئے اور جب زندگی میں دوبارہ جوانی عطاء ہو تو وہ جوانی آپ کے لیے وقف ہو، جوانی کے تقاضے ختم ہوگئے، بال سفید ہوگئے، اے خدا دوبارہ عالمِ شباب دے دیجئے اور اپنی راہ میں اس کو قبول کرلیجئے۔ اے اللہ! اس جوانی کو دین کے پھیلانے میں اور تقویٰ کی راہوں میں خرچ کرنے کی توفیق عطاء فرمادیجئے۔

یااللہ! اس خانقاہ کی تعمیر کا غیب سے انتظام فرمادیجیے، اس کی تعمیر کا جلد سے جلد انتظام فرمادیجئے اور تعمیر اچھی، مضبوط اور عافیت کی ہو اور اس خانقاہ کو اپنے اولیاء سے قیامت تک آباد رکھیے، جب ہم قبروں میں ہوں تب بھی یہ آباد رہے۔

میرا صبح ٹہلنے کا معمول ہے، اکثر دریاؤں کے کنارے جاتا ہوں اور سلطان ابراہیم ابن ادھم کی سنت کی نقل کرتا ہوں کیونکہ اکثر اولیاء دریاؤں کے

کنارے رہے ہیں، دریاؤں کی موجوں سے اپنے قلب میں اللہ کے قرب اور معرفت کی لہریں حاصل کیں لیکن ہمارے پاس موٹر کم ہیں، ایک موٹر میں بیس آدمی بیٹھ گئے، دوسری میں چار بیٹھ گئے اور باقی لوگ دیکھتے رہ گئے، ان کے چہرے کی افسردگی دیکھ کر مجھے غم ہوتا ہے، اس لیے اللہ سے مانگتا ہوں کہ میرے جتنے دوست ہیں سب کو صاحبِ کار کر دیجئے اور ان کو توفیق بھی دیجئے کہ جب تک یہاں قیام رہے علماء اور صلحاء کے لیے اپنی کار کو سرکاری کام میں لگالیں، اپنی کار کو کارِ سرکار میں یعنی اللہ تعالیٰ کے کام میں لگالیں جو دین کا کام ہے، یہ دین کے خادم ہیں، جیسے بھی ہیں، ٹوٹے پھوٹے خادموں کی بھی قدر کرلو۔

ایک شخص نے شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آج کل کے سفیر چندہ کھا جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ان کی بھی قدر کرلو کام تو کررہے ہیں، ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کھا کر بھی دین کا کام کرنے والے نہیں ملیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی اِصلاح کردے اور ہم سب کا تزکیۂ نفس فرمادے، یا اللہ! قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰھَا کی آیت کے صدقہ میں، اس آیت کی برکت سے ہم سب کا تزکیہ فرمائیے اور ہم سب کو فلاح دے دیجئے اور وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰھَا کی خبیث زندگی سے نجات عطاء فرمادیجیے، ایسا نہ ہو کہ ہم سب خاب ہوجائیں۔

اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی تمام عافیتوں سے مالامال فرمائیے، عفو و عافیت و معافات دے اور جو دعا ہم نہیں مانگ سکے اللہ تعالیٰ بے مانگے ہم سب کو عطا کردے۔ آخر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ دعا مانگتے ہیں تاکہ ہر خیر ہمیں مل جائے اور سارے شرور سے پناہ مل جائے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ
مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْکَ الْبَلَاغُ
وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ
اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

## چند متفرق اشعار

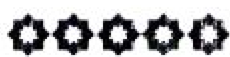
سنا بیان کچھ ایسا سکوتِ انجم سے
کہ بے دلیل اسے دل میں پالیا میں نے



جام حسرت کا میں پی رہا ہوں
آپ کے نام سے جی رہا ہوں



اجسام حسینوں کے اختر قبروں میں لٹائے جائیں گے
اوران کے نازک اعضاء سب کیڑوں کو کھلائے جائیں گے



راتوں کو رُلایا کرتے ہیں اور جی کو جلایا کرتے ہیں
ہُشیار رہو اُن چہروں سے جو دل کو پھنسایا کرتے ہیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۸۴

# قلبِ سلیم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲ کراچی ۴۷ پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون : ۴۹۹۲۱۷۶



بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

# انتساب

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

# ضروری تفصیل

| | |
|---|---|
| نامِ وعظ: | قلبِ سلیم |
| نامِ واعظ: | شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالھم علینا الیٰ مأۃ و عشرین سنۃ |
| تاریخ وعظ: | ۴؍ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۱؍ستمبر ۱۹۹۴ء، بروز اتوار |
| وقت: | بعد نماز ظہر |
| مقام: | مسجد نور، مانچسٹر برطانیہ |
| موضوع: | قلب سلیم کی علامات اور اس کی پانچ تفاسیر |
| مرتب: | حضرت مولانا محمد ایوب سورتی خلیفہ حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ |
| اشاعتِ اوّل: | ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ مطابق ستمبر ۱۹۹۴ء، مانچسٹر (انگلینڈ) |
| اشاعتِ ثانی: | ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ مطابق دسمبر ۲۰۰۹ء، کراچی |
| کمپوزنگ: | مفتی محمد عاصم صاحب مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی |
| تعداد: | ۱۰۰۰ |
| باہتمام: | ابراھیم برادران سلمہم الرحمٰن |

کتب خانہ مظہری، گلشنِ اقبال نمبر۲، کراچی

# پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ہے آپ حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عالمگیر مقبولیت عطا فرمائی ہے اور آپ کے بیانات عجیب وغریب تاثیر کے حامل ہیں جو بھی آپ کے بیان اور مجلس میں بیٹھا ہے اس نے یہ بات ضرور محسوس کی ہے کہ آپ کا دل مسلمانوں کی اصلاح کے لیے کس قدر تڑپتا ہے اور آپ کتنے پیارے انداز میں مسلمانوں کو دین کی طرف لانے اور انہیں اللہ سے تعلق قائم کرنے لیے جدوجہد فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے مواعظ و مجالس اور آپ کے بیانات واجتماعات نے ہزاروں زندگیوں میں دینی انقلاب پیدا کردیا ہے اور یہ بات صرف برصغیر کے مسلمانوں کی نہیں یورپی اور افریقی ممالک کے مسلمان جو وہاں کے معاشرہ اور اپنی کوتاہی کے باعث دین سے دور ہوچکے ہیں حضرت اقدس کے مواعظ ومجالس نے پھر سے ان کی زندگی کا رُخ بدل کر رکھ دیا ہے اور ان کے دلوں میں خوفِ خدا اور فکر آخرت پیدا فرمادی آج ان ممالک میں ان دوستوں کی کمی نہیں جو حضرت اقدس کی وجہ سے اپنے دل کی دنیا روشن اور آباد کیے ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ روز بروز بڑھ رہا ہے اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

ایشیا یورپ سے لے کر افریقہ تک فیض یاب
کیا بتاؤں فیض اختر کیسا عالمگیر ہے

حضرت اقدس جب کبھی برطانیہ کے مسلمانوں کو شرف زیارت وملاقات سے نوازتے ہیں عوام تو عوام علماء اور صلحاء کی ایک بڑی تعداد حضرت اقدس کے

ساتھ ساتھ رہنے کو سعادت جانتی ہے۔ ۱۹۹۴ء میں ہوئے سفر برطانیہ کے دوران حضرت اقدس ۱۱ رستمبر بروز یکشنبہ بعد نماز ظہر مسجد نور مانچسٹر میں مسلمانوں کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کے لیے تشریف لائے آپ نے اپنے خطاب سے قبل امام مسجد سے ان کا نام پوچھا تو امام صاحب نے اپنا نام محمد سلیم بتایا چنانچہ حضرت والا نے اس نام کی مناسبت سے اپنے وعظ کا عنوان قلب سلیم اختیار فرمایا جو اس وقت آپ کے پیش نظر ہے اسے ملاحظہ فرمایئے اور اپنے دلوں کی طرف نظر کیجئے اور سوچئے کہ کیا ہمارا قلب قلب سلیم کا مصداق ہے یا کہیں خدانخواستہ قلب سقیم تو نہیں ہے؟ حضرت اقدس نے قلب سلیم کی جو علامات بیان فرمائی ہیں ان پر غور فرمائیں اور اپنے قلب کو سلیم بنانے کی فکر کریں اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور حضرت کے فیوض و برکات کو جاری رکھے، امین۔

فقط محمد ایوب سورتی عفا اللہ عنہٗ

وہ جس کا نام کہ دنیا میں قلب مضطر تھا
فلک پہ جا کے وہ ہم شکل ماہ و اختر تھا
تمام عمر تڑپنے کی تھی جو خُو اس میں
نہ جذب ہو سکا دنیا کا رنگ و بُو اس میں
میں درد و غم سے بھرا اک سفینہ لایا ہوں
ترے حضور میں اِک آب گینہ لایا ہوں
تری رضا کا ہے بس شوق و جستجو اس میں
مری ہزار تمنا کا ہے لہو اس میں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# قلبِ سلیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ o اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ o
(سورۃ الشعرآء، آیات: ۸۹-۸۸)

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمیں دنیا میں بھیج کر مال اولاد اور تجارتوں میں مشغول فرماتے ہوئے ایک خبر دے دی کہ دیکھو پردیس کی رنگ رلیوں میں پھنس کر اپنے وطن یعنی آخرت کی زندگی کو برباد مت کرنا۔ وہ بین الاقوامی بیوقوف، انٹرنیشنل گدھا ہے جو پردیس کی رنگ رلیوں میں پھنس کر اپنے وطن کی زندگی کو برباد کردے۔

بتلاؤ! ہمیں یہیں رہنا ہے یا کبھی جانا ہے قبرستان، خاموش نگر میں؟ ایک دن جانا ہے نا اس دنیا سے، میرا ایک شعر اُردو کا ہے ؎

آکر قضا باہوش کو بے ہوش کر گئی
ہنگامۂ حیات کو خاموش کر گئی

یہ مکان بنانا ہے یہ کرنا ہے کیسی کیسی اسکیمیں بناتا ہے لیکن جب قضا آتی ہے تو آنکھ کھلی ہے مگر نظر نہیں آتا، کان ہے سن نہیں سکتا، زبان ہے چکھ نہیں سکتی، ہاتھ ہے پونڈ کو گن نہیں سکتا سارے حواس معطل ہیں اکبر الٰہ آبادی جج نے کہا تھا ؎

قضا کے سامنے بیکار ہوتے ہیں حواس اکبر
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

اور اکبر نے ایک شعر اور بھی کہا تھا ؎

حرف پڑھنا پڑا ہے ٹائپ کا
پانی پینا پڑا ہے پائپ کا

اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا ؎

نہیں سیکھا انہوں نے دین رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

پھر دین کیسے ملے گا؟ فرمایا ؎

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

کتنا ہی کوئی نالائق ہو ذرا اللہ والوں کے پاس رہ کر دیکھ لے، اگر صبح شام کہے کہ میں نالائق ہی رہوں گا لائق نہیں بنوں گا لیکن اللہ والوں کی صحبت کا اعلان رہے گا کہ تو نالائق ہے مگر تو اگر صحبت میں رہے تو تجھ کو لائق بننا پڑے گا جیسے لنگڑے آم سے دیسی آم کی قلم لگ جائے اور صحیح قلم ہو اور سائنس دان شاخیں کاٹتا رہے تو دیسی آم صبح سے شام تک تین دفعہ کہتا رہے کہ میں لنگڑا آم نہیں بنوں گا تو لنگڑے آم کی قلم کہے گی کہ بن کے رہے گا لنگڑا آم، بن کے رہے گا لنگڑا آم۔

بس سمجھ لو! اللہ والوں کی صحبت سے ان شاء اللہ کتنا ہی نالائق کمینہ نفس ہو ولی اللہ بن جائے گا، ولی کی قلم اور ولی اللہ کی صحبت سے انسان ولی بن جاتا ہے۔

آج ہم کو رونا یہی ہے کہ نیک صحبتیں کم ہوگئیں اس وجہ سے ہمارے اندر بے دینی پھیلی جارہی ہے ورنہ بڑے بڑے شرابی اللہ والوں کی صحبت سے ولی اللہ بن گئے۔

جونپور میں ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شہر میں ایک شرابی

رہتا تھا زبردست آل انڈیا شاعر تھا ڈاکٹر صاحب سے عرض کیا کہ آپ ایل ایل بی ہو کر حضرت تھانوی کے خلیفہ ہیں اور سر سے پیر تک نور ہی نور محسوس ہو رہا ہے، لمبا کرتا، گول ٹوپی صالحین کی وضع بڑے بڑے علماء آپ سے اصلاح لے رہے ہیں یہ نعمت آپ کو کہاں سے ملی؟ کیا کوئی شرابی بھی ولی اللہ ہوسکتا ہے؟ تو کہنے لگے کہ آپ جایئے جس کی صحبت کی برکت سے ہزاروں ولی اللہ بن گئے آپ بھی ان شاء اللہ بن جائیں گے، بنانے والا تو اللہ ہے جیسے بیٹا اللہ دیتا ہے مگر میاں بیوی کی صحبت بھی ضروری ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم خط و کتابت سے ولی اللہ ہونا چاہتے ہیں۔ حکیم الامت فرماتے تھے کہ بیوی ہو کراچی میں شوہر ہو لاہور میں یا شوہر رہتا ہو انگلینڈ میں اور بیوی ہو گجرات میں اور خط و کتابت دونوں کرتے رہیں تو کیا اولاد ملے گی؟

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کوئی شخص پاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کروڑ خط لکھتا ہے لیکن آپ کی زیارت نہیں کرتا اور آپ کی صحبت میں نہیں جاتا تو کیا وہ صحابی ہوسکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے بغیر صحابی نہیں ہوسکتا تو اہل اللہ کی صحبت کے بغیر اہل اللہ نہیں ہوسکتا۔

میرے شیخ اول حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جن کی تربیت میں خود حضرت والا ہردوئی دامت برکاتہم رہتے تھے، مختصر سے جملے میں فرمایا کہ مٹھائی ملتی ہے مٹھائی والوں سے اور کباب ملتا ہے کباب والوں سے کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں سے آم ملتا ہے آم والوں سے تو اللہ ملتا ہے اللہ والوں سے۔ اگر اللہ کی پیاس ہوتی تو آپ ایک ہزار میل دوڑے چلے جاتے۔

ایک شخص ملک شام سے مدینہ پاک آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ جو التحیات سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سکھائی تھی وہ مجھ کو سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اے شخص تیرا مدینہ شریف میں کوئی بزنس

نہیں ہے؟ کوئی رشتہ دار نہیں ہے؟ خالی التحیات سیکھنے آیا ہے؟ اس نے کہا واللہ! قسم اللہ کی میرا مدینہ پاک میں کوئی کام نہیں ہے سوائے اس کے کہ آپ سے وہ التحیات سیکھ لوں جو آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اے اہل مدینہ! اگر جنتی دیکھنا ہو تو اس کو دیکھ لو۔

اب مزاج یہ ہے کہ دین سکھانے والوں کو ہر ہر شہر میں ہر ہر محلّہ میں گھسیٹو، اگر دس میل بھی دور ہے تو سکھانے والا تو کراچی سے اتنی دور آوے اور سیکھنے والا یہاں سے دس میل دور بھی جانے کا نام نہ لے لیکن جن کو پیاس تھی تو ہزاروں میل جا کر اللہ والوں کی صحبت اٹھائی اور ولی اللہ بن گئے اور اپنی دنیا بھی بنا گئے اور آخرت بھی بنا گئے۔

آپ کہیں گے دنیا کیسے بنتی ہے؟ جب اللہ اطمینان اور سکون اور چین کی زندگی بنا دیتا ہے تو وہ دنیا اس کی چٹنی روٹی کے ساتھ بہتر ہے، جس کے دل میں چین اور سکون اللہ کے نام کے صدقے میں آ گیا وہ اس مال دار سے بہتر ہے جو بریانی اور کباب کھا رہا ہے اور مانچسٹر میں دوڑ رہا ہے اور ہر وقت پونڈ گن رہا ہے لیکن سکون نہیں ہے، بدحواس ہے، پریشان ہے۔ بتاؤ کون سی زندگی بہتر ہے؟ جو چین اور سکون کے ساتھ مل جائے ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریہ بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

اللہ والوں کی دنیا الگ ہوتی ہے اللہ کے نام کے صدقے میں ان کا عالم الگ ہوتا ہے، اللہ ان کے زمین و آسمان کو الگ کر دیتا ہے کافروں کے زمین و آسمان سے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سورج ہمارا سورج نہیں ہے کیونکہ دشمن بھی اس سورج سے فائدہ اٹھا رہا ہے دوستوں کے لیے وہ سورج ہونا

چاہیے جو دوسروں کو نہ ملے۔ کیا مطلب؟ یعنی آپ کے ذکر کی توفیق ہو آپ کا نور ملے۔ اے سورج و چاند کے خالق اور سورج و چاند کو روشنی کی بھیک دینے والے اگر ذکر اللہ کے صدقے میں آپ ہمارے دل میں آجائیں تو وہ نور سینکڑوں آفتاب کے نور سے بہتر ہے، جب دل میں اللہ آتا ہے تو اپنی خالقیت کی تمام صفات لے کر آتا ہے سینکڑوں آفتاب لے کر آتا ہے پھر وہ دِل اس چاند وسورج کا محتاج نہیں رہتا۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارا دن اس سورج سے نہیں نکلتا ہے، ہم جب آپ کا نام لیتے ہیں، فجر کی نماز پڑھ کر تلاوت کلام پاک کرتے ہیں تب ہمارا دن نکلتا ہے کیونکہ سورج کا یہ نور مخلوق ہے اور ہمیں آپ سے رابطہ ہے، ہم آپ کو خوش کرنا چاہتے ہیں لہٰذا عاشقوں کا سورج جب نکلتا ہے جب اللہ ان کے دل میں آتا ہے اور جو سورج دوست کو بھی ملا اور دشمن کو بھی ملا اس میں ہماری امتیازی شان کیا رہی۔

آپ بتائیے ایک دشمن اور ایک دوست آئے اور وہ تحفہ مانگے آپ نے وہی تحفہ دوست کو دیا اور وہی دشمن کو بھی دیا تو وہ دوست کہے گا کہ ہمارا کیا ہوا، مرے تھے جس کی خاطر اس نے ہمیں کوئی امتیازی شان نہ دی جب آپ کو دشمن اور دوست کی نعمت میں فرق نہیں ہے تو پھر ہمیں دوستی سے کیا ملا؟

اس لیے دوستو! خوبصورت بیوی بہترین تجارت مرسڈیز کاریں دشمنوں کے پاس بھی ہیں، اگر مومن کو یہ چیزیں مل جائیں تو یہ اس کی امتیازی شان نہیں ہے۔ مومن کا خاص معیار اللہ کا ذکر کرنا اور اللہ کو راضی کرنا ہے ورنہ بتاؤ امریکہ کا ایک یہودی بھی مرسڈیز پر جارہا ہے اور ایک ولی اللہ بھی جارہا ہے دونوں میں کیا فرق ہے؟ یہودی خالی کار کو لیے جارہا ہے اور یہ مومن عالی سرکار اللہ تعالیٰ کو لیے جارہا ہے وہ مخلوق میں مخلوق کو لیے جارہا ہے اور یہ مخلوق میں خالق

کو لیے جارہا ہے۔

اب میرے دو شعر سن لو! کیونکہ بعض سیدھے سادے مومن جب شاندار بلڈنگ اور شاندار کار نہیں پاتے تو دل چھوٹا کرتے ہیں کہ اللہ نے دشمنوں کو، یہودیوں کو کافروں کو اتنا اتنا دیا اور ہم ذکر اللہ اور تہجد وغیرہ سب کر رہے ہیں ہم کو اللہ نے کم دیا۔ دوستو! تم کو وہ دیا ہے جو دشمنوں کو نصیب نہیں، ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کہ کیا دیا ہے۔

ایک نادان بچہ کو پچاس پاؤنڈ دے دو اور ایک ٹافی دے کر اس سے پچاس پونڈ لے لو وہ دے دے گا اس لیے کہ وہ نادان ہے، اسے پتہ نہیں کہ پچاس پاؤنڈ کے نوٹ سے کتنی ٹافیاں خریدی جاسکتی ہیں۔ ایسے ہی ہم لوگ نادان ہیں اللہ کی یاد اور اس کی اطاعت کی توفیق کے باوجود ہمیں حسرت ہوتی ہے لیکن جو اللہ کو پاجائے اسے حسرت کیسی، جو حقیقت میں اللہ کو پاجاتا ہے اس کو حسرت نہیں ہوتی۔

جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

اب میرا شعر سنو۔

دشمنوں کو عیش آب و گل دیا

کون دشمن؟ یہودی نصرانی اور جتنے کافر ہیں ان کو کیا دیا؟ عیش آب و گل آب معنی پانی گل معنی مٹی۔ مٹی کی عورت دے دی مٹی کے کباب دے دیئے مٹی کی بریانی دے دی مٹی کا مکان دے دیا مٹی کی موٹر دے دی اسی میں وہ خوش ہیں، ان مٹیوں میں خوش ہیں اور خالق سماوات و افلاک سے ان کا رابطہ نہیں ہے۔

دشمنوں کو عیش آب و گل دیا
دوستوں کو اپنا دردِ دل دیا

دیکھو اپنی شاعری کی داد میں خود دیتا ہوں کیونکہ میرا دل خود مزہ لیتا ہے۔ آپ کہیں یا نہ کہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی محبت عطا کرتا ہے وہ اللہ کے ذکر سے خود مزے اڑاتا ہے کوئی اس سے کہے یا نہ کہے۔

آپ بتائیے ایک آدمی تنہائی میں سموسے پاپڑ اور کڑھی کھچڑی کھا رہا ہے جو گجرات کی خاص غذا ہے، مزے لے رہا ہے اور لوگ کہہ رہے ہیں ارے میاں کچھ ترقی نہیں کی ہے نہ کار ہے نہ بنگلہ اور جو ترقی کر کے ہر وقت مصیبت میں ہے گردے بیکار بلڈ کینسر میں مبتلاء ہے پریشان ہے اور یہ صحت وعافیت کے سموسے اور پاپڑ کھا رہا ہے بتاؤ کون مزے میں ہے اور دیکھو پاپڑ پہلے بیلا جاتا ہے پھر کھایا جاتا ہے اگر کچھ دن محنت کرلیں تو ان شاء اللہ محبت کا پاپڑ مل جائے گا مگر ہم لوگ چاہتے ہیں کہ بیلنا نہ پڑے بس ہر وقت کھانے کو مل جائے، اللہ والوں کی صحبت میں مجاہدہ نہ کرنا پڑے، گناہوں سے نہ بچنا پڑے اور سب کچھ مل جائے۔ پہلے مجاہدہ کرو مشقت اٹھاؤ پھر اللہ ملتا ہے، صحابہ نے جانیں دیں شہادت کا جام نوش فرمایا پھر خدا ملا۔ سن لو پھر میرا شعر ؎

دشمنوں کو عیش آب و گل دیا
دوستوں کو اپنا دردِ دل دیا

اب دونوں میں فرق کیا ہے؟ آجکل کہاں دردِ دل سمجھنے والے ہیں فرق سنئے ؎

ان کو ساحل پر بھی طغیانی ملی
ہم کو طوفانوں میں بھی ساحل دیا

وہ ائیر کنڈیشنوں میں خودکشی کررہے ہیں اور ہم کو غموں اور پریشانیوں میں بھی امن وسکون دیا یعنی ؎

زندگی پُرکیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

اللہ والوں کو ہزار پریشانی نظر آئے مگر ان کا دل غم پروف ہوتا ہے۔ اگر سوئزرلینڈ اور یورپ والے گھڑیوں کو واٹر پروف کر سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کے دل کو غم پروف کر سکتے ہیں، چاروں طرف غم ہوگا مگر اللہ والوں کے دل میں غم گھس نہیں سکتا، ہر وقت تسلیم و رضا سے خوش اور مست ہیں۔

بے کیفی میں بھی ہم نے تو اک کیف مسلسل دیکھا ہے
جس حال میں بھی وہ رکھتے ہیں اس حال کو اکمل دیکھا ہے

تو دوستو! میں بھی یہی کہتا ہوں، مسجد میں ہوں قسم کھاتا ہوں کہ واللہ دنیا سے وہ شخص محروم رہ گیا جس نے اللہ کو نہیں پایا کیونکہ جس کو ہم پایا سمجھ رہے ہیں مکان پایا پاپڑ پائے سموسے پائے بیوی پائی بچے پائے کاروبار پایا لیکن مرنے کے بعد کیا پایا یہ بتاؤ؟

جب جنازہ زمین میں اترتا ہے تو کتنے سموسے پاپڑ جاتے ہیں کتنی مرسڈیز کاریں کتنی بیویاں اور کتنے بچے ساتھ جاتے ہیں؟ لیکن جس نے اللہ کو پالیا وہ زمین پر مست رہتا ہے، اس کے آگے سلاطین کے تخت وتاج کا نشہ کچھ نہیں ہے کیونکہ بادشاہانِ دنیا تخت وتاج یعنی خدا کی ادنیٰ بھیک سے مست ہیں اور اللہ والے بھیک دینے والے کو اپنے اندر لیے ہوئے ہیں، بغیر سلطنت کے ان کو سلطنت کا نشہ ملتا ہے، بغیر لیلیٰ کے لیلاؤں کا نشہ ان کو ملتا ہے کیونکہ وہ خالقِ لیلائے کائنات جس دل میں آتا ہے تو بے شمار نمکیاتِ لیلائے کائنات ساتھ لاتا ہے اس لیے کسی اللہ والے کو آپ نہیں دیکھیں گے کہ وہ رومانٹک دنیا میں پھنس جائے، وہ یہی کہے گا کہ خدا بچائے اس رومانٹک دنیا سے اِلَّا الحلال، حلال مستثنیٰ ہے۔ نہیں تو اپنی بیویوں سے کہہ دو گے کہ آج ہم نے تقریر سنی ہے اس لیے ہمارے سامنے مت آؤ۔ خدا کے لیے بیویوں کو محبت سے رکھو اس سے مولیٰ بھی خوش ہوتا ہے، یہ ثواب ہے۔ اس سے میرا مطلب غیر اللہ سے بچانا ہے جو

حرام ہے، سڑکوں پر جو بے پردہ پھر رہی ہیں ان کو دیکھنا حرام ہے، سڑکوں پر حرام کی طرف مت دیکھو، حلال کی چٹنی روٹی کھا کر اللہ کی یاد سے مست رہو اللہ کی یاد میں وہ نشہ ہے جو دنیا کی شراب کیا جانے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بادہ در جوشش گدائے جوش ماست

دنیا کی جتنی شرابیں ہیں یہ میری مستیوں کی بھیک منگی ہیں، یہ کیا جانے مستیاں جس کو پی کر موتنا پڑتا ہے شراب پیتے ہی شرابی کو پیشاب لگتا ہے اور اللہ والے اللہ کی محبت کی شراب پی کر نہ اترنے والی مستی سے مست رہتے ہیں اور ان کے سینے انوار سے بھر جاتے ہیں ؎

شاہوں کے سروں میں تاج گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے
اور اہل صفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

کیا عرض کروں ارے دونوں جہان کا مزہ لینا ہو تو اللہ والے بن جاؤ۔ کیوں بھائی اللہ خالق دو جہاں ہے یا نہیں؟ جو اللہ کو پاتا ہے وہ دونوں جہاں کا وٹامن اور خلاصہ پا جاتا ہے، اتنا کوئی سیب نہیں کھا سکتا تین سیب کے بعد پیٹ پھٹنے لگے گا لیکن جو اللہ پر عاشق ہوا تو ساری کائنات کے سیب اللہ کے نام میں موجود ہیں ساری کائنات کی بریانیوں کا حاصل اللہ کے نام میں موجود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خالق لذات کائنات سرچشمۂ لذات کائنات ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کو پیار کیا، اللہ سے محبت کی، اللہ جس کے دل میں آ گیا وہ دونوں جہان کا مزہ پا گیا، وہ سب سے زیادہ مزے میں ہے، جنت سے بڑھ کر مزے میں ہے کیونکہ جنت مخلوق ہے اور اللہ خالق ہے، کیا جنت خالق کے مقابلے میں آسکتی ہے؟ جس نے اللہ کو پالیا جنت سے زیادہ مزہ دنیا ہی میں پا گیا۔ اسی انگلینڈ میں میرا ایک شعر ہوا ہے حافظ موسیٰ کے یہاں جا رہا تھا ناشتہ کے لیے، دیکھا کہ ایک انگریز عورت دو کتے لیے جا رہی ہے تو فوراً یہ شعر ہوا ؎

کسی کو ذوق گلاب اور کسی کو ذوق کلاب ہے
کوئی جنابت میں مبتلاء ہے تو کوئی عالی جناب ہے

اللہ والے عالی جناب ہیں اور ان انگریزوں پر ہر وقت غسل فرض رہتا ہے اور دوسرا شعر ناشتہ کے وقت ہوا ؎

مانا کہ میر گلشن جنت تو دور ہے
لیکن ہوں دل میں خالق جنت لیے ہوئے

اللہ سے تعلق کر کے دیکھو مفت میں بلا الیکشن کیے ہوئے سلاطین کا مزہ آئے گا لیلاؤں کے نخرے برداشت کیے بغیر لیلیٰ کے نمک کا مزہ آئے گا کیونکہ وہ مولیٰ ہے نمک دینے والا ہے، جھاپڑ کے بغیر آپ کو سموسہ اور پاپڑ ملے گا دل میں مزہ ملے گا، اللہ کا مزہ دل میں ملتا ہے ؎

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا بس تری پہچان یہی ہے

لیکن کس دل میں اللہ آتا ہے، کس دل کو اللہ تعالیٰ اپنا مہمان خانہ اور گھر بناتا ہے؟ حدیث قدسی ہے اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَةِ قُلُوْبُھُمْ میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں آتا ہوں ہم لوگ ثابت گھر میں رہتے ہیں جو بہت صاف ستھرا ہو اور اللہ تعالیٰ ٹوٹے ہوئے دل کو اپنے لیے قبول کرتے ہیں۔ دل کب ٹوٹتا ہے؟ مسجدوں میں دل نہیں ٹوٹتا، عبادت سے اور بھی نشہ چڑھ سکتا ہے۔ عبادت کیجئے، فرض واجب سنت مؤکدہ ادا کرنا ضروری ہے لیکن دل سڑک پر ٹوٹتا ہے جب آپ نظر بچاتے ہیں۔ اگر دل کو اللہ کا گھر بنانا ہے تو سڑکوں پر اپنی نظر بچائیے۔ سڑکوں پر ننگی ٹانگیں بڑے بڑے صوفیوں کو ٹانگ لیتی ہیں تو جب آپ نظر بچائیں گے اور ہر گناہ سے بچیں گے تو دل کی آرزو ٹوٹتی ہے کیونکہ دل دیکھنے کو چاہتا ہے نہ دیکھنے سے آرزو ٹوٹی، یہی دل ٹوٹنا ہے تو ٹوٹے ہوئے دل میں

اللہ ہوتا ہے، خدا خونِ آرزو سے ملتا ہے۔ جب افق لال ہوجاتا ہے تو دنیا کا سورج نکلتا ہے دل میں اللہ کا سورج کب نکلے گا؟ جب خونِ آرزو سے دل لال ہوجائے گا۔ ان شاء اللہ پھر دیکھو گے کہ دل کے ہر افق سے اللہ کے قرب کا آفتاب نکلے گا۔ دنیا کا آفتاب تو ایک افق سے، مشرق کی طرف سے نکلتا ہے لیکن اللہ والوں کے قلب میں ہر طرف سے نکلتا ہے، جو آرزوؤں کا خون پیتے رہتے ہیں ان کے قلب کے چاروں آفاق سے اللہ کے نور کا سورج طلوع ہوتا ہے۔ مفت میں کہیں اللہ ملتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ﴾

(سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب ما جآء فی صفة اوانی الحوض)

اے لوگو! اللہ کا سودا بہت مہنگا سودا ہے سستا مت سمجھو کہ بس اوپر سے بن گئے مسلمان، گائے کا گوشت کھالیا اور پکے مسلمان ہیں۔ ایک اللہ والا صوفی جنگل میں جارہا تھا اس نے اللہ سے کہا کہ میں تجھ پر کیا فدا کردوں، تیری کیا قیمت ادا کروں کہ جس سے تو مل جاوے۔ اوپر سے آواز آئی اے بندے دونوں جہان مجھ پر قربان کردے تو اس نے کہا کہ ؎

قیمت خود ہر دو عالم گفتئی
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

اے اللہ! آپ نے اپنی قیمت دونوں جہان کہی ہے دام اور بڑھایئے ابھی تو آپ بہت سستے معلوم ہوتے ہیں۔

دیکھو انسان تقویٰ سے ولی اللہ بنتا ہے لیکن تقویٰ ہے کیا چیز؟ گندے کام چھوڑ دو، گناہ چھوڑ دو یہی تقویٰ ہے۔ کیوں بھائی گناہ خراب کام ہے یا اچھا؟ خراب کام ہے اور گناہ سے عزت ملتی ہے یا ذلت؟ تھوڑی دیر کے لیے لذت ملتی ہے پھر ذلت ہی ذلت ہے۔

لذتِ عارضی ملی عزتِ دائمی گئی

لیکن ہم اگر اللہ پر فدا ہو جائیں اور گندے کام چھوڑ دیں، گناہوں کے کنکر پتھر پھینک دیں اور ہمیں اللہ کے قرب کا موتی مل جائے تو بتاؤ ہم نفع میں ہیں یا نہیں؟ ایک دن تو گناہ چھوڑنا پڑے گا جب کفن میں لپیٹا جائے گا پھر بھی کوئی ٹیڈی دیکھے گا، کسی ٹیڈی پر نفس کو ریڈی کرے گا اور ٹیڈی کے ساتھ سٹیڈی کرے گا؟ آج تک آپ نے کسی جنازہ کو دیکھا کہ کفن میں سے جھانک کر کسی کی ننگی ٹانگ کو دیکھ رہا ہے؟ تو جب مر کے چھوڑنا ہے تو جیتے جی گناہوں کو چھوڑ دو اللہ یہی چاہتا ہے۔ مرنے کے بعد تو گناہوں کو مجبوراً چھوڑو گے، اگر جیتے جی چھوڑ دو تو ولی اللہ بن جاؤ گے۔ جس نے تمہیں زندگی دی ہے اس اللہ پر زندگی کو فدا کرو۔

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

ورنہ کچھ دنوں کے بعد جب ان معشوقوں کا جغرافیہ بدل جاتا ہے عورت بڈھی ہو جاتی ہے لڑکا بڈھا ہو جاتا ہے پھر بتاؤ ان کے عشاق وہاں ٹکتے ہیں؟ ایسے بھاگتے ہیں جیسے گدھا شیر کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ بین الاقوامی اُلّو دیکھنا ہو تو ان رنگ و روغن دیکھنے والوں کو دیکھو۔ چند دن کا کھیل ہے، پھر ان معشوقوں کا کیا حال ہوگا؟ میرا شعر سنو۔

کمر جھک کے مثل کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

دوسرا شعر۔

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ اُن کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

اس لیے بس اللہ والے بن جاؤ تو نفع میں رہو گے زمین پر بھی، زمین کے نیچے بھی میدان محشر میں بھی تینوں زندگیوں میں آپ مجھے دعا دیں گے بس اللہ والے کام کرنے لگیں اور نافرمانوں والے کام چھوڑ دیں یعنی اچھے کام کرنے لگیں اور خراب کام چھوڑ دیں۔ دیکھئے خراب لفظ ہی خراب ہے، خر کے معنیٰ گدھا اور آب کے معنیٰ پانی یعنی گدھے کا پانی۔ گدھے کا پانی پیشاب ہوتا ہے اس کو بھی نہ چھوڑو گے تو پھر کیا کرو گے۔

اب میں تفسیر عرض کر دیتا ہوں جس کا میں نے وعدہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مال و اولاد تمہارے کچھ کام نہ آئیں گے مگر جن لوگوں نے یوم محشر میں اللہ کو قلب سلیم پیش کیا۔ میں نے مولانا سلیم کی وجہ سے قلب سلیم کا عنوان یہاں تجویز کیا۔ قلب سلیم کی پانچ تفاسیر ہیں تاکہ ہمیں اور آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا قلب سلیم ہے یا نہیں؟ قلب سلیم یعنی بھلا چنگا دل اور قلب سقیم یعنی بیمار دل لہٰذا اب دیکھنا ہے کہ ہمارا دل بیمار ہے یا سلیم۔ تو قلب سلیم کی پانچ علامتیں ہیں۔

(۱) اَلَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ فِیْ سَبِیْلِ الْبِرِّ جو اپنا مال اللہ پر فدا کرے۔ حفظ قرآن کے مدرسوں کے لیے یا مدارس دینیہ کے لیے، غرباء و مساکین کے لیے، اللہ کے دین کو پھیلانے کے لیے، غرض جہاں بھی دیکھا کہ دینی ضرورت ہے فوراً اپنا مال پیش کیا اور یقین کیا کہ آخر میں ملے گا یہ اصلی فارن ایکسچینج اور زرمبادلہ ہے اور جو بخیل ہو مکھی چوس ہو کنجوس ہو وہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرے گا؟ اب آپ کہیں گے کہ مکھی چوس کے کیا معنیٰ ہیں؟ ایک کنجوس کے سالن میں مکھی گر گئی جب اڑنے لگی تو اسے دوڑ کر پکڑا اور جتنا سالن اس کے پروں پر لگا تھا سب چوس لیا پھر مکھی کو چھوڑ دیا اس وقت سے کنجوس کے لیے مکھی چوس کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

ایک اور واقعہ یاد آ گیا، ایک کنجوس انجیر کھا رہا تھا، انجیر کو عربی میں التین کہتے ہیں۔ اتنے میں ایک قاری صاحب ادھر کو آرہے تھے، اس کنجوس نے دیکھا کہ یہ تو آرہے ہیں ان کو بھی دینا پڑے گا تو جلدی سے انجیر کو چادر میں چھپا دیا۔ جب قاری صاحب آئے تو اس نے کہا قاری صاحب ذرا ایک سورۃ سناؤ۔ قاری صاحب نے سورۃ التین کی تلاوت اس طرح شروع کی وَالزَّیْتُوْنِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ تو اس کنجوس نے کہا کہ قاری صاحب آج آپ بھول گئے ہیں وَالتِّیْنِ چھوڑ دیا وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ہے، قاری صاحب نے کہا کہ میں بھولا نہیں ہوں مگر وَالتِّیْنِ کیسے پڑھوں وہ تو چادر کے نیچے چھپی ہوئی ہے۔

(۲) قلب سلیم کی دوسری علامت کیا ہے؟ اَلَّذِیْ یُرْشِدُ بَنِیْهِ اِلَی الْحَقِّ جو اپنی اولاد کو بھی اللہ والا بنائے۔ دیکھو بھئی اولاد کو کینسر ہو جائے، بیماری ہو جائے تو دوڑتے ہیں بزرگوں کے پاس تعویذیں لاتے ہیں دعائیں کراتے ہیں ڈاکٹروں سے دوائیں لاتے ہیں اور اولاد کو اللہ سے غفلت کی بیماری ہو رہی ہے نماز روزہ کچھ نہیں، ہپی بنے ہوئے ہیں ٹیڈیوں کے چکر میں ہیں ویڈیو اور فلمی گانے بج رہے ہیں اس کی فکر ہونی چاہیے، غم ہونا چاہیے کہ میدانِ حشر میں ان کا کیا حال ہوگا؟ اللہ والوں کے پاس ان کو لے جاؤ خوشامد کرو۔ پونڈ پیش کرو، انعام کا لالچ دو کہ کچھ دین کی باتیں سنائی جارہی ہیں وہاں چلو تو اولاد کو اللہ والا بنانے کی کوشش کرنا یہ بھی قلب سلیم کی علامت ہے اب خود فیصلہ کرنا ہے کہ قلب سلیم ہے یا نہیں؟

(۳) اَلَّذِیْ یَکُوْنُ قَلْبُهٗ خَالِیًا عَنْ غَلَبَةِ الشَّهَوَاتِ قلب سلیم وہ دل ہے جس پر نفس کا ایسا غلبہ نہ ہو کہ حلال وحرام کی تمیز نہ رہے۔ کیا مطلب؟ حلال کو دل چاہا مرنڈا پیو کوک پیو سموسے کھاؤ، جتنی چیزیں حلال ہیں وہ کھاؤ لیکن خنزیر کا گوشت کہیں ہو، کتنی ہی تعریفیں ہو رہی ہوں حرام کو مت دیکھو۔ اپنی بیوی کو دیکھو

ماں باپ کو دیکھو، ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا اگر ہم دن میں سو مرتبہ دیکھیں؟ فرمایا جتنا چاہو دیکھو اللہ بہت بڑا ہے اتنا ہی ثواب دے گا۔

اس خون سے آنکھ میں جو روشنی آئی کان میں سننے کی طاقت آئی جو طاقت بنے اسے اللہ پر فدا کر دو روٹی کھا کر حرام سے بچو تو آپ نے جان بھی دے دی نان بھی دے دیا لہٰذا جو ظالم ادھر ادھر عورتوں کو تکتا ہے چاہے وہ ائیر پورٹ ہو چاہے وہ مارکیٹنگ ہو یا شاپنگ ہو سڑک ہو یا اسکول کی طرف سے گذرتا ہے اور لڑکیوں کو تاکتا ہے تو اس کا قلب سلیم نہیں۔ یہ بہت خطرناک مرض ہے اگر دل میں اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہوتا تو شرافت عبدیت اس کو حرام کی طرف دیکھنے کی کبھی نہ اجازت دیتی۔ تم جدھر دیکھ رہے ہو تمہاری نظر کو اللہ بھی دیکھ رہا ہے ؎

میری نظر پہ ان کی نظر پاسباں رہی
افسوس اس احساس سے کیوں بے خبر تھے ہم

(۴) چوتھی تفسیر اَلَّذِیْ یَکُوْنُ قَلْبُهٗ خَالِیًا عَنِ الْعَقَآئِدِ الْبَاطِلَةِ باطل عقیدوں سے دل پاک ہو یہ نہیں کہ قبروں سے مانگ رہا ہے، برے عقیدوں سے قلب کا پاک ہونا بھی دلیل ہے قلب سلیم کی۔ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ سے مانگنا اور نالائق اور نافرمانوں کو ولی اللہ سمجھنے والا بھی قلب سلیم نہیں رکھتا۔ اس لیے بزرگ شاعر فرماتے ہیں ؎

گر ہوا پر اڑتا ہو وہ رات دن
ترک سنت جو کرے شیطان گن

سنت کے خلاف کرنے والوں کو ولی اللہ سمجھنا گناہ ہے، کفر ہے۔ آج

کل یہ بھی مرض ہے کہ سٹہ کا نمبر بتانے والوں کو جو لنگوٹی باندھے نہ نماز نہ روزہ سگریٹ پی رہے ہیں ڈاڑھی بھی نہیں اور لوگ ان کو ولی اللہ سمجھ کر ان کے پاس چلے جاتے ہیں۔ ولی اللہ وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ یہ سٹہ کا نمبر بتانے والے ولی اللہ نہیں شیطان کے چیلے ہیں۔

(۵) پانچویں تفسیر زبردست ہے بڑے اولیاء اللہ کے لیے اَلَّذِیْ یَکُوْنُ قَلْبُہٗ خَالِیًا عَمَّا سِوَی اللہِ جس کا دل غیر اللہ سے پاک ہو جس کا دل اس شعر کا مصداق ہو جائے ؎

دل میرا ہو جائے ایک میدانِ ھو
تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو
اور مرے تن میں بجائے آب و گل
درد دل ہو درد دل ہو درد دل
غیر سے بالکل ہی اٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

جب دل میں اللہ ہوتا ہے تو ہر طرف اس کو اللہ نظر آتا ہے اور دل جب غفلت میں مبتلاء ہوتا ہے تو پھر سمجھ لو ؎

دل گلستاں تھا تو ہر شئی سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا

گناہ سے دل اجڑ گیا تو ساری دنیا اجڑی ہوئی معلوم ہوگی اور دل میں اگر اللہ ہے تو ہر طرف اس کو گلستان اور خالق گل نظر آئے گا لیکن خالق گل کیسے ملتا ہے؟ دنیا کے پھولوں سے صرف نظر کرو گے تب خالق گل ملے گا۔ شاعر بزرگ اللہ والا کہتا ہے ؎

ہم نے لیا ہے دردِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اِک گلِ تر کے واسطے ہم نے چمن لٹا دیا

پورا لندن لٹا دو پورا انگلینڈ لٹا دو ورنہ انگلینڈ سے لینڈ ہی پاؤ گے اللہ نہیں پاؤ گے۔

بس دعا کرو! اللہ پاک ہم سب کو اللہ والی حیات نصیب فرمائے، یااللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما، ماضی کے گناہوں کو عفو فرمادے حال کو اپنی رضا سے روشن کردے اور مستقبل کو تقویٰ اور استقامت سے تابناک فرمادے، ہم سب کو اللہ والی زندگی نصیب فرما، یااللہ اولیاءِ صدیقین کی جو آخری سرحد ہے اختر کو میرے گھر والوں کو میرے سب احباب کو اور دوستوں کو وہاں تک پہنچا دے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.





## نفس کے بندے

چین اک پل کو بھی دلوں میں نہیں
گردنوں میں عذاب کے پھندے
دفن کر کے جنازہ عزت کا
خوار پھرتے ہیں نفس کے بندے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ

# یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ

یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ
مُبارک تجھے یہ قیامِ مدینہ

بھلا جانے کیا جام و مینائے عالم
ترا کیف اے خوش خرامِ مدینہ

مدینہ کی گلیوں میں ہر اک قدم پر
ہو مدِنظر احترامِ مدینہ

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ
بڑا لطف دیتا ہے نامِ مدینہ

نگاہوں میں سُلطانیت ہیچ ہو گی
جو پائے گا دل میں پیامِ مدینہ

سکونِ جہاں تم کہاں ڈھونڈتے ہو
سکونِ جہاں ہے نظامِ مدینہ

ہو آزاد اختر غمِ دو جہاں سے
جو ہو جائے دل سے غلامِ مدینہ

(مدینہ منورہ سے واپس ہوتے ہُوئے)



# آپ کا ذکر ہے دو جہاں میں!

آپ کا مرتبہ اس جہاں میں
جیسے خورشید ہو آسماں میں

دوستو یہ ہے شہرِ مدینہ
جس سے اسلام پھیلا جہاں میں

گر نہ صلِّ علیٰ ہو زباں پر
کیا اثر ہو گا آہ و فغاں میں

ورفعنا کا انعام یہ ہے
آپ کا ذکر ہے دو جہاں میں

شرط توحید کامل یہی ہے
عشق ہو آپ کا قلب و جاں میں

کوئی سمجھے گا کیا، غیر ممکن!
آپ کا رتبہ دونوں جہاں میں

سبز گنبد پہ جس کی نظر ہو
وہ بھلا جائے کس گلستاں میں

نام کیسا ہے پیارا محمدؐ
جن کے صدقے میں ایماں ہے جاں میں

یہ ہے فیضانِ نورِ نبوت
جو ہے اسلام سارے جہاں میں

کیا کہوں رفعتِ شانِ گنبد
کچھ نہیں دم ہے اختر زباں میں

ؐ صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۸۵

# طریقِ محبت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲، کراچی ۴۷ پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون: ۳۴۹۹۲۱۷۶



بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

# انتساب

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

# ضروری تفصیل

نامِ وعظ: طریقِ محبت

نامِ واعظ: عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالھم علینا الیٰ مأۃ و عشرین سنۃ

تاریخِ وعظ: ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۷ء، بروز جمعرات

وقت: بعد نمازِ عصر

مقام: یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، بالمقابل چڑیا گھر لاہور

موضوع: گناہوں سے بچنے کی تکلیف اٹھانا طریقِ محبت ہے

مرتب: یکے از خدام حضرت والا مدظلہم العالی (سید عشرت جمیل میرؔ صاحب)

کمپوزنگ: مفتی محمد عاصم صاحب مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال، کراچی

اشاعتِ اوّل: صفر المظفر ۱۴۳۱ھ مطابق جنوری ۲۰۱۰ء

تعداد: ۲۲۰۰

باہتمام: ابراھیم برادران سلمہم الرحمٰن

کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال نمبر ۲، کراچی

# فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# طریقِ محبت

نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَ مِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا وَمَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَاهَادِيَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِيۡنَ
(سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۱۹)

## راہِ خدا میں تیز رفتاری کا طریقہ

جب میں نے اس آیت کو پڑھا تو میرے دل میں فوراً اس کا ترجمہ یہ آیا كُوۡنُوۡا مَعَ الۡعَاشِقِيۡنَ کہ عاشقوں کے ساتھ رہو۔ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس گاڑی میں پیٹرول نہ ہو تو کب تک اس کو دھکا دیتے رہو گے، ارے انجن میں پٹرول ڈالو پھر دیکھو کیسا بھاگتی ہے کہ دھکے دینے والے جو پسینہ پسینہ ہورہے تھے وہ بھی اس میں بیٹھ جائیں گے لہٰذا کب تک خوف کے ڈنڈے سے عمل کرو گے، دل میں اللہ کی محبت کا پٹرول ڈلوالو پھر ایسا بھاگو گے کہ لوگ حیران رہ جائیں گے کہ بھئی یہ تو بہت ہی تیز رفتار جارہا ہے۔ اللہ کے عاشق دنیاوی رفتار کے لحاظ سے تو بالکل

سست اور کاہل معلوم ہوتے ہیں، لیکن آخرت کے کاموں میں وہ انتہائی تیز رفتار ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کارِ دنیا را ز کُل کاہل تر اند

در رہِ عقبیٰ ز مہ گو می برند

جنہوں نے اللہ کو پہچانا وہ آپ کو ساری دنیا میں سب سے زیادہ کاہل ملیں گے، مگر کس سے؟ دنیا کے کام سے۔ دنیا کے کاموں سے ان کا دل اُچاٹ ہو جاتا ہے لیکن آخرت کے کاموں میں ان کی رفتار چاند سے زیادہ تیز ہوتی ہے، لہٰذا یہ مت سمجھنا کہ وہ ہر لحاظ سے کاہل ہیں، وہ غیر اللہ سے کاہل ہیں مگر اللہ پر جان دیتے ہیں، کتنی ہی حسین لڑکی سامنے آجائے مجال ہے کہ وہ نظر اٹھا کر دیکھ لیں، فوراً نظر نیچی کرلیں گے، کوئی حسین لڑکا سامنے ہو تو نظر نیچی کرلیں گے۔ اگر کوئی نظریں نیچی نہیں کرتا تو یہ نیچا آدمی ہے، اللہ والا نہیں ہے، مولیٰ کی محبت اس پر غالب نہیں ہے، یہ گراؤنڈ فلور میں گھسنا چاہتا ہے، یہ بیوقوف واحمق ہے، اس کی عادتیں گندی ہیں، اللہ والے ہمیشہ اپنے مولیٰ پر فدا رہتے ہیں اور ہر وقت اپنی جان خدا پر نثار کرتے رہتے ہیں۔ اور جان کیسے دیتے ہیں؟ خودکشی نہیں کرتے، اپنی آرزو اللہ پر فدا کرتے ہیں جس خوشی سے مولیٰ ناراض ہوتا ہے کہ اس شکل کو دیکھ لو یہ لڑکا یا لڑکی بہت حسین ہے وہ اپنی اس بری خواہش کو اللہ کے حکم کی تلوار سے کاٹتے رہتے ہیں۔

## دل میں دریائے خون کب بہتا ہے؟

آہ! حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! تم کیا جانو اللہ والوں کے مجاہدات کو ؎

اے ترا خارے بپا نہ شکستہ کے دانی کہ چیست

حالِ شیرانے کہ شمشیرِ بلا بر سر خورند

تمہارے پیر میں تو کبھی کانٹا بھی نہیں چبھا تم کیا جانو ظالمو! ان اللہ والے شیروں کو، ان شیروں کا حال تمہیں کیا معلوم جو ہر وقت اللہ کے حکم کی تلوار کھاتے رہتے ہیں اور ان کے دل میں دریائے خون بہتا ہے۔ حاسدین چاہتے ہیں کہ غیبت کرکے، حسد کرکے اللہ والوں کے چراغ کو بجھادیں۔ اس پر میرا شعر ہے ؎

ایک قطرہ وہ اگر ہوتا تو چھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

ایک قطرۂ خون تو خاک سے چھپ سکتا ہے لیکن خون کا دریا کیسے پاٹو گے؟ جو ہر وقت اپنی آرزو کا خون کرتے رہتے ہیں، ہر وقت اپنی نظر کو بچا کر اپنی جان کو اللہ پر فدا کرتے رہتے ہیں اور فدا کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ جان میں حرام لذت نہ آنے دو، جان کی بازی لگادو، دیکھنے کو کتنا ہی دل چاہے ارادہ کرلو کہ اس شکل کو نہیں دیکھنا اور دل سے کہہ دو کہ اے دل تو میرا خدا نہیں ہے، میں بھی بندہ ہوں تو بھی بندہ ہے، بندے کا ہر جز بندہ ہے، تو کیسے اپنے مولیٰ کے حکم کو توڑ کر اپنی خوشی کو پوری کرسکتا ہے، میں تجھ کو توڑ دوں گا مولیٰ کے حکم کو نہیں توڑوں گا۔

## اللہ تعالیٰ کے قرب کا سورج کب طلوع ہوتا ہے؟

دہلی میں مومن نام کا شاعر تھا، اس کا ایک دوست تھا آرزو، وہ بدعتی تھا اور مؤمن اللہ والوں سے بیعت ہوگئے تھے لیکن اس پرانے دوست کی یاد آتی رہتی تھی، تنگ آکر ایک دن اپنے دل سے کہا ؎

لے آرزو کا نام تو دل کو نکال دیں
مؤمن نہیں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

اے دل اگر تو نے میرے پرانے دوست آرزو کا نام لیا تو تجھ کو سینے سے نکال دوں گا۔ تو جب گندے کام کو دل چاہے، کسی نمکین یا حسین کو دیکھنا چاہے اس وقت دل کو مضبوطی سے یہ کہو کہ اے دل تجھ کو توڑ دوں گا اللہ کے حکم کو نہیں توڑوں گا،

تو بندہ ہے، وہ میرا مولیٰ، میرا پالنے والا ہے، اس نے ہم کو یہ آنکھیں دی ہیں، تیرے کہنے سے میں اس کو کیسے غلط استعمال کروں؟ جو ہر وقت خونِ آرزو پیتے ہیں ان کا دل لال ہو جاتا ہے۔ جب مشرق لال ہوتا ہے تو سورج نکلتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے قرب کا سورج اُنہیں کے دلوں میں طلوع ہوتا ہے جو اپنی ناجائز آرزوؤں کا خون کرتے رہتے ہیں اور ان کے دل کے چاروں اُفق مشرق، مغرب، شمال، جنوب لال ہو جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کے قلوب میں ہر طرف سے اپنے قرب کا سورج طلوع فرماتے ہیں۔

## اللہ تعالیٰ پر فدا ہونے کا صحیح راستہ

دیکھو دوستو! اگر اللہ پر فدا نہ ہوئے تو کس پر فدا ہو گے؟ ان مرنے والوں پر؟ فدا ہونے کی دو ہی فیلڈ ہیں یا تو مولیٰ پر فدا ہو جاؤ یا لیلیٰ پر۔ اگر لیلیٰ پر فدا ہوئے تو کیا حاصل۔ اگر ابھی تمہارے گردے بیکار ہو جائیں تو ہے کوئی لیلیٰ جو تمہارے کام آئے، وہ تمہیں صحت دے سکتی ہے؟ جس کو رات دن دیکھتے تھے۔ کراچی میں ایک دوست میرے پاس آیا، میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا منظور کالونی میں، تو میں نے کہا کہ منظور کالونی میں رہنا ناظر کالونی میں نہ جانا یعنی نظر کو خراب نہ کرنا، تو وہ صاحب بہت ہنسے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ایک اصلاحی شعر ہو گیا۔

اختر وہی اللہ کا منظورِ نظر ہے
دنیا کے حسینوں کا جو ناظر نہیں ہوتا

## عشقِ مجازی میں بے سکونی ہے

یہ نہ سمجھو کہ اللہ والوں کے سینوں میں دل حساس نہیں ہوتا، جو صوفی یہ کہے کہ ہم کو ساری لڑکیاں بجلی کا کھمبا معلوم ہوتی ہیں تو سمجھ لو کہ اس کا کھمبا کمزور

ہے، اللہ والوں کے دل میں حسن و عشق کا سنگم اور دریا بہتا ہے لیکن وہ اللہ کے نام پر اپنی خواہشات کو ذبح کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے ہر لمحۂ حیات ان کی روح و جان و زندگی پر زندگی برستی رہتی ہے۔ حکیم الامت کے اکثر وعظ میں یہ شعر آپ پائیں گے ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

جو لوگ اپنی خواہش کو کاٹتے رہتے ہیں عالمِ غیب سے ان کی جان پر بے شمار جان برستی ہے، ان کی زندگی پر بے شمار زندگی برستی ہے اور جو مرنے والوں پر مرتے ہیں ان کے اوپر بے شمار موت برستی ہے، ان کے پاس رہ کر دیکھ لو، وہ کروٹیں بدلتے ہیں، بے چین تڑپتے رہتے ہیں، نیند نہیں آتی تو ویلیم فائیو کھاتے ہیں۔ اس پر میں کہتا ہوں کہ کیوں دیکھی کسی کی وائف کہ کھانی پڑی ویلیم فائیو اور خراب ہوگئی تمہاری لائف اور ہر وقت چبھتا ہے جگر میں اس کا نائف۔ واللہ! قسم کھا کر اختر کہتا ہے بحیثیت ایک مربی اور ایک مسلمان کے، میں ستر سال کی عمر تک طبیب بھی رہا ہوں، حکمت بھی کی ہے، آج تک میرے پاس جتنے نوجوان بچے آئے سب نے یہی کہا کہ ان لیلاؤں نے مجھے مار ڈالا ؎

مار ڈالا تماش بینوں نے
زہر کھلوا دیا حسینوں نے

ہم پریشان ہیں، نیند تک نہیں آرہی۔

## ولی اللہ بننے کا آسان طریقہ

جس نے مولیٰ کو چھوڑا اور غیر اللہ سے دل لگایا تو حکیم الامت تھانوی کے الفاظ ہیں سن لو اے جوانو! آج رومانٹک دنیا کا بہت بڑا سیلاب آرہا ہے، جو اس کا علاج نہیں بیان کرے گا سمجھ لو کہ وہ طریق سے واقف نہیں ہے، رومانٹک دنیا کا

سیلاب بہہ رہا ہے، ہر طرف بے پردگی و عریانی ہے لہٰذا آج کل ولی اللہ بننا بہت آسان ہے، ہر وقت نظر بچاؤ اور ایمانی حلوہ کھاؤ۔ حدیث شریف کا وعدہ ہے کہ جو نظر بچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں حلاوتِ ایمانی عطا کرتا ہے اور محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ حلاوتِ ایمانی دیتا ہے تو واپس نہیں لیتا فِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی بَشَارَۃِ حُسْنِ الْخَاتِمَۃِ تو معلوم ہوا کہ نظر بچانے سے ایمان پر خاتمہ بھی نصیب ہوگا اور جو نظر نہیں بچاتے ان کا خاتمہ بھی خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

## عشقِ مجازی کے سبب سوءِ خاتمہ

علامہ ابن قیم جوزی کا ایک واقعہ حکیم الامت نے اپنے وعظ میں نقل فرمایا ہے کہ ایک شخص نے ایک حسین کو دیکھا، اس کے دل میں اس کی شکل اُتر گئی، جب مرتے وقت اس شخص کو کلمہ پڑھایا گیا تو اس ظالم نے کہا۔

رِضَاکَ اَشْھٰی اِلٰی فُؤَادِیْ
مِنْ رَّحْمَۃِ الْخَالِقِ الْجَلِیْلِ

اے معشوق! اے محبوب! تیرا خوش ہونا مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے زیادہ عزیز ہے اور وہ اسی کفریہ جملے پر مر گیا۔ اس لیے یاد رکھو کہ غیر اللہ کو دل سے نکالو ورنہ موت کے وقت کلمہ کے بجائے یہی نکلنے کا اندیشہ ہے کہ کوئی حسین لاؤ۔ جب ہم ساری زندگی مرنے والوں پر مرتے رہے تو اب زندہ حقیقی کا کلمہ کیسے نکلے گا؟

## اللہ تعالیٰ گناہوں کے انبار معاف کرنے پر قادر ہیں

اس لیے اگر اطمینان سے رہنا ہے، چین سے رہنا ہے، پرسکون رہنا ہے، بالطف رہنا ہے تو اعمالِ صالحہ کی فکر کرو اور اگر کبھی گناہ ہو جائے تو جلدی سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرلو، توبہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ بگڑی بنا دیتا

ہے۔ جب خطا ہو جائے اللہ سے خوب روؤ، اللہ تعالیٰ کبھی یہ نہیں فرمائیں گے کہ کب تک تمہاری توبہ قبول کروں، میں تمہاری توبہ قبول کرتے کرتے تھک گیا ہوں، اللہ تھکتا نہیں ہے، ایک کروڑ گناہ کو بھی اللہ معاف کرنے پر ویسے ہی قادر ہے جیسے کسی کے ایک گناہ کو معاف کردے، کسی کا ایک گناہ ہو یا کسی کے دس کروڑ گناہ اللہ کو معاف کرنا کچھ مشکل نہیں، اللہ کی ہر صفت غیر محدود ہے۔

## وصول الی اللہ کا راستہ

مولیٰ کا راستہ بتلا رہا ہوں، اگر مولیٰ چاہتے ہو تو نظر کی حفاظت کرو اور دل کی حفاظت کرو، دل میں بھی گندے خیالات مت لاؤ، ایسے دل میں مولیٰ آئے گا جس میں مردے پڑے ہوئے ہیں؟ اگر یہاں کفنائے ہوئے کچھ مردے پڑے ہوں اور خانقاہ کا ناظم آپ کے لیے کباب اور بریانی کی دعوت کا اعلان کردے تو آپ کہیں گے کہ یہاں جو مردے پڑے ہوئے ہیں ان کی موجودگی میں مجھ سے کھانا نہیں کھایا جائے گا، مجھے قے ہو جائے گی لہٰذا جن کے دل میں مردے لیٹے ہوئے ہیں، غیر اللہ یعنی حسینوں کی محبت گھسی ہوئی ہے، بتاؤ! یہ حسین مردے ہیں کہ نہیں؟ یہ کسی دن مریں گے یا نہیں؟ دیکھ لو لیلیٰ کی قبر کھود کر اور مجنوں کی قبر کھود کر، نہ لیلیٰ کا نمک پاؤ گے نہ مجنوں کی سوکھی ہوئی ہڈیاں ملیں گی جو لیلیٰ کے غم میں رو رو کر لاغر ہو گیا تھا، نہ ساغرِ لیلیٰ ہے نہ لاغرِ مجنوں ہے۔

## عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے

اس لیے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ نوٹ کر لینا کہ غیر اللہ کو دیکھنا اور دل لگانا یعنی عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے۔ یاد رکھو! میں یہ مضمون سارے عالم میں بیان کر رہا ہوں اور جو جوان بچے ہیں آج میرا شکریہ

ادا کر رہے ہیں اور جو بڈھے ریٹائرڈ ہوگئے یا آؤٹ آف اسٹاک ہیں وہ بھی اس کو غیر ضروری نہ سمجھیں، اپنی امت کے جوانوں کی حفاظت کو بھی ضروری مضمون سمجھیں مگر حکیم الامت نے فرمایا کہ بڈھوں کو بھی نظر بچانا چاہیے کیونکہ بڈھی کار کی بریک میں لوزنگ آجاتی ہے، بریک مارتا ہے یہاں اور رکتی ہے وہاں دس قدم کے بعد۔ لہٰذا بڈھوں کو بھی نظر بچانا چاہیے کیونکہ نظر میں کچھ خرچ بھی نہیں ہوتا لیکن یہ آنکھوں کا زِنا ہے، آنکھوں کا زِنا نظر بازی ہے، یہ کس کا ارشاد ہے؟ سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو نظر نہیں بچاتا آنکھوں کا زنا کرتا ہے، آنکھوں سے زِنا کرنے والا ولی اللہ ہوسکتا ہے؟

## بدنظری احمقانہ گناہ ہے

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ بدنظری احمقانہ گناہ ہے، بے وقوفی کا گناہ ہے کیونکہ نظر باز کچھ نہیں پاتا، نہ ملنا، نہ جلنا دیکھ کر تڑپنا، پرایا مال دیکھ کر دل تڑپانا اور اپنے کو جلانا اور کچھ نہ پانا، پائے گا وہی جو اپنی حلال کی ہے اور جس کی حلال کی بیوی بھی نہیں ہے وہ کہاں جائے؟ اس کا علاج یہ ہے کہ نظر بچاؤ، ان شاء اللہ ہائے ہائے ختم ہوجائے گی اور وسوسہ تک نہیں آئے گا، یہ سارا مرض بدنظری سے ہوتا ہے، نہ دیکھو کسی کا نمک، نہ چمک، نہ اس کی دمک، نہ تمہارے ایمان کو کھائے دیمک اور ایک ایک نظر بچانے میں اتنا مزہ آئے گا ان شاء اللہ واللہ قسم کھا کے کہتا ہوں کہ ہر نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے، آپ کے سینے میں نور کا دریا بہے گا اگرچہ خون کا دریا نفس میں بہہ رہا ہے، جب نفس میں خونِ آرزو کا دریا بہتا ہے تو روح میں نور کا دریا بہتا ہے۔

## بے کلی سے نجات کی راہ

جو لوگ تقویٰ سے رہتے ہیں، حسینوں سے نظر کو بچاتے ہیں، چاہے

ہوائی جہاز میں ائیر ہوسٹس ہو یا ریلوے اسٹیشن پر یا مارکیٹنگ کرتے ہوئے انارکلی میں، کسی کلی کونہیں دیکھتے تو وہ بے کلی میں نہیں رہتے، اللہ تعالیٰ ایسے دلوں کو پُر بہار رکھتا ہے جو اللہ کے لیے اپنی جان کو فدا کرتے رہتے ہیں۔ مولیٰ سے بڑھ کر کون ہے وہ ذات جس پر ہماری جان فدا ہو، ابھی جوانی سنبھال لو کیونکہ جوانی کی عادتیں اگر خراب ہو جائیں گی تو بڑھاپے تک اصلاح مشکل ہو جائے گی۔

## گناہوں سے جلد توبہ کریں

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک محلے میں کسی گھر کے دروازے پر ایک کانٹے دار درخت اُگ گیا، محلے والوں نے گھر والے سے کہا کہ جلدی اُکھاڑو، اس نے کہا کہ کل اُکھاڑوں گا، جب کل آئی تو پھر کہا کہ کل اُکھاڑوں گا، کل کل کرتے ہوئے ایک سال ہو گیا اور درخت کی جڑ مضبوط ہو گئی اور اکھاڑنے والا کمزور ہو گیا اب درخت اُکھاڑ رہا ہے تو پسینے پسینے ہو رہا ہے۔ پس توبہ کرنے میں جتنی دیر کرو گے بری عادتوں کی جڑ گہری ہوتی جائے گی پھر گناہوں کی اصلاح مشکل ہو جائے گی لہٰذا بہت جلد توبہ کرو اور بری عادتوں کی جڑ مضبوط نہ ہونے دو۔

نکالو یادِ حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

## کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی عجیب شرح

دل اللہ کا گھر ہے بتوں کا مندر نہیں ہے لہٰذا جلد غیر اللہ سے جان چھڑاؤ یہ لا الٰہ ہے اور اللہ سے دل چپکاؤ یہ الا اللہ ہے، یہ کلمہ کی تعریف ہے۔

لیکن غیر اللہ سے جان چھڑانا اور دل کو اللہ سے چپکانا، یہ کیسے ہوگا؟ محمد رسول اللہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر، یہ کلمہ کی تفسیر

ہے۔ تو ہمارا ہر عمل سنت کے مطابق ہو، اب ایک شخص عصر کے بعد نفلیں پڑھ رہا ہے جبکہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ عصر کے بعد نفل نماز جائز نہیں لیکن یہ کہہ رہا ہے کہ ہم تو اللہ میاں سے دل کو خوب چپکا رہے ہیں، اس کا یہ عمل مقبول نہیں، عمل وہ مقبول ہے جو سنت کے مطابق ہو، سنت کے خلاف کوئی عمل مقبول نہیں۔ اس لیے ہر عمل سنت کے مطابق ہو۔

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

## گناہ کرنا اللہ تعالیٰ سے بے وفائی ہے

اور سن لو کہ گناہ کرنا اللہ سے بے وفائی بھی ہے، جو شخص نافرمانی کر کے حرام خوشیاں اپنے قلب میں امپورٹ کرتا ہے یہ حرام خور اور نمک حرام ہے۔ جو اللہ کی ناخوشی کی راہوں سے اپنے دل میں حرام خوشی لاتا ہے یہ شخص خدا تعالیٰ کے رجسٹر میں بے وفا ہے، آپ خود بتائیے بے وفا ہے یا نہیں؟ کیونکہ کھاتا ہے اللہ کی اور گاتا ہے نفس و شیطان کی، اس کو روٹی کون دیتا ہے؟ اگر دو دن روٹی نہ ملے تو نظر آئے گا کوئی حسین؟

## مصیبت میں عشقِ مجازی کا بھوت اتر جاتا ہے

حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ دمشق میں عشق بازی کا رواج بڑھ گیا تو اللہ نے اس کے عذاب میں قحط ڈالا، بارش بند ہوگئی اور غلہ ختم ہوگیا، جب دس پندرہ دن کھانا نہیں ملا تب مولانا سعدی شیرازی فرماتے ہیں کہ ان عاشقوں سے پوچھا گیا کہ روٹی لاؤں یا معشوق؟ تو انہوں نے کہا معشوقوں کے منہ پر جھاڑو مارو اور روٹی لاؤ، آج تو روٹی کا چمہ لینے کو جی چاہتا ہے، ہمیں گال وال نہیں چاہئیں، گال سے تو ہم بدحال ہو رہے ہیں، اس وقت ہمیں روٹی اور شیر مال چاہیے۔ آہ دوستو! جو اللہ رزق دیتا ہے اس کی روٹی کھا کر

گناہ کرنے والا نہایت ہی بے وفا ہے۔

## اللہ کے عاشقین باوفا ہوتے ہیں

اب سنو کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا ترجمہ جو میرے قلب کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ کُوْنُوْا مَعَ الْعَاشِقِیْنَ میرے عاشقوں کے ساتھ رہو۔ اب اس کا ثبوت بھی تو ہونا چاہیے کہ جتنے متقی بندے ہیں سب باوفا ہیں، اللہ کے سب عاشقین باوفا ہیں، بغیر عشق کے کوئی باوفا ہو ہی نہیں سکتا۔ دلیل سنئے! جب کچھ لوگ اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ جو اسلام سے مرتد ہو گئے یہ بے وفا ہیں، ان کے مقابلے میں ہم ایک قوم پیدا کریں گے جو اہلِ محبت ہو گی فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ ہم مرتد ہونے والے، بے وفاؤں اور غداروں کے مقابلے میں اہلِ وفا پیدا کریں گے۔ دلیل کیا ہے؟ یُحِبُّھُمْ اللہ ان سے محبت فرمائیں گے وَیُحِبُّوْنَہٗ اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔

علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو پہلے کیوں بیان کیا اور صحابہ کی محبت کو بعد میں کیوں نازل کیا اس میں کیا راز ہے؟ راز یہ ہے کہ صحابہ کو معلوم ہو جائے اِنَّھُمْ یُحِبُّوْنَ رَبَّھُمْ بِفَیْضَانِ مَحَبَّۃِ رَبِّھِمْ اے صحابہ یہ جو تم اپنے رب سے محبت کر رہے ہو یہ تمہارے رب کی محبت کا فیضان ہے، تمہارے رب کی محبت کا صدقہ ہے، یہ انہی کا کرم ہے ؎

مری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

اسی لیے اللہ نے اپنی محبت کو مقدم فرمایا۔ ایک بزرگ نے اسی مضمون کو بیان کیا ؎

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اسی کو یادِ یار آئی

## اللہ کا باوفا بندہ کیسے بنیں؟

تو یہ اہلِ وفا، اہلِ محبت کون ہیں؟ جو اہلِ محبت کے ساتھ رہے گا اہلِ وفا بننے کی نیت سے، سموسے پاپڑ کھانے کے لیے نہیں، طرح طرح کے پہاڑ اور مناظر کو دیکھنے کے لیے نہیں، جو خالقِ مناظرِ کائنات کے لیے سفر کرتا ہے اور جان کی بازی لگاتا ہے لیکن جو شخص اپنی جان پر اللہ کے راستے کا غم نہیں اٹھاتا اور اپنی جان کو اللہ پر فدا نہیں کرتا اس ظالم کو روٹیاں کھا کر جان بنانا جائز نہیں کیونکہ اس کی جان غیر اللہ پر فدا ہو رہی ہے، جان بنانا اُن کے لیے جائز ہے بلکہ مستحب ہے بلکہ فرض ہے جو اللہ پر فدا ہوتے رہتے ہیں۔ جو اللہ کی روزی کھا کر غیر اللہ پر مرتا ہے اور نظر بازی کرتا ہے یہ جان نالائق جان ہے اور ایسے شخص کے لیے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی ہے، مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے:

﴿لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ﴾

(مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح)

اے اللہ لعنت فرما اس شخص پر جو نظر بازی کرتا ہے یعنی اسے اپنی رحمت سے دور کردے جو حسینوں کو تانک جھانک کرتا ہے تو نبی کی لعنت جس پر رہے گی وہ چین پائے گا؟ اس کو چین ملے گا؟ اسی لیے کہتا ہوں کہ واللہ ثم واللہ جتنے رومانٹک دنیا والے ہیں اور حسینوں کے چکر میں ہیں وی سی آر دیکھتے ہیں یا سینما دیکھتے ہیں یا ننگی فلمیں دیکھتے ہیں ان کے سر پر قرآن شریف رکھ کر پوچھو کہ تم چین سے ہو یا پریشان ہو اور اللہ والوں سے پوچھو، جو توبہ کر کے خانقاہوں میں آگئے ان سے پوچھو کہ خانقاہوں میں آکر تم کو کیا مزہ ملا؟ مولیٰ کے ملنے سے تم کیا مزہ ملا؟ اور لیلیٰ کے ملنے سے تم کیا سزا ملی؟ ایک طرف سزا ہے اور ایک طرف مزہ ہے۔

اس لیے دوستو! اللہ پر مرنا سیکھو، جو اللہ پر مر رہے ہوں اُن اہلِ وفا کی

صحبت میں رہو، اللہ تعالیٰ نے بے وفاؤں کے مقابلے میں اہلِ محبت کی جو آیت نازل فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ اہلِ محبت کبھی بے وفا نہیں ہو سکتے، اگر محبتِ کاملہ ہے خالی ناقص محبت نہیں لہٰذا اہلِ محبت کی صحبت میں رہو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ اہلِ وفا ہو جائیں گے بشرطیکہ نیت بھی ہو اہلِ وفا بننے کی، خالی دستر خوان پر ٹھونسنے کے لیے حرام خوری کے لیے نہ رہو، اگر جان بناتے ہو تو جان کی بازی لگانا بھی سیکھو، جو رزق کھاتا ہے اس پر جان دینا فرض ہے کہ جب اللہ کی کھاؤ تو اللہ کی گاؤ، یہ کیا بات کہ کھاتے اللہ کی ہو اور طاقت اللہ کی روٹی سے لیتے ہو اور طاقت کو اللہ کے غضب اور ناراضگی کے اعمال میں استعمال کرتے ہو۔ اللہ نے تقویٰ کی ہمت دی ہے، طاقت دی ہے، اگر گناہ سے بچنے کی طاقت نہ ہوتی تو تقویٰ فرض ہی نہ ہوتا کیونکہ کمزوروں پر تقویٰ فرض کرنا ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے لہٰذا سب کے اندر طاقت موجود ہے۔

اگر کوئی کہے کہ صاحب میں حسینوں کو دیکھ کر بالکل پاگل ہو جاتا ہوں تو ایک ایس پی پستول سے نشانہ لیے ہوئے کھڑا ہو اور اس نظر باز سے کہے کہ سنا ہے آپ کو نظر مارنے کی بہت عادت ہے، یہ میرا حسین بیٹا ہے اور یہ میری حسین بیٹی ہے، اب ذرا انہیں دیکھ کر دکھاؤ، تب وہ کہے گا کہ صاحب میرا سارا بھوت اتر گیا، مجھے نظر بچانے کی پوری طاقت ہے۔ یہ سب بدمستی ہے، یہ خدا کے قہر کے سائے میں ہے۔

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جس کو خدا اپنے قہر اور عذاب میں مبتلا کرتا ہے وہی یہ سب بدمعاشی کی، نظر بازی کی باتیں کرتا ہے، غیر اللہ سے وہی دل لگاتے ہیں جن پر خدا کا عذاب ہوتا ہے۔ مگر یہ عجیب مرض ہے کہ جب تک جان نہیں لڑائے گا جان نہیں چھڑا سکتا۔ یہ جملہ یاد رکھ لینا کہ جو جان لڑا دیتا ہے وہ جان چھڑا لیتا ہے، جب جان کی بازی لگانے کا ارادہ کر لو کہ جان دے دیں گے مگر اللہ کو ناراض نہیں کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ ولی اللہ ہو جائیں گے اور اللہ

کی مدد بھی آجائے گی۔

بس اب دعا کرلو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہلِ محبت بنائے، اہلِ وفا بنائے، وفاداری عطا فرمائے، نالائق بندگی اور نافرمانی کی زندگی سے اللہ ہم کو پاک فرما کر فرمانبردار بنادے، باوفا بنادے، اللہ والا بنادے اور اللہ والوں کی صحبت میں رہنے کی توفیق بھی دے، خالی جمعہ جمعہ آٹھ دن صحبت سے فائدہ نہیں ہوتا، اللہ والوں کے ساتھ رہنے کے لیے ایک زمانہ چاہیے ان شاء اللہ پھر دیکھو کیسے اللہ والے نہیں بنتے، جو اللہ والوں کا بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے پیار کرتا ہے۔

بخاری شریف کی شرح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ یہ ابھی ہمارا پورا نہیں بنا مگر ہمارے کا ہمارا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنا بنالیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ والی حیات عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا بنالے اور میری حاضری کو قبول فرمائے اور جتنے لوگ بیٹھے ہیں اللہ اختر کو، میری اولاد ذرّیات کو، آپ سب کو اور احبابِ حاضرین کو بھی اور احبابِ غائبین کو بھی اور آپ سب کی اولادوں کو بھی اور گھر والوں کو بھی نسبتِ اولیاء صدیقین عطا فرمائے، آمین۔

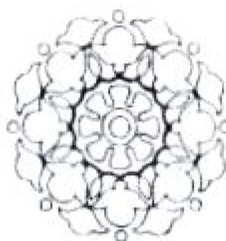
وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



# یہ زمیں جیسے ہے آسماں میں

جس سے ہیں آپ خوش اس جہاں میں　　وہ شب و روز ہے گلستاں میں
دیکھ کر میرے اشکِ ندامت　　ابرِ رحمت کی بارش ہے جاں میں
آپ کا سنگِ در اور مرا سر　　حاصلِ زندگی ہے جہاں میں
سارے عالم کی لذت سمٹ کر　　آگئی ہے ترے آستاں میں
لذتِ ذکرِ حق اَللہ اَللہ　　اور کیا لطف آہ و فغاں میں
کیا کہوں قربِ سجدہ کا عالم　　یہ زمیں جیسے ہے آسماں میں
برق گرنا مگر رُخ بدل کر　　آہ سُنتا ہوں میں آشیاں میں
عالمِ غیب کا یہ کرم ہے　　چشمِ بینا دیا قلب و جاں میں
درسِ تسلیم و خونِ تمنا　　ہے نہاں عشق کی داستاں میں

لذت قرب بے انتہا کو
کِس طرح لائے اختر زباں میں



# ترے در پر ترا بندہ بہ امید کرم آیا

کرم سے ان کے میرے سامنے ان کا حرم آیا
ہماری زندگی کا وقت وقتِ مغتنم آیا

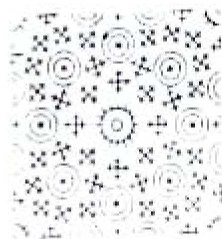
کرم سے ربِّ کعبہ کے دعائیں رد نہیں ہوتی
نظر کے سامنے قسمت سے میری ملتزم آیا

یہاں کا ذرہ ذرہ مظہرِ انوارِ کعبہ ہے
یہ مالک کا کرم ہے اس پہ جو اُس کے حرم آیا

اگرچہ پُرخطا ہے پر کہاں جائے ترا بندہ
ترے در پر ترا بندہ بہ اُمید کرم آیا

زبانِ شکر قاصر ہے لغت میں دم نہیں اختر
مری اُمید سے زیادہ نظر اُن کا کرم آیا

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ اندرون

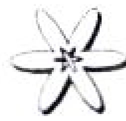


سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۸۶

# حقانیتِ اسلام

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲ کراچی ۴۷ پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون: ۳۴۹۹۲۱۷۶



بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے | محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے | جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

# انتساب

**احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات**

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

**صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں**

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

# ضروری تفصیل

نامِ وعظ: حقانیتِ اسلام

نام واعِظ: عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالهم علینا الٰی مأة و عشرین سنة

تاریخ وعظ: ۲۷/رجب ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۹۷ء، بروز جمعۃ المبارک

وقت: ساڑھے گیارہ بجے دوپہر

مقام: مسجدِ اشرف واقع خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال نمبر۲ کراچی

موضوع: آیت غلبت الروم حقانیتِ اسلام کا ثبوت

مرتب: یکے از خدام حضرت والا مد ظلہم العالی (سید عشرت جمیل میر صاحب)

کمپوزِنگ: مفتی محمد عاصم صاحب، مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

اشاعتِ اوّل: صفر المظفر ۱۴۳۱ھ مطابق جنوری ۲۰۱۰ء

تعداد: ۱۲۰۰

ناشر: کُتب خانہ مَظہَری

گلشن اقبال-۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

# فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حقانیتِ اسلام

نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا وَمَنْ یَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

فَاَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

(سورة الروم، آیات: ۱-۲-۳-۴)

## دین سے دوری............عقل سے محرومی

آج کل ہر وقت، ہر جگہ، ہر سڑک، ہر اسٹیشن پر عریانی اتنی بڑھ گئی ہے اور بے پردگی ایسا فیشن میں داخل ہوگئی ہے کہ اب مسلمان خواتین کو بھی بے پردگی سے شرم نہیں آتی۔ جب میں ناظم آباد میں تھا تو ایک بڑھیا جس کے منہ میں دانت نہیں تھے لیکن پیٹ میں آنت تھی وہ خود تو پورے برقع میں تھی لیکن اس کی اٹھارہ بیس سال کی لڑکی بالکل بے پردہ تھی۔ میں نے کہا کہ بڑی بی تم تو بڈھی ہو تم کو کون دیکھے گا، تمہارے منہ میں دانت نہیں، گال چپٹے ہو رہے ہیں لیکن جس کو پردہ کرنا چاہیے اس کو تم نے بے پردہ کر رکھا ہے۔ کیا کہیں عقل کھوپڑی سے غائب ہوگئی ہے، عقل بھی بزرگوں کی صحبت سے ملتی ہے ۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

آپ خود بتائیں کہ جوان لڑکی کو پردے کی ضرورت ہے یا بڑھیا کھوسٹ کو جس کے گیارہ نمبر کا چشمہ لگا ہوا ہے، گال پچکے ہوئے ہیں، منہ میں دانت بھی نہیں ہیں، اس کو کون دیکھے گا؟ جس کو کوئی نہ دیکھے وہ تو پردے میں ہے اور جس کو سب دیکھیں وہ بے پردہ ہے، کیا حماقت کی بات ہے۔ بتایئے! جس کی جیب میں ایک پیسہ نہیں ہے وہ تو زپ (Zip) لگائے ہوئے ہے اور جیب پر ہاتھ بھی رکھے ہوئے ہے اور جس کی جیب میں نوٹوں کی گڈیاں ہیں وہ ململ کے باریک کرتے کی جیب سے اپنے نوٹوں کی نمائش کر رہا ہے کہ اے جیب کترو! اے ڈاکوؤ! دیکھ لو یہ ہے مال۔

میرے شیخ و مرشد مولانا شاہ ابرار الحق صاحب فرماتے ہیں کہ تم آدھا کلو گوشت لے کر چلتے ہو تو تھیلے میں اندر رکھتے ہو تا کہ چیل اس کو اُڑا نہ لے جائے، گھر میں آدھا کلو دودھ رکھتے ہو تو ڈھک کے رکھتے ہو کہ بلی نہ پی جائے اور روٹیاں رکھتے ہو تو ڈھک کے رکھتے ہو کہ چوہے نہ کترلیں۔ تو چوہوں سے روٹیوں کی حفاظت ضروری، بلی سے دودھ کی حفاظت ضروری، چیلوں سے گوشت کی حفاظت ضروری اور جیب کتروں سے نوٹوں کی حفاظت ضروری ہے تو کیا جوان بیٹیوں اور جوان بہوؤں کی حفاظت ضروری نہیں ہے؟

ناظم آباد کے ایک کالج کے باشرع پرنسپل نے بتایا کہ ایک لڑکی تین دن سے اپنے گھر نہیں گئی، ایک دن اس کے ابا نے آ کر مجھ سے پوچھا کہ وہ پڑھنے آتی ہے؟ رجسٹر میں اس کی حاضری ہے یا نہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں صاحب ہر روز آتی ہے، پورے وقت پڑھتی ہے لیکن شام کو گھر نہیں جاتی، اپنے کسی کلاس فیلو کے یہاں جاتی ہے تو ابا جان کہتے ہیں کہ نو پرابلم (No Problem)

پڑھتی تو ہے نا، بس ٹھیک ہے، پڑھنے کے بعد، تعلیم کے ٹائم کے علاوہ جہاں چاہے جائے مجھے کوئی غم نہیں، بس تعلیم میں نقصان نہ ہو۔ یہ ہے بابا جان کی غیرت اور ابا جان کی حیا و شرم کا جنازہ دفن ہونے کا قبرستان۔

جو شخص اللہ سے جتنا دور ہوگا اتنا ہی عقل سے محروم ہوگا کیونکہ عقل کا خالق اللہ ہے جو اس مالک کو راضی کو رکھتا ہے تو اس کے دماغ میں جو عقل ہے اس کا کنکشن اور رابطہ خالقِ عقل سے رہتا ہے اور جو خدا کو بھولے ہوئے ہیں ان کی کھوپڑی عقل سے محروم ہے۔ لہٰذا دیکھ لو جتنی بڑھیاں ہیں وہ خود تو برقع میں ہیں اور اپنی جوان بیٹیوں کی نمائش کرتی ہوئی لے جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عقلِ سلیم عطا فرمائے۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو لڑکیاں اور عورتیں بے پردہ نکلتی ہیں ان پر بھی اللہ کی لعنت ہے:

﴿لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ﴾

(مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح)

اللہ لعنت کرے اس پر جو (حرام کو مثلاً نامحرم لڑکی یا امرد کو) دیکھتا ہے اور جو اپنے کو دِکھاتا ہے یا دِکھاتی ہے یعنی منظور اور منظورات دونوں پر لعنت برستی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو تو مار رہا ہے اور دوسری عورتوں سے دل لگا رہا ہے۔ یاد رکھو! اللہ کی نافرمانی کے ساتھ چین کا تصور کرنے والا بین الاقوامی گدھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾

(سورۃ طٰہٰ، آیت: ۱۲۴)

جو میری نافرمانی کرتا ہے اس کی زندگی تلخ کردی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حقیقت پر ایمان لانے کی توفیق دے اور مالک کو ناراض کر کے حرام لذتوں کی چوریوں اور کمینے پن سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

ابھی جو میر صاحب نے پڑھ کے سنایا کہ اللہ کے راستے میں، گناہ سے بچنے میں یعنی اللہ کی نافرمانی سے اپنے کو بچانے میں مثلاً بے پردہ عورتوں سے نظر بچانے وغیرہ جتنے بھی احکامِ شریعت ہیں انہیں بجالانے میں اگر ایک ذرّہ غم دل کو پہنچ جائے تو سارے عالم کی خوشیوں سے اللہ کے راستے کا وہ ذرّۂ غم اعلیٰ ہے ۔

دامنِ فقر میں مرے پنہاں ہے تاجِ قیصری
ذرّۂ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اگر اللہ کے راستے میں ایک کانٹا چبھ جائے تو وہ سارے عالم کے پھولوں سے افضل ہے، اللہ کے راستے کا ایک ذرّۂ غم سارے عالم کی خوشیوں سے افضل ہے۔

تو میرے دوستو اور عزیزو! آج اللہ کی دوستی کا فقدان، اولیاء اللہ کی کمی کا سبب اللہ کی نافرمانی ہے، آج عبادات میں کمی نہیں ہے، آپ جا کے حرمین شریفین میں دیکھئے، آج سے چالیس پچاس سال پہلے اتنی تعداد نہیں تھی، آج دونوں حرم بھرے ہوئے ہیں، آج حج وعمرہ کرنے والوں کی تعداد جتنی ہے پہلے اتنی نہیں تھی، آج نفلی عبادات کی کمی نہیں ہے، اگر کمی ہے تو گناہوں سے بچنے کی کمی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی کی بنیاد کثرتِ عبادت پر نہیں گناہوں سے بچنے میں رکھی ہے کہ جو گناہوں سے بچے گا، مجھ کو ناراض نہیں کرے گا وہ میرا دوست ہوگا۔

## ولی اللہ بننا بہت آسان ہے

اور گناہوں سے بچنا اصل میں کام نہ کرنا ہے، بتائیے! کام نہ کرنا مشکل ہے یا کام کرنا مشکل ہے؟ مالک کا کرم دیکھو کہ کام نہ کرنے پر اپنی ولایت کا تاج عطا فرما رہے ہیں یعنی کوئی نامناسب کام مت کرو، کام نہ کر کے میرے ولی بن جاؤ، اتنا سستا نسخہ اور کہاں ملے گا؟ دنیا کے لوگ تو کہتے ہیں کہ

پاپڑ بیلنے پڑیں گے، اتنے کام کرنے پڑیں گے تب میں دوست بناؤں گا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بس تم نامناسب کام نہ کرو جو تمہارے لیے مضر بھی ہے اور ذلت وخواری کا سبب بھی ہے، تم اپنے کو رُسوا مت کرو، اپنی آبرو کو ذلیل مت کرو، اچھے کام تو کرو مگر برے کام سے بچو، میں تمہیں اپنا دوست بنالوں گا۔

بس تقویٰ کی بنیاد پر ہماری دوستی ہے لیکن لوگ آج کل اُس کو ولی اللہ سمجھتے ہیں جو رات بھر سوتا نہ ہو خواہ دن بھر کوئی عورت چھوڑتا نہ ہو۔ اگر اس کی کپڑے کی دکان ہے تو جو گاہک آتی ہے اس کو سرمہ لگا کر غور سے دیکھتا ہے، کم عمر کو بیٹی، کچھ زیادہ عمر کی ہو تو آپا اور بڑھیا کو خالہ اماں، ہر ایک کے لیے اس نے لقب تیار کر رکھا ہے۔ میں نے جامع کلاتھ مارکیٹ میں یہ الفاظ اپنے کانوں سے سنے، یہ آج سے تیس چالیس سال پہلے کی بات ہے، الحمد للہ اب تو شہر جانا ہی نہیں ہوتا سارے کام اللہ کی رحمت سے یہیں ہو جاتے ہیں۔ تو جو رات بھر سوتا نہیں ہے مگر دن بھر گناہوں کو چھوڑتا نہیں ہے تو بتائیے کیا یہ ''کھوتا'' نہیں ہے؟ کھوتا کے کئی معنیٰ ہیں ایک یوپی والے معنیٰ کہ زندگی کھوتا ہے یعنی ضایع کرتا ہے اور ایک یہاں کراچی کی خاص زبان میں گدھے کو کھوتا کہتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنا راستہ بہت آسان رکھا ہے اور اس راستے میں بہت چین ہے، گناہ سے بچنے میں انتہائی سکون، نہایت عزت ہے اور بڑی مزیدار میٹھی نیند آتی ہے کیونکہ دل ایک ہی ہے اور مولیٰ بھی ایک ہی ہے، ایک مولیٰ پر دل دینا آسان ہے اور لیلاؤں کی تعداد بے شمار ہے، انہیں دیکھ کر ہر وقت کاش کاش کرو گے کہ کاش یہ میری بیوی ہوتی اور کاش کاش سے دل پاش پاش ہوتا رہے گا۔

اک حسیں ہو تو دل اسے دے دوں
سخت مشکل ہے ان ہزاروں میں

دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جس نے ہمارے قلب کو بے سکونی سے بچانے کے لیے غیرتِ جمالِ خداوندی کے طور پر بدنظری کو حرام فرمایا کہ مجھ سے بھی محبت کرتے ہو اور غیروں کو بھی دیکھتے ہو، شرم نہیں آتی!

## ایک عبرتناک فیچر

کل رات میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے ایک فیچر عطا فرمایا جس سے دنیاوی حسینوں سے دل اُچاٹ ہوجائے گا اور جب تک ان حسینوں سے دل اُچاٹ نہیں ہوگا آپ ان کی چاٹ سے بچ نہیں سکتے، جو ان حسینوں کی چاٹ سے بچنا چاہے اس کے دل کا ان سے اُچاٹ ہونا ضروری ہے مگر اپنی بیوی سے خوب محبت کرو، عورتیں گھبرائیں نہیں کہ یہ ہم سے بھی دل اُچاٹ کررہا ہے، میں سڑکوں والیوں سے، بے پردہ غیر عورتوں سے دل اُچاٹ کررہا ہوں، اپنی بیویوں سے خوب محبت کرو کیونکہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی سفارش بھی ہے۔

تو اب وہ جغرافیہ سن لو کہ ایک ہزار مربع گز کا پلاٹ ہے اور اس میں تالا لگا دیا گیا کہ کوئی باہر نہیں نکل سکتا اور اس میں چھوٹے چھوٹے خیمے بنے ہوئے ہیں۔ اس پلاٹ میں سو حسین ہیں، پچاس حسین لڑکیاں جو بین الاقوامی طور پر مقابلۂ حسن میں اوّل آئیں اور پچاس حسین لڑکے اور سب کے سب اس بلا کے حسین ہیں کہ جن کو دیکھتے ہی اس شعر کو پڑھنا عاشقوں پر لازم ہوجائے ؎

وہ سامنے ہیں نظامِ حواس برہم ہے
نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے

اور ان کے کھانے پینے کے لیے کباب بریانی تو بہت ہے لیکن قصداً بیت الخلاء (لیٹرین) نہیں بنایا گیا۔ ان کے جغرافیہ کو پیش کرنے کے یہ انتظام کیا گیا تاکہ اللہ کے بندوں کی تاریخ ضائع نہ ہو، اب خیمے میں ان حسینوں نے خوب بریانی

کھائی اور ایک ہزار مربع گز میں چاروں طرف جو تھوڑی زمین خالی تھی سو حسین وہیں ہگ رہے ہیں۔ اب ہر دن ایکسپورٹنگ کا مال بڑھ رہا ہے اور جو عاشق بھی اس ایک ہزار مربع گز پلاٹ پر حسینوں کی زیارت کے لیے آرہا ہے تو کہتا ہے اُف کیا بات ہے، اتنی بدبو کیوں ہے؟ معلوم ہوا کہ ایکسپورٹ آفس نہیں ہے لہٰذا سب حسینوں کے پیٹ کا گو پلاٹ پر ہی اسٹاک ہو رہا ہے۔ چند مہینے بعد اتنی بدبو بڑھے گی کہ وہاں کوئی داخل نہیں ہوسکتا۔ دیکھا آپ نے ان کے اندر کیا بھرا ہوا ہے، یہ ہے حسن کا انجام۔

ایک شخص نے حضرت حکیم الامت کو سرمہ دیا اور کہا کہ یہ سرمہ آنکھ کے لیے بہت مفید ہے، حضرت نے فرمایا کہ اس کے اجزاء بتاؤ میں اپنے خاندانی حکیم سے مشورہ لوں گا کہ اس کے اجزاء میری آنکھوں کے لیے مفید ہیں یا نہیں۔ اس نے کہا کہ مولانا میں یہ سرمہ مفت میں دے رہا ہوں، پیسہ بھی نہیں لے رہا ہوں پھر اتنے ناز ونخرے کہ میں اجزاء بھی بتاؤں۔ حضرت نے فرمایا کہ دیکھ تیرا سرمہ مفت کا ہے میری آنکھیں مفت کی نہیں ہیں لہٰذا حسینوں کو مفت بھی پاؤ تو کہہ دو کہ تمہارا حسن مفت کا ہے مگر میرا ایمان مفت کا نہیں ہے، مجھے جس نے پیدا کیا ہے اگر وہ ناراض ہوگیا تو ساری دنیا کے حسین میرا بلڈ کینسر اچھا نہیں کرسکتے، میرے گردے کا درد اچھا نہیں کرسکتے اور اگر اللہ میری ذلت کا ارادہ کرلے تو سارے عالم میں کوئی میرے کام نہیں آسکتا۔

## نافرمانی کا نقطۂ آغاز عذابِ الٰہی کا نقطۂ آغاز ہے

اب اختر کی ایک اہم بات سنئے! آدمی جس وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا زیرو پوائنٹ، ابتداء اور نقطۂ آغاز کرتا ہے اسی وقت اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا نقطۂ آغاز ہوتا ہے، گناہوں کا ماضی اور حال اور استقبال تینوں زمانے بھیانک، لعنتی، خطرناک، پریشان کن اور رسوا کنندہ ہیں۔ اسی لیے کہتا

ہوں کہ حسینوں کو ہینڈل کرنے کی کوشش مت کرو ورنہ کھوپڑی پر سینڈل پڑیں گے اور پھر اسکینڈل بنے گا، ہر وقت اس کا تذکرہ برائیوں کے ساتھ ہوگا کہ شکل دیکھو تو بایزید بسطامی بھی رشک کرے اور حرکتیں دیکھو تو شیطان شرما جائے، لہٰذا اگر چین سے رہنا ہے تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہو۔

## محبت کے دو حق

اور یاد کی دو قسمیں ہیں، نمبر ۱۔ اللہ تعالیٰ کو خوش کرتے رہو، نمبر ۲۔ اللہ کو ناراض نہ کرو۔ بتاؤ! محبوب کے دو حق ہیں یا نہیں؟ جتنا اپنے محبوب کو خوش کرنا عاشقوں کو مطلوب ہوتا ہے اتنا ہی ان کی ناخوشی سے بچنا بھی مطلوب ہوتا ہے ورنہ پھر یہ محبت نہیں ہے، یہ شخص خود غرض اور بے وفا ہے۔ بدایوں کا ایک شاعر تھا فانی بدایونی، اس کو اپنی بیوی سے بہت محبت تھی، ایک دن بیوی ناراض ہوگئی تو اس کی نیند اُڑ گئی۔ اس پر ظالم کا شعر دیکھو ؎

ہم نے فانی ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

یعنی جب میری بیوی ذرا سی ناراض ہوتی ہے تو میری پوری کائنات اندھیری ہوجاتی ہے۔ کیوں صاحب! بیوی کی ناراضگی سے تو پوری کائنات اندھیری ہو اور مولائے کائنات، خالقِ کائنات اور اپنے پالنے والے کی ناراضگی میں سوال کرتے ہو کہ صغیرہ گناہ ہے کہ کبیرہ گناہ ہے، چھوٹا گناہ ہے کہ بڑا گناہ ہے، بیوی کی تھوڑی سی ناراضگی گوارا نہیں کرتے اور یہاں صغیرہ کبیرہ پوچھتے ہو۔ اللہ کا عاشق ہر مکروہ کام سے بھی بچتا ہے کیونکہ مکروہ کام کرنے والا محبوب نہیں ہوسکتا اَلْمَکْرُوْہُ ھُوَ ضِدُّ الْمَحْبُوْبِ مبارک ہیں وہ بندے جو ہر سانس کو اللہ پر فدا کرتے ہیں، مبارک ہیں وہ بندے جن کی آنکھیں اللہ کی یاد میں اشکبار ہیں، مبارک ہیں وہ لوگ جن کے دل اللہ کی محبت میں تڑپ رہے ہیں ؎

دلِ مضطرب کا یہ پیغام ہے
ترے بن سکوں ہے نہ آرام ہے
تڑپنے سے ہم کو فقط کام ہے
یہی بس محبت کا انعام ہے
جو آغاز میں فکرِ انجام ہے
ترا عشق شاید ابھی خام ہے

بعض لوگ ڈاڑھی کے نقطۂ آغاز ہی سے گھبراتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے۔ ایک صاحب نے حکیم الامت کو لکھا کہ مجھے ڈر ہے ڈاڑھی رکھنے پر لوگ میرا مذاق اڑائیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ ارے ظالم! تو بھی تو لوگ ہے لگائی تو نہیں ہے تو کیوں لوگوں سے ڈرتا ہے۔ اللہ کے راستے میں ہمتِ مردانہ چاہیے، عورتوں کی شکل بنانا یہ مردوں کے لیے نازیبا ہے، اپنی بیوی کے گال سے اپنے گال کیوں مشابہ کرتے ہو؟ اگر یہ بال بیکار ہوتے تو اللہ تعالیٰ پیدا ہی نہ کرتے اور ہمارے گالوں کو عورتوں کے گال کی طرح چکنا پیدا کرتے لیکن اللہ نے عورتوں میں اور مردوں میں فرق رکھا ہے، جو داڑھی منڈاتا ہے وہ گویا اللہ پر اعتراض کرتا ہے کہ یہ بال آپ نے بیکار پیدا کیے ہیں اس لیے میں ان بیکار بالوں کو روزانہ اُڑاتا رہتا ہوں۔ دیکھو کبھی کسی نبی نے ڈاڑھی نہیں منڈائی، کسی اللہ کے ولی نے ڈاڑھی نہیں منڈائی پھر تم اللہ کے دوستوں کا راستہ چھوڑ کر کہاں جارہے ہو؟ اللہ کے پیاروں کی شکل بناؤ پھر دیکھو اللہ کا پیار۔

## اللہ کے پیاروں کی شکل بنانا اللہ کے پیار کا ذریعہ ہے

حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ قنوج میں ایک وکیل صاحب جارہے تھے، ان کا نام محمد میاں تھا، ایک بڑھیا نے کہا ارے بیٹا سنو! گرمی کا

مہینہ ہے، شربت پی لو، انہوں نے شربت پی لیا کہ اسّی سال کی نانی اماں ہے مگر پھر پوچھا کہ آپ نے مجھے شربت کیوں پلایا؟ میری آپ کی تو جان پہچان نہیں ہے، اس نے کہا کہ تیری ہی شکل کا میرا بیٹا ملایا میں رہتا ہے، دو تین سال ہو گئے وہ آیا نہیں، اس کی یاد میں دل تڑپتا رہتا ہے، تجھے دیکھ کر میری محبت جوش میں آ گئی۔ تو معلوم ہوا کہ جب بیٹا پیارا ہے اور پیارے کی شکل والے کو اس بڑھیا نے شربت پلایا تو جو اللہ کے پیاروں کی شکل میں رہیں گے ان پر بھی اللہ کا پیار جوش میں آئے گا لہٰذا اللہ کے مغضوب اور نافرمانوں کی شکل مت اختیار کرو، ڈاڑھی منڈانا چوبیس گھنٹے کا گناہ ہے، نماز میں کھڑے ہو نافرمانی کی حالت میں ہو، سو رہے ہو نافرمانی کی حالت میں ہو اور ڈاڑھی رکھنے سے روزانہ کی مصیبت سے بھی چھوٹ جاؤ گے، روزانہ شیو کرنا، ایک کوٹ، ڈبل کوٹ اور آخر میں کھونٹی اُکھاڑ کوٹ۔ الحمد للہ! اس مجمع میں بہت سے لوگوں نے ڈاڑھی رکھ لی ہے، اگر کسی کو بھی ڈاڑھی رکھنے کے بعد ندامت ہوئی ہو تو مجھے بتاؤ، جنہوں نے میری گذارش پر ڈاڑھی رکھ لی آج وہ خوشیاں منا رہے ہیں۔

## حق تعالیٰ کی غیر محدود رحمت

گناہوں کی معافی مانگنے والا ایسا ہے جیسے اس سے خطا ہوئی ہی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

﴿اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ﴾

(سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ص: ۳۱۳)

جس نے معافی مانگ لی گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں، ایسے ہی جو ڈاڑھی رکھ لے اور توبہ کر لے تو گویا اس نے کبھی ڈاڑھی منڈائی ہی نہیں۔ سبحان اللہ! کتنا بڑا انعام ہے، کیا کریم مالک ہے۔ اگر کسی کے ایک کروڑ گناہ بھی ہیں وہ ایک دفعہ کہہ دے کہ یا اللہ مجھے معاف کر دے اب آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا تو

اللہ تعالیٰ سب معاف فرما دیتے ہیں، اللہ کی رحمت کا سمندر عظیم الشان ہے۔ اگر کراچی کے سمندر پر ایک چڑیا آئے اور چونچ میں چند قطرے پانی لے لے تو سمندر میں کوئی کمی ہوگی؟ اسی طرح ہمارے گناہوں کو معاف کرنے پر اللہ کی رحمت کا جو نزول ہوگا اس سے اللہ کی رحمت کے سمندر میں اتنی کمی بھی نہیں ہوگی۔ اسی لیے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا:

﴿یَا مَنْ لَّا تَضُرُّہُ الذُّنُوْبُ وَلَا تَنْقُصُہُ الْمَغْفِرَۃُ فَھَبْ لِیْ مَالَا یَنْقُصُکَ وَاغْفِرْلِیْ مَا لَا یَضُرُّکَ﴾

(شعب الایمان للبیہقی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں یَا مَنْ لَّا تَضُرُّہُ الذُّنُوْبُ ہمارے گناہوں سے اے خدا آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا وَلَا تَنْقُصُہُ الْمَغْفِرَۃُ اور آپ اگر ہم کو بخش دیں تو آپ کے خزانۂ بخشش اور مغفرت میں کوئی کمی نہیں ہوگی فَھَبْ لِیْ مَالَا یَنْقُصُکَ پس آپ ہمیں بخش دیجئے وہ چیز کہ جس کی آپ کے خزانے میں کمی نہیں وَاغْفِرْلِیْ مَالَا یَضُرُّکَ اور ہمارے ان گناہوں کو معاف فرما دیجیے جو آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچاتے یعنی آپ کے خزانے میں جب کمی نہیں ہے تو ہم کو معاف کردیجئے اور معاف کرنا آپ کو محبوب بھی ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی بندہ معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو فوراً معاف فرما دیتے ہیں کیونکہ معاف کرنے کا عمل اللہ کو محبوب ترین عمل ہے، معاف کرنے میں ہم لوگوں کو تو تکلیف ہوتی ہے اور ستانے والے کو معاف بھی کر دیتے ہیں کہ چلو معاف کیا مگر دل پر تو غم ہوتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو کوئی غم نہیں ہوتا کیونکہ وہ تأثر سے پاک ہیں، اللہ تعالیٰ معافی دے کر خوش ہوتے ہیں کیونکہ یہ ان کا محبوب عمل ہے جیسے کسی کو فاختہ کا شکار پسند ہو، وہ جنگل گیا اور اس کے سامنے فاختہ آگئی تو بے ساختہ اس نے چھرّا مار

دیا اور فاختہ بھی عجیب تھی کہ حواس باختہ ہو کر آسانی سے اس کے شکار میں آ گئی، بھاگی بھی نہیں۔ بس سمجھ لو کہ اللہ کی رحمت عظیم الشان ہے، کوئی معافی مانگ کر تو دیکھے کہ کتنا جلد معاف کر دیتے ہیں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جب کوئی گنہگار بندہ روتا ہے تو رحمت سے عرشِ الٰہی ہلنے لگتا ہے ؎

عرش لرزد از انینِ المذنبین

گنہگاروں کے نالوں سے عرشِ الٰہی ہل جاتا ہے جب وہ رو رو کر اللہ سے فریاد کرتے ہیں کہ اے اللہ مجھے معاف کر دے، مجھ سے غلطیاں ہو گئیں، اگر آپ معاف نہیں کریں گے تو میں کہاں جاؤں گا، میرا آپ کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے، میں آپ کے حضور میں نالائق ہوں لیکن آپ کے سوا میرا کوئی اللہ نہیں ہے تو عرشِ الٰہی رحمت سے ہلنے لگتا ہے جس طرح بچے کے رونے سے ماں کانپنے لگتی ہے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ اللہ والوں کی توبہ کو اپنی توبہ کے برابر مت سمجھو، ان کی توبہ سے فرشتے رونے لگتے ہیں۔

تو دوستو! جو سبق آج سنایا گیا میں سارے عالم میں یہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرو، سارے عالم میں اختر کا یہی پیغام ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرو مگر محبت کے دونوں حق ادا کرو، نیک عمل بھی کرو اور گناہوں سے بھی بچو، اپنے مالک کو ایک لمحہ کو بھی ناراض نہ کرو۔ اگر آپ کو کسی سے محبت ہے تو آپ اس کے دونوں حق ادا کریں گے یعنی آپ اپنے محبوب کو خوش بھی کریں گے اور اس کی ناراضگی سے بھی بچیں گے تو جو ظالم گناہ سے نہیں بچتا یہ اللہ تعالیٰ کے محبت کے حقوق میں بے وفا ہے اور لفظ بے وفا اہلِ محبت کے نزدیک جرمِ عظیم ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا وفاداری عطا فرمائے، آمین۔

## باطل فرقوں کا رد کلام اللہ کا اعجاز ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں الٓمّٓ۔ سارے عالم میں اس کے

معنیٰ کوئی نہیں جانتا، تمام مفسرین لکھتے ہیں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ ذٰلِکَ اللہ ہی کو اس کے معنیٰ معلوم ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے معنیٰ بیان نہیں فرمائے، ایسا کیوں ہوا؟ کیونکہ اللہ کے علم میں تھا کہ بعض گمراہ قوم پیدا ہوگی جو قرآنِ پاک کے بارے میں یہ بکواس کرے گی کہ بغیر معنیٰ سمجھے ہوئے تلاوت بیکار ہے، ایسے لٹریچر نویسوں اور گمراہ طبقے کے لیے اللہ نے جگہ جگہ ایسے الفاظ نازل فرمائے جس کے معنیٰ دنیا میں کوئی نہیں بتا سکتا یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے معنیٰ نہیں بتائے لیکن بغیر سمجھے پڑھنے پر بھی الم کے تین حروف پر تیس نیکیاں مل جائیں گی، الف پر دس، لام پر دس اور میم پر دس۔

یہ اصل میں ردِ فرقِ باطلہ ہے ورنہ اللہ کے لیے کیا مشکل تھا کہ اپنے نبی کو اس کے معنیٰ بتا دیتے چونکہ قرآن قیامت تک کے لیے ہدایت ہے لہٰذا علمِ الٰہی میں جتنے گمراہ فرقے ہیں ان کا رد اور بطلان بھی مقصود تھا۔ اس کی کئی مثالیں ہیں جیسے قرآن میں ایک جگہ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ﴾

(سورۃ الحجرات، آیت: ۱۲)

اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے توّاب کے بعد رحیم نازل کیا کیونکہ ایک فرقۂ گمراہ تھا جو یہ کہتا تھا کہ توبہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر معاف کرنا ضابطے سے لازم ہے۔ اس کا اللہ نے جواب دیا کہ میں ضابطہ اور قانون سے توبہ نہیں قبول کرتا، شانِ رحمت سے قبول کرتا ہوں۔ اس لیے علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ توّاب کے بعد فوراً رحیم نازل کیا تاکہ اس فرقۂ ضالّہ اور گمراہ کا جواب ہوجائے حالانکہ جب قرآن پاک نازل ہورہا تھا اُس وقت یہ فرقہ نہیں تھا مگر خدا کو تو علم ہے کہ کون کون سے فرقے پیدا ہوں گے اس لیے میرا کلام قیامت تک کے لیے نازل

ہورہا ہے اس میں ہر گمراہ فرقہ کا علاج موجود ہے لہٰذا الٓمّٓ سے اس فرقہ کا علاج ہوگیا جو کہتا ہے کہ خالی قرآن رٹنے سے کیا ہوتا ہے، قرآنِ پاک سمجھ کر پڑھنے پر ہی نیکیاں ملیں گی، الٓمّٓ سے اس باطل عقیدہ کا رد ہوگیا کیونکہ الٓمّٓ کے معنیٰ کوئی نہیں جانتا لیکن جب کوئی تلاوت کرے گا تو از روئے حدیث اس کو تیس نیکیاں مل جائیں گی۔

## حقانیتِ اسلام کی عظیم الشان دلیل

جو آیت تلاوت کی تھی اب اس کی تفسیر کرتا ہوں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿غُلِبَتِ الرُّوۡمُ﴾
(سورۃ الروم، آیت: ۲)

روم کے لوگ مغلوب ہوگئے۔ رومیوں پر ایرانیوں کے غالب آنے کا یہ واقعہ قرآنِ پاک، اسلام، اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و حقانیت کا عظیم الشان واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ خبر دے رہے ہیں غُلِبَتِ الرُّوۡمُ اہلِ روم مغلوب ہوگئے، شکست کھا گئے اور اہلِ فارس جیت گئے۔ چونکہ اہلِ روم عیسائی تھے، صاحبِ کتاب تھے چنانچہ مکہ شریف کے مسلمان چاہتے تھے کہ اہلِ کتاب جیت جائیں، اگرچہ وہ بھی کافر تھے مگر مسلمانوں سے نسبتاً قریب تھے، ان کے پاس آسمانی کتاب انجیل تو تھی، مگر کافر چاہ رہے تھے کہ اہلِ فارس جیت جائیں کیونکہ وہ مشرک تھے، آگ کو پوجنے والے تھے۔ چنانچہ جب رومی شکست کھا گئے تو مشرکین نے خوشیاں منائیں اور مسلمانوں کو طعنہ دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے طعنے کا جواب عطا فرمایا کہ یہ شکست چند دن کے لیے ہے، جلد ہی میں رومیوں کو پھر غالب کردوں گا غُلِبَتِ الرُّوۡمُ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ اہلِ روم مغلوب ہوگئے لیکن مغلوب ہونے کے

بعد عنقریب پھر غالب آجائیں گے۔ اس آیت کی وجہ سے مشرکین نے کتنے دانت پیسے ہوں گے کہ کاش قرآنِ پاک کی یہ آیت سچی نہ ہو، رومی ہمیشہ مغلوب رہیں اور ان کو کبھی فتح نہ ہو، ساری دنیا کے کافروں نے ایڑی چوٹی کا زور لگادیا کہ قرآن پاک غلط ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت اور قدرت کے سامنے قرآن پاک کو کون غلط کرسکتا تھا چنانچہ قرآنِ پاک کی صداقت ظاہر ہوئی اور پھر کچھ دن کے بعد رومیوں کو اللہ نے فتح دے دی اور مشرکین دانت پیس کے رہ گئے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں:

﴿لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ﴾

اللہ ہی کی حکومت اور اختیار تھا اُس وقت بھی جب ان کو شکست ہوئی اور جب اُنہیں فتح دوں گا تو یہ بھی میری ہی حکومت اور اختیار سے ہوگا، پہلے بھی میرے ہی حکم سے وہ مغلوب ہوئے اور آئندہ میرے ہی حکم سے جیتیں گے۔ اس فتح اور شکست کا راز یہ تھا کہ اُس زمانے میں فارس اور روم کفار کی دو بڑی طاقتیں تھیں، اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ دونوں کافر آپس میں لڑ کر کمزور ہو جائیں اور میرے نبی کے لیے فتح مکہ کا راستہ ہموار ہو جائے، اللہ تعالیٰ کے یہ سب تکوینی راز ہیں۔

تو جب یہ آیات نازل ہوئیں جن میں پیشین گوئی تھی کہ رومیوں کو اللہ تعالیٰ فتح دے گا تو صدیقِ اکبر نے مارے خوشی کے مجامع الاسواق (بازار) میں جا کر جہاں لوگ بیٹھتے تھے اعلان کردیا کہ اے مشرکو اے کافرو! خوشیاں مت مناؤ، اللہ تعالیٰ جلد اہلِ روم کو جو اہل کتاب ہیں پھر فتح دیں گے۔

حضرت صدیقِ اکبر کا یہ اعلان سن کر ابی ابن خلف جو مسلمانوں کا بہت ہی شدید دشمن تھا بولا کہ اے صدیق تم جھوٹ بولتے ہو، رومیوں کو ہرگز فتح نہیں ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کے دشمن تو ہی جھوٹا ہے، اگر تین سال کے اندر رومی غالب نہ ہوئے تو میں تم کو دس اونٹ دوں گا اور اگر میرے اللہ کا اعلان

صحیح ہوا تو دس اونٹ تم کو دینا پڑیں گے۔ چونکہ اس وقت تک قمار یعنی جوا حرام نہیں ہوا تھا اس لیے صدیقِ اکبر نے یہ شرط لگائی۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے تو عرض کیا کہ میں نے ایک کافر کو یہ چیلنج کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تو تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ تین سال کے اندر فتح ہوگی، اللہ تعالیٰ نے فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ نازل فرمایا ہے، بِضْعِ تین سال سے نو سال کا زمانہ کہلاتا ہے لہٰذا دوبارہ جاؤ اور اس سے کہو کہ میں دس اونٹوں کے بجائے سو کی شرط لگاتا ہوں اور مدت تین سال کی بجائے نو سال مقرر کرتا ہوں کہ نو سال کے عرصہ میں رومیوں کو فتح حاصل ہو جائے گی۔ اگر نو سال کے اندر اندر رومیوں کو فتح نہ ہوئی تو ابوبکر تم کو سو اونٹ دے گا اور اگر اس عرصہ میں رومی غالب ہوگئے تو تم کو سو اونٹ دینا پڑیں گے۔ ابی ابن خلف اس معاہدہ پر راضی ہوگیا۔

کچھ عرصہ بعد جب ہجرت کا حکم ہوا تو ابی ابن خلف کافر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم مدینہ چلے گئے اور تمہارا قول غلط ہوگیا اور تمہارے اللہ کا کلام صحیح نہ ہوا تو سو اونٹ کون دے گا؟ آپ نے کہا کہ میرا بیٹا عبدالرحمٰن دے گا، اس کے بعد ابی ابن خلف نے بھی اپنے بیٹے کو کفیل بنالیا کہ اگر میں مر گیا تو میرا بیٹا سو اونٹ دے گا۔ اللہ کی شان کہ نو سال پورے نہیں ہوئے تھے کہ ساتویں برس اللہ نے رومیوں کو فتح دے دی جبکہ ساری دنیائے کفر دانت پیس رہی تھی اور سر توڑ کوشش کر رہی تھی کہ یہ جنگ میں کبھی نہ جیتیں تاکہ اسلام کا چراغ بجھ جائے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ اللہ کا چراغ ہے۔ اللہ نے ساتویں سال رومیوں کو فتح دے دی۔

بتاؤ! ساری دنیائے کفر کیوں نہ اپنے گھوڑوں اور تلواروں سے ایرانیوں کی مدد کو پہنچی تاکہ رومیوں کو نہ جیتنے دیتی اور قرآن پاک کا دعویٰ غلط

کر دکھاتی لیکن قیامت تک کسی میں یہ طاقت نہیں جو اللہ کے حکم کو نافذ ہونے سے روک سکے۔ اللہ کے کلام کی زبردست صداقت ہمارے ایمان ویقین کا ذریعہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو جتادیا تو اس وقت ابی ابن خلف مر چکا تھا۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرط کے مطابق اس کے لڑکے سے سو اونٹ وصول کر لیے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اونٹ لے کر حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان اونٹوں کو صدقہ کردو۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اگرچہ اس وقت جوا کی حرمت کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی لیکن جو چیز آئندہ حرام ہونے والی تھی وہ بھی صدیقِ اکبر کی شان کے مناسب نہیں تھی اور قمار (جوا) کی حرمت سے قبل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی قمار کو پسند نہیں فرمایا۔ جس طرح شراب سابقہ زمانے میں حلال تھی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اُس زمانے میں بھی جبکہ شراب حرام نہیں تھی کبھی شراب نہیں پی۔ آہ ؎

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

آج یہ واقعہ میں نے اس لیے بیان کیا کہ یہ سورۃ مسلمانوں کے ایمان ویقین بڑھانے کا زبردست ذریعہ ہے۔ آپ دیکھیں کہ حضرت صدیقِ اکبر کو کلام اللہ کی صداقت اور اسلام کی حقانیت پر کیسا یقین تھا کہ شرط بھی لگادی کہ ضرور تین سال سے لے کر نو سال کے عرصے میں رومی جیتیں گے، قرآن کیسے غلط ہوجائے گا۔

تو دوستو! اس زمانے میں اسی چیز کی فکر کرلو کہ جو عمرہ کرنے جانے والے ہیں اگر مکہ شریف میں کوئی عورت سامنے اچانک نظر آجائے تو فوراً نظر نیچی کر کے کہو کہ یا اللہ مکہ شریف میں، تیرے شہر میں، یہ عورت تیری مہمان ہے

لہٰذا یہ میری ماں سے زیادہ معزز ہے، اپنے نفس سے کہو کہ مکہ جانے والی خواتین جو حج وعمرہ کرنے جاتی ہیں میری ماں سے زیادہ محترم ہیں، خدا محترم ہے لہٰذا اس کا مہمان بھی محترم ہے خواہ عورت ہو یا مرد ہو۔ اور مطاف کے قریب نہ بیٹھو کیونکہ طواف میں لڑکیاں بھی ہوتی ہیں اور مرد بھی لہٰذا مطاف سے تھوڑا فاصلے سے بیٹھو تا کہ نظر کے زاویئے میں کوئی حسن آئے ہی نہیں، قریب بیٹھنے میں اندیشہ ہے کہ نظر اِدھر اُدھر پڑ جائے اور حرام کی مرتکب ہو جائے۔ اور جب مدینے شریف جاؤ تو وہاں بھی کوئی عورت سامنے آئے مصر کی، انڈونیشیا کی، اُردن کی کوئی گذر جائے تو فوراً نظر بچا کر یہی کہو کہ اے اللہ یہ مدینے پاک کی مہمان ہے، اس کو ڈبل عزت حاصل ہے کہ اے اللہ یہ تیری بھی مہمان ہے اور تیرے رسول کی بھی مہمان ہے کیونکہ مدینہ شریف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر ہے۔ بس پھر دیکھو کیسا عمرہ ادا ہوتا ہے اور کیسا نور عطا ہوتا ہے، حلاوتِ ایمانی سے دل بھر جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جنہوں نے پرچے دیئے ہیں اور جن لوگوں کے دل میں جو حاجت ہے سب لوگ نیت کرلو کہ ان پرچوں میں جو حاجتیں ہیں اور ہم سب کے دل میں جتنی بھی نیک مرادیں ہیں اللہ اپنی رحمت سے سب پورا فرما دے اور جس کو جو پریشانی، جو غم ہے خواہ روحانی بیماری ہو یا جسمانی اللہ تعالیٰ سب کو شفاء دے دے، جسمانی بیماری کو بھی شفاء دے دے اور روحانی بیماری کو بھی شفاء دے دے۔ جس کو غیر اللہ کے عشق ومحبت کا مرض ہے خدائے تعالیٰ ہمارے قلب کو اس غیر اللہ کے کینسر سے پاک فرما دے۔ ان حسینوں کے عارضی ڈسٹمپر بول و براز اور گندگی سے بھرے ہوئے ہیں۔ دوستو! اپنی بیوی کے علاوہ کسی کو نظر اٹھا کر مت دیکھو پھر دیکھو دل میں اللہ کیسا چین دیتا ہے۔ آہ! دردِ دل سے کہتا ہوں کہ مالک پر مر کر تو دیکھو، وہ ارحم الراحمین ہے۔

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
آنچہ در وہمت نیاید آں دہد

اللہ مجاہدے میں آدھی جان لے کر سو جان دیتا ہے۔ یہ کہنے والا جلال الدین رومی ہے، صاحبِ قونیہ شاہ خوارزم کا نواسہ ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار کہنے والا۔ قونیہ کے جس جنگل میں مولانا رومی کے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار ہوئے اختر نے جا کر اس جنگل کی زیارت کی ہے۔ دوستو! یہ عرض کرتا ہوں کہ اللہ پر آدھی جان دے دو اللہ سو جان عطا کرے گا اور آدھی جان جو بچی ہے وہ الگ رہی تو آدھی جان جو گئی اس کے بدلے میں سو جان پا گئے اور آدھی جان پلس (Plus) میں رہی، لہٰذا نفع ہی نفع میں رہو گے اور اللہ کو جان دینے کا زمانہ کب ہے؟ کیا مرنے کے بعد جان دو گے؟ مرنے کے بعد جان دینے کی فیلڈ چھن جائے گی لہٰذا اس کریم مالک پر ابھی اسی زندگی میں اپنی جان فدا کر دو۔ یا اللہ ہمیں جسمانی روحانی شفا دے دے، دونوں جہاں کی نعمتیں ہم فقیروں کو بخشش کر دے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.
وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ.



# جان دے دی میں نے اُن کے نام پر

جان دے دی مَیں نے اُن کے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

میرؔ مت مرنا کسی گلفام پر
خاک ڈالو گے انہیں اجسام پر

رشک سب کرتے ہیں اس ناکام پر
جی رہا ہوں میں تمہارے نام پر

تُف ہے یارو طالبِ اکرام پر
مَیں فدا ہوں عاشقِ بدنام پر

لڑ رہے ہو ان سے کیوں دشنام پر
کتنا پردہ ہے تمہارے کام پر

کیا تعجب ہے ترے دشنام پر
اور کیا برسے گا اس بدنام پر

کیوں فدا ہے میرؔ تو آرام پر
عشق ہوتا ہے فدا آلام پر



سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۷۸

# عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲ کراچی ۴۷ پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون: ۴۹۹۲۱۷۶ ۳



بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

# انتساب

**احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات**

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

**صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں**

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

# ضروری تفصیل

نامِ وعظ: عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

نامِ واعظ: عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالهم علينا الٰى مأة و عشرين سنة

تاریخ وعظ: ۷؍جمادی الاخریٰ ۱۴۱۳ھ مطابق ۳؍دسمبر ۱۹۹۲ء

وقت: دس بجے صبح

مقام: دارالعلوم محمد پور (ڈھاکہ) بنگلہ دیش

موضوع: صحابہ کی عظمت، مراتب اور مناقب

مرتب: سید عشرت جمیل میرؔ صاحب خادمِ خاص حضرت والا مدظلہم العالی

کمپوزنگ: مفتی محمد عاصم صاحب، مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال، کراچی

اشاعتِ اوّل: ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق اپریل ۲۰۱۰ء

تعداد: ۵۰۰۰

ناشر: کُتب خانہ مَظہری

گلشن اقبال-۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

# فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# عظمتِ صحابہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

وَقَالَ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ

لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ

(سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجآء فی اخذ المال بحقہ، ج: ۲، ص: ۶۳)

مولانا شاہ محمد احمد صاحب ہمارے وہ بزرگ ہیں کہ میں جب بالغ ہوا تو ان کی صحبت میں مجھے تین سال الہ آباد میں رہنا نصیب ہوا اور الحمدُ للہ ہمارے اکابر نے ان کی بہت تعریف کی ہے، میرے شیخِ اوّل شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور موجودہ شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ان سے بے حد محبت فرماتے تھے اور ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے ایک مرتبہ علمائے ندوہ سے خطاب فرمایا، اُن کے اِس قول کو میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے مدینہ پاک میں علماء کو سنایا اور میں آپ حضرات کو ڈھاکہ میں سنا رہا ہوں، جو مال میں نے اپنے شیخ سے مدینہ پاک میں حاصل کیا وہ مال بلا محنت و مشقت آپ کو یہیں مفت میں دے رہا ہوں۔

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے علماء ندوہ سے خطاب فرمایا کہ اے علماء ندوہ! شریعت نے نظر لگ جانے کو تسلیم کیا ہے اَلْعَیْنُ حَقٌّ اور اس کی

جھاڑ پھونک کرنے کی اجازت بھی دی ہے چنانچہ اولادِ جعفر کو نظر لگ جایا کرتی تھی لِحُسْنِ صُوْرَتِہٖ وَ لِحُسْنِ سِیْرَتِہٖ کیونکہ وہ صورتاً اور سیرتاً حسین تھے، ان کی والدہ نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اولادِ جعفر کو نظر لگ جاتی ہے اَفَاَسْتَرْقِیْ کیا مجھے جھاڑ پھونک کی اجازت ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی کہ قرآنِ پاک یا حدیثِ پاک سے جو کلمات ثابت ہوں ان سے جھاڑ پھونک کر سکتی ہو۔

## دینی مجلس میں اونگھنا غفلت کی علامت ہے

(ایک صاحب بیان کے دوران اونگھنے لگے تو ارشاد فرمایا کہ) جو لوگ بیان سنتے وقت سو جاتے ہیں ان سے میں تین سوال کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے روزہ افطار کرتے وقت کبھی کسی کو سوتے دیکھا ہے؟ یا اُس وقت نظر دہی بڑے پر ہوتی ہے اور کان اللہ اکبر کی آواز پر لگے ہوتے ہیں، اس موقع پر میں نے آج تک کسی کو سوتے نہیں پایا لہٰذا اللہ تعالیٰ کی محبت کی باتیں سنتے وقت آنکھ بند کرنا اور سونے والے کی صورت بنانا صحیح نہیں ہے۔ نمبر دو جب شادی ہوتی ہے اور اُمید ہوتی ہے کہ بیوی آرہی ہے اس وقت بھی میں نے کسی جوان کو سوتے ہوئے نہیں پایا کہ بیوی آرہی ہو اور وہ کہے کہ بھئی ہم کو سخت نیند آرہی ہے۔ ایک شوہر اپنی بیوی کا انتظار کر رہا تھا کہ خبر آئی کہ ابھی تو پاؤں میں مہندی لگی ہے، جب یہ خشک ہوگی پھر آئے گی تو شاعر کہتا ہے ؎

آئی خبر کہ پاؤں میں مہندی لگی ہے واں
بس خوں ٹپک پڑا نگہِ انتظار سے

تیسری بات کسی مہتمم صاحب کو یا مدرسہ کے کسی سفیر کو یا کسی عالم کو دس لاکھ ٹکہ چندہ مل گیا ہو تو پیسہ لیتے وقت اس کو نیند آتی ہے؟ یا ساری رقم گن کر ہی سانس لیتا ہے یعنی بغیر سانس لیے جلدی جلدی گنتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی محبت اس سے

کہیں زیادہ ہونی چاہیے، لہٰذا جب دین کی بات ہو رہی ہو تو آنکھیں کھول کر سنو، صحابہ نے پیٹ پر پتھر باندھ کر دین کی بات سنی، بھوک و پیاس تو محبت میں اُڑ جانی چاہیے۔ اگر کسی کی بیوی کہیں دور چلی جائے یا بچے کہیں دور پڑھنے چلے جائیں تو نیند خراب ہو جاتی ہے اور وہ ہر وقت انہی کی یاد میں لگا رہتا ہے۔ اس دنیاوی محبت کے بارے میں مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن
صبر چوں داری ز رب ذوالمنن

اے دنیا والو! تمہیں بیوی بچوں پر تو صبر نہیں آتا مگر اللہ تعالیٰ پر کیسے صبر آجاتا ہے؟ ذکر کیے بغیر کیسے نیند آجاتی ہے؟ آپ عشق کا سبق، درسِ محبت مچھلیوں سے سیکھئے، مچھلی جہاں بھی ہوگی وہاں پانی ضرور ہوگا، اگر بغیر پانی کے کہیں مچھلی نظر آئے تو سمجھ لو کہ مردہ ہے یہاں تک کہ اگر شہر میں بھی آپ کہیں مچھلیاں دیکھیں گے جیسے بعض دکان دار مچھلیاں رکھتے ہیں تو مچھلی رکھنے کے برتن میں پانی ضرور ہوگا، مومن کی شان بھی یہی ہے کہ جہاں بھی رہے اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہے اور اللہ کی محبت کا دریائے قرب اپنے ساتھ رکھے ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو ترا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے کے بازار میں گندم خرید رہے تھے، اونٹ پر گندم لدر رہا تھا اور حضرت عمر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ رسالت پر تقریر فرما رہے تھے، یہ ہے عاشقوں کی شان ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو ترا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

## اہل اللہ کی اچھی نظر لگنے کے ثمرات

تو مولانا شاہ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے علمائے ندوہ جب بری نظر لگ جاتی ہے اور اسلام اس کو تسلیم کرتا ہے تو کیا اللہ والوں کی اچھی نظر نہیں لگ سکتی؟ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کی عبارت ہے:

﴿فَکَیْفَ نَظَرُ الْعَارِفِیْنَ الَّذِیْ یَجْعَلُ الْکَافِرَ مُؤْمِنًا وَّ الْفَاسِقَ وَلِیًّا وَّ الْجَاهِلَ عَالِمًا وَّ الْکَلْبَ اِنْسَانًا﴾

بس مولانا کی یہ بات سن کر علمائے ندوہ مولانا سے بیعت ہو گئے یہاں تک کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ الہ آباد میں مصنف عبدالرزاق کا عربی حاشیہ اور تخریج لکھنے والے مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مولانا شاہ محمد احمد صاحب سے دعا لینے آئے ہوئے ہیں حالانکہ مولانا بڑے عالم نہیں تھے۔ حضرت مولانا علی میاں ندوی کو بھی دیکھا پوچھا کیسے آئے؟ کہا مولانا سے دعا لینے آیا ہوں۔ یہ ہے آہ و فغاں کا اثر، یہ ہے وہ راز کہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ علم کے یہ آفتاب و مہتاب سب کے سب حاجی صاحب کی خدمت میں بیعت ہوئے، سلوک طے کیا اور جب صاحبِ نسبت ہو گئے تو پھر ان کے نورِ نسبت سے سارا ہندوستان چمک گیا۔

میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چشم دید واقعہ بیان فرمایا کہ جب حکیم الامت کانپور میں صدر مدرس تھے، تقریباً پچیس سال کی عمر تھی، حضرت کو اللہ تعالیٰ نے بنایا بھی حسین و جمیل تھا، حضرت نے تقریر فرماتے فرماتے ایک نعرہ مارا ہائے امداد اللہ اور بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ بعد میں ایک بیرسٹر نے جو فارسی داں بھی تھے حکیم الامت سے کہا کہ اگر آپ بیرسٹر ہوتے تو آپ کے دلائل سے جج اور عدالتیں لرزہ براندام ہو جاتیں، یہ علوم

آپ کو کہاں سے حاصل ہوئے؟ یہ سوال اس نے فارسی میں کیا۔

تو مکمل از کمالِ کیستی
تو مجمل از جمالِ کیستی

یہ کمال آپ کو کہاں سے نصیب ہوا؟ یہ جمال آپ کو کہاں سے عطا ہوا؟ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو فارسی میں ہی جواب دیا۔

من مکمل از کمالِ حاجیم
من مجمل از جمالِ حاجیم

حاجی امداد اللہ صاحب کی صحبت اور ان کے فیض و برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ کمال عطا فرمایا ہے، ہمارے دلوں میں شیخ کی جو نسبت منتقل ہوئی ہے اسی کی برکت سے آج امت میں ہمارا نام روشن ہو رہا ہے، جو اپنے کو اللہ کے لیے مٹاتا ہے اسی کو اللہ چمکاتا ہے۔



## تواضع کے معنیٰ اور اس کا طریقِ حصول

حدیثِ پاک ہے:

﴿مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ﴾

(مشکاۃ المصابیح، کتابُ الآداب، بابُ الغضب والکبر، ص:۴۳۴)

حدیث کی بلاغت دیکھئے، علومِ نبوت خود دلیلِ نبوت ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ تَوَاضَعَ اور اس کی جزا کے درمیان ایک لفظ اور عطا فرمایا تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ جزا یعنی بلندی کی لالچ میں تواضع کریں تو اخلاص نہیں رہے گا۔ اسی لیے مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ فرمایا کہ اللہ کے لیے تواضع اختیار کرو اور تواضع بھی خود اختیار نہیں کرو بلکہ کسی اللہ والے سے تواضع سیکھو، کسی اللہ والے کی جوتیاں سیدھی کرو پھر دیکھو اللہ کیوں نہیں ملتا۔

## اللہ کیسے ملتا ہے؟

شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مٹھائی ملتی ہے مٹھائی والوں سے، کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں سے، امرود ملتا ہے امرود والوں سے، آم ملتا ہے آم والوں سے۔ آپ کسی کپڑے والے سے جا کر کہو کہ ایک کلو مٹھائی دے دو تو وہ کیا کہے گا؟ دماغ کے ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہو جایئے، ڈاکٹر سے دماغ کا علاج کرایئے، آپ کپڑے کی دکان پر مٹھائی لینے آئے ہیں؟ اور اگر مٹھائی کی دکان پر جا کر کہو کہ پانچ گز کپڑا دے دو تو وہ بھی یہی کہے گا کہ ہاں جناب آپ بھی اسی (Category) کے آدمی ہیں، آپ بھی جایئے دماغ کے ہسپتال میں۔

تو شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آم، آم والوں سے، امرود، امرود والوں سے، کباب، کباب والوں سے، مٹھائی، مٹھائی والوں سے اور کپڑا کپڑے والوں سے ملتا ہے تو اللہ بھی اللہ والوں سے ملتا ہے۔ دنیا میں کوئی ولی اللہ ایسا نہیں گذرا جس نے کسی اللہ والے کی صحبت نہ اُٹھائی ہو جیسے دیسی آم لنگڑے آم کی پیوند کے بغیر لنگڑا آم نہیں بن سکتا، آپ دیسی آم کو لنگڑے آم سے متعلق ایک لاکھ کتابیں مع سند اور مصنفین کے نام کے ساتھ یاد کرا دیں بلکہ سوانح مصنفین کا بھی حافظ بھی بنا دیں لیکن جب تک اسے لنگڑے آم کی قلم نہیں لگے گی اُس وقت تک دیسی آم لنگڑا آم نہیں بنے گا۔ میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے جب میری اس مثال کو سنا تو ہنس کر فرمایا کہ دیسی آم لنگڑے آم کی صحبت اور قلم سے لنگڑا آم ہوتا ہے لیکن دیسی دل، غفلت کا مارا دل، حُبِّ جاہ اور دنیا کے مال کا مارا ہوا دل جب اللہ والوں کے دل سے پیوند کھاتا ہے تو لنگڑا دل نہیں بنتا، تگڑا دل بن جاتا ہے اور اس کے پاس جتنے بگڑے دل رہتے ہیں وہ بھی تگڑے دل بن جاتے ہیں۔ حضرت نے کیا

عمدہ بات فرمائی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ سمجھیں کہ ہم اللہ والوں کے دل سے اپنا دل پیوند کریں گے تو کہیں ہمارا دل لنگڑا نہ ہو جائے۔ واہ رے شیخ! اس کو شیخ کہتے ہیں، فرمایا کہ اللہ والوں کے دل سے جب تمہارا دل پیوند ہوگا تو تگڑا دل بنے گا اور اتنا تگڑا ہوگا کہ سارا معاشرہ، سارا زمانہ آپ کو مرعوب نہیں کرسکتا ان شاء اللہ تعالیٰ اور آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ صاحب ہم زمانہ کے ہاتھوں مجبور ہوگئے تھے بلکہ اللہ والوں کی صحبت کے بعد وہ ایمان، وہ یقین عطا ہوگا کہ آپ اہلِ زمانہ سے بانگِ دُہل یہ اعلان کریں گے۔

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

## اہل اللہ سے کیسا تعلق ہونا چاہیے؟

جو شخص معاشرے سے، سوسائٹی سے، حُبِّ مال سے، حُبِّ جاہ سے دب کر مسلکِ اہلِ حق چھوڑ دے تو سمجھ لو کہ اس ظالم نے اہل اللہ کے دل سے صحیح طریقے سے پیوند کاری نہیں کی۔ ٹنڈو جام میں دیسی آم کو لنگڑا آم بنانے کا بہت بڑا ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ ہے، وہاں میں نے سائنسدان طالبِ علموں سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے دیسی آم کی شاخ کو لنگڑے آم کی شاخ سے اتنا مضبوط کیوں باندھا ہوا ہے؟ اگر تھوڑی سی (Loosing) ہو یعنی ڈھیلا ڈھالا تعلق ہو تو کیا حرج ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر دیسی آم کی شاخ میں اور لنگڑے آم کی شاخ میں ذرا سا بھی فاصلہ ہوگا، ذرا سا بھی فصل ہوگا اور مضبوطی کے ساتھ کس کر نہیں باندھیں گے تو اس فصل کی وجہ سے، اس جدائی اور ڈھیلے پن کی وجہ سے لنگڑے آم کی سیرت، صورت اور خاصیت دیسی آم میں منتقل نہیں ہوگی۔ یہ ہے راز کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا کہ اپنے شیخ سے جتنا زیادہ تعلق ہوگا اتنا ہی فیض منتقل ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ اور مربی کی محبت و تعلق کو تین جملوں سے سکھا دیا، ان کا یہ سبق قیامت تک کے لیے درسِ محبت اور درسِ ادب ہے۔ ہر شخص اپنے شیخ اور مربی کے بارے میں اس سے سبق لے سکتا ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر مجھ کو ساری دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں نمبر ا۔ خوشبو، نمبر ۲۔ نیک بیوی، نمبر ۳۔ قُرَّةُ عَيْنِيُ الصَّلٰوةُ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ جب میں سجدہ میں سر رکھتا ہوں ؂

کیا کہوں قربِ سجدہ کا عالم
یہ زمیں جیسے ہے آسماں میں

## اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک سے تعلق کی لذت

حضرت شاہ فضلِ رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مولوی اشرف علی تم میرے خاص ہو اس لیے بتاتا ہوں کہ جب فضلِ رحمٰن سجدے میں سر رکھتا ہے تو اتنا مزہ آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے میرا پیار لے لیا ہو اور فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جب میں جنت میں جاؤں گا تو وہاں بھی تلاوت کرتا رہوں گا، جب حوریں آئیں گی کہ میاں ذرا ہماری طرف بھی توجہ کرو تو ان سے کہوں گا کہ بیبیو! اگر اللہ تعالیٰ کا کلام سننا ہے تو تشریف رکھو ورنہ اپنا راستہ لو۔ اور ہم لوگوں کے دل میں کیا ہے وہ بھی سنائے دیتا ہوں کہ خدا کے عاشقوں کا تو یہ مقام ہے جبکہ ہمارے یہ جذبات ہیں ؂

دنیا سے مر کے جب تم جنت کی طرف جانا
اے عاشقانِ صورت! حوروں سے لپٹ جانا

## حدیث كَلِّمِيْنِيْ يَا حُمَيْرَاءُ کی تشریح از مولانا گنگوہی

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز

ہے، اسی وجہ سے تہجد میں آپ اتنا طویل قیام فرماتے تھے کہ پاؤں میں سوجن آجاتی تھی، ایک رکعت میں کئی کئی پارے پڑھتے تھے، اسی وجہ سے آپ کی روحِ مبارک تہجد کے وقت اس اونچے مقام پر پہنچتی تھی کہ عرشِ اعظم کا طواف کرتی تھی اور جب فجر کا وقت قریب ہوتا تو آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے تھے کَلِّمِيْنِيْ يَاحُمَيْرَاءُ اے حمیرا مجھ سے باتیں کرو۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی یہ گفتگو بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسی نہیں تھی جیسی ہم لوگ اپنی بیویوں سے بہ تقاضائے بشریت کرتے ہیں بلکہ بہ تقاضائے عظمتِ الوہیت عرشِ اعظم کا طواف کرتی ہوئی اپنی روحِ مبارک کو آپ مسجدِ نبوی کے مصلیٰ پر اتارنے کے لیے یہ گفتگو فرماتے تھے تاکہ فجر کی اِمامت کا حق ادا ہوسکے ورنہ اگر روح مبارک عرشِ اعظم کا طواف کرتی رہتی تو آپ فجر کی نماز پڑھانے پر قادر نہ ہوتے ؎

نمودِ جلوۂ بے رنگ سے ہوش اس قدر گم ہیں
کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی

## درود شریف سے پہلے استغفار پڑھنے کی حکمت

حضرت مولانا گنگوہی سے ایک شخص نے سوال کیا کہ میں پہلے درود شریف پڑھا کروں یا پہلے استغفار کروں؟ آپ نے فرمایا کہ تم پہلے کپڑے دھوکر بعد میں عطر لگاتے ہو یا پہلے عطر لگا کر پھر کپڑے دھوتے ہو؟ اس نے کہا کہ پہلے کپڑے دھوتے ہیں پھر عطر لگاتے ہیں تو فرمایا کہ پہلے استغفار اور توبہ کرکے اپنی روح کو نجاستِ معصیت سے پاک صاف کرلو پھر درود شریف کا عطر لگایا کرو۔ یہ ہیں علوم ہمارے اکابر کے **هٰؤُلَاءِ اٰبَآئِيْ فَجِئْنِيْ بِمِثْلِهِمْ** یہ جواب میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نیوٹاؤن کی مسجد میں

مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے سوال پر دیا تھا، اختر بھی اس وقت موجود تھا اور شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم بھی موجود تھے، بڑے بڑے علماء حاضر تھے کیونکہ میرے شیخ نے جن سے حدیث پڑھی تھی انہوں نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پڑھی تھی۔ اس لیے میں مولانا گنگوہی کی بات دو واسطوں سے آپ کو نقل کر رہا ہوں، اختر اپنے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتا ہے اور میرے شیخ اپنے استاد مولانا ماجد علی جونپوری سے روایت فرماتے تھے اور وہ روایت کرتے تھے مولانا گنگوہی سے۔ مولانا گنگوہی کی بات پر یہ بات یاد آ گئی۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور ایسے محبوب مرید تھے کہ ایک مرتبہ حضرت گنگوہی سے کہہ کر گئے کہ مغرب تک آ جاؤں گا لیکن جب مغرب تک نہیں آئے تو مغرب پڑھ کر حضرت گنگوہی اپنے صحن میں ان کی یاد میں روتے ہوئے یہ شعر پڑھتے رہے ؎

مت آئیو او وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح سے دن گذرا، گذر جائے گی شب بھی

یہ ہیں اللہ والے جو اپنے شاگردوں سے اس طرح سے محبت کرتے تھے کہ پریشانی میں ٹہل رہے ہیں اور یہ شعر پڑھ رہے ہیں ؎

مت آئیو او وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح سے دن گذرا، گذر جائے گی شب بھی

## اللہ تعالیٰ نے علماء کو اہلِ ذکر کیوں فرمایا؟

مولانا ماجد علی جونپوری مولانا یحییٰ صاحب کے ساتھ پڑھتے تھے، مولانا یحییٰ نے بارہا کہا کہ مولوی ماجد علی بخاری شریف کی روح تم کو تب ملے گی

اور تم صحیح عالم تب بنو گے جب کسی اللہ والے سے بیعت ہو جاؤ گے اور اللہ اللہ بھی کرو گے کیونکہ علماء کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ ذکر سے خطاب فرمایا ہے:

﴿فَسْئَلُوْآ اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

(سورۃ النحل، آیت:۴۳)

اے دنیا والو! اگر تم بے علم ہو تو علماء جن کو میں اہلِ ذکر سے تعبیر کر رہا ہوں ان سے سوال کر لیا کرو۔ شاہ عبدالغنی صاحب فرماتے ہیں کہ علماء کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ ذکر فرمایا ہے، اگر ہم مولوی لوگ بھی خدا کی یاد میں کمی کریں تو بتاؤ اس آیت کی نعمت کی ناشکری ہے یا نہیں؟

## دوستی کا اصل حق

مولانا ماجد علی جونپوری کو تصوف سے اور مرید ہونے سے مناسبت نہیں تھی لیکن واہ اس کو کہتے ہیں دوست! جب مولانا یحییٰ نے دیکھا کہ یہ آزادی چاہتا ہے اور کسی اللہ والے کے ہاتھ پر اپنے کو نہیں بیچ رہا ہے تو سوچا کہ یہ ظالم محروم رہے گا کہ ایک قطب العالم، محدثِ عظیم، اپنے وقت کے اتنے بڑے فقیہ کہ اگر دعویٰ اجتہاد فرماتے تو نباہ دیتے، یہ قول حکیم الامت تھانوی کا ہے۔ تو مولانا یحییٰ نے مولانا ماجد علی جونپوری کو مرید کرنے کی ایک ترکیب نکالی، ایک دن مولانا گنگوہی نے بخاری شریف پڑھاتے ہوئے درمیان میں وقفہ فرمایا تو مولانا یحییٰ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آپ مولوی ماجد علی کو بیعت فرما لیجیے، ذرا عنوان دیکھیے، یہ نہیں کہا کہ مولوی ماجد علی بیعت ہونا چاہتے ہیں یہ تو جھوٹ ہو جاتا اس لیے یہ فرمایا کہ آپ مولوی ماجد علی کو بیعت فرمالیں۔ مولانا گنگوہی سمجھے کہ مولوی ماجد علی نے انہیں وکیل بنایا ہے، انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا، اب اتنا بڑا شیخ، قطب العالم، محدثِ عظیم اپنے شاگرد کی طرف ہاتھ بڑھائے تو وہ شاگرد کتنا نالائق ہوگا جو ہاتھ کھینچ کر کہہ دے کہ میں بیعت نہیں ہونا چاہتا لہٰذا

انہوں نے بھی فوراً ہاتھ بڑھایا اور بیعت ہو گئے۔ میرے مرشدِ اوّل شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ساری زندگی مولانا ماجد علی جونپوری مولانا یحییٰ صاحب کو شکریہ کا خط لکھتے رہے کہ مولانا یحییٰ تمھارا مجھ پر اتنا بڑا احسان ہے جس کا بدلہ خدا ہی قیامت کے دن تمہیں عطا فرمائے گا کہ مجھ جیسے نالائق کو تم نے مولانا گنگوہی کے ہاتھ پر بیعت کرا کے اتنے بڑے قطب العالم کے سلسلے میں داخل کر دیا، اگر تم مجھ پر یہ مہربانی نہ کرتے تو میں محروم رہ جاتا۔

## چھینک آنے پر الحمد للہ کہنے کی حکمت

میرے شیخ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا گنگوہی نے طلباء سے دریافت فرمایا کہ جب چھینک آتی ہے تو شریعت نے الحمد للہ کہنے کا حکم کیوں دیا؟ طلباء نے کہا حضرت! محدثینِ کرام نے لکھا ہے کہ بخاراتِ ردّیہ جو دماغ میں ہوتے ہیں چھینک آنے سے نکل جاتے ہیں، خروجِ بخاراتِ ردّیہ سے دماغ کو آرام ملتا ہے اس لیے الحمد للہ کہہ کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ ایک جواب اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو یہ عطا فرمایا کہ چھینکتے وقت انسان کی شکل بگڑ جاتی ہے اور ایسی بگڑتی ہے کہ اگر خدا چھینک کو وہیں روک دے اور پچھلی شکل پر اس کو واپس نہ لائے تو اسے کوئی نہیں پہچان سکتا یہاں تک کہ بیوی بھی گھر میں نہیں گھسنے دے گی کہ یہ کون جانور آرہا ہے تو چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہنا اس بات کا شکریہ ہے کہ یا اللہ میری شکل جو بگڑ گئی تھی آپ نے دوبارہ اسے درست فرما دیا۔ اُولٰٓئِکَ اٰبَآئِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِھِمْ یہ ہیں ہمارے باپ داداؤں کے علوم!

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غشی کی وجد آفریں توجیہ

مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ نازل ہوئی اور جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے معانقہ کیا تو حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھوڑی دیر کے لیے غشی سی آگئی اور گھر واپس ہو کر آپ نے فرمایا زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ اے خدیجہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ آپ پر یہ کیفیت کیوں طاری ہوئی ؟ کیا نعوذ باللہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طاقت زیادہ تھی؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج میں وہ مقام عطا فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ کے نبی ! اب میں آگے نہیں بڑھ سکتا، اب اگر میں آگے بڑھا تو میرے پر جل جائیں گے، یہ آپ کا مقام ہے، آپ آگے جائیے۔ تو مولانا گنگوہی نے اس کا ایسا پیارا جواب دیا کہ آپ بھی مست ہو جائیں گے ان شاء اللہ، فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کی ہیبت سے بے ہوش نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ کو عرب کے کافروں کے آئینے میں اپنا حسنِ نبوت نظر نہیں آیا کیونکہ وہ تاریک آئینے تھے لیکن جب جبرئیل علیہ السلام کا روشن آئینہ نظر آیا تھا اور آپ پر اپنا مقام نبوت، حسنِ نبوت، جمالِ نبوت منکشف ہوا تو اپنے ہی جمالِ حسن سے آپ بے ہوش ہو گئے ؎

غش کھا کے گر گئے تھے وہ آئینہ دیکھ کر
خود اپنے حسن ہی سے وہ بے ہوش ہو گئے

ایک شیر بکریوں میں رہتے ہوئے سمجھتا تھا کہ میں بھی بکری ہوں۔ ایک دن دریا میں اپنی شکل دیکھی تب اس نے کہا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ میں تو کچھ اور ہوں لہٰذا ایسی دھاڑ ماری کہ ساری بکریاں ڈر کر بھاگ گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آئینۂ جبرئیل میں مقامِ نبوت کو منکشف فرمایا، اپنے ہی جمالِ نبوت سے آپ پر غشی طاری ہو گئی ؎

غش کھا کے گر گئے تھے وہ آئینہ دیکھ کر
خود اپنے حسن ہی سے وہ بے ہوش ہو گئے

کیا تعبیر کی ہے ذرا سوچیے اس کو اُولٰٓئِکَ اٰبَآئِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ کیسی محبت کی تعبیر کی ہے اور مقامِ نبوت کو کس طرح بیان کیا ہے۔

## صحابہ کا مقامِ عشق

تو دوستو! یہ عرض کر رہا تھا کہ اپنے شیخ و مربی کی محبت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرامین اور ان کی محبت سے سیکھو، صحابہ کا تو وہ مقام ہے کہ محبت خود ان سے محبت کرنا سیکھے، ان کے سامنے محبت خود آدابِ محبت نہیں جانتی، صحابہ کی محبت سے محبت کرنا سیکھو، صحابہ کی محبت سے سبق لو کہ محبت کیا چیز ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہے کہ کائنات میں آپ کو تین چیزیں پسند ہیں تو ابوبکر کو بھی پوری کائنات میں تین چیزیں پسند ہیں۔ نمبرا:

﴿اَلنَّظَرُ اِلَیْکَ﴾

جب میں آپ کو ایک نظر دیکھتا ہوں تو مجھ کو ساری دنیا کی لذتوں سے زیادہ مزہ آتا ہے۔ مرید کا بھی یہی مقام ہونا چاہیے کہ جب شیخ کو ایک نظر دیکھے تو ساری کائنات کی لذتوں سے زیادہ اسے مزہ آئے بشرطیکہ شیخ متبع سنت، متبع شریعت اور صاحبِ نسبتِ عظمیٰ ہو۔ نمبر۲:

﴿وَالْجُلُوْسُ بَیْنَ یَدَیْکَ﴾

اے اللہ کے نبی! جب آپ کے پاس بیٹھتا ہوں تو مجھے ساری کائنات کی لذات سے زیادہ آپ کے پاس بیٹھنا لذیذ معلوم ہوتا ہے۔ نمبر۳:

﴿وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلَیْکَ﴾

اور آپ پر اپنا مال خرچ کرنا مجھے کائنات کی ساری لذتوں سے زیادہ لذیذ معلوم ہوتا ہے، مگر جو صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مال خرچ کرتا تھا تو آپ اس مال کو جہاد میں خرچ کرتے تھے، اپنی بلڈنگ نہیں کھڑی کرتے تھے لہٰذا جو اللہ تعالیٰ کی

عطا کی ہوئی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر فدا کردے اور نعمتوں سے زیادہ نعمت دینے والے کو پیار کرے وہ اصلی ولی اللہ ہے، یہ نہیں کہ نعمتوں کو دیکھ کر، اپنی خوبصورت بیوی کو دیکھ کر، بال بچوں کو دیکھ کر، کباب بریانی دیکھ کر نعمت دینے والے کو بھول جائے۔

## نعمت دینے والا نعمت سے افضل ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۵۲)

حکیم الامت نے اس کی یہ تفسیر فرمائی ہے کہ تم ہم کو یاد کرو اطاعت کے ساتھ، ہم تم کو یاد کریں گے عنایت کے ساتھ، اگر اطاعت نہیں ہے تو سبحان اللہ بھی قبول نہیں، جماعت سے نماز ہورہی ہے اور تم الگ بیٹھ کر سبحان اللہ پڑھ رہے ہو، عورت سامنے ہے اور تم نظر بچانے کے بجائے ماشاء اللہ ماشاء اللہ کہہ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو کیا جمال دیا ہے، یہ اطاعت ہے؟ حرام نمک چکھنا جائز ہے؟ البتہ اپنی بیوی کا نمک چکھنا حلال ہے لیکن اس کی بھی اتنی محبت نہ ہو کہ قیسِ ثانی بن جاؤ اور اللہ کو بھول جاؤ۔

مفسرِ عظیم علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو مقدم فرمایا اور شکر کو مؤخر فرمایا تو اس سے تصوف کا ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہوگیا کہ نعمتوں سے زیادہ نعمت دینے والے کو یاد کرو، جو نعمت دیکھ کر منعم سے غافل ہوجائے، مال و دولت اور نوٹوں کی گڈیاں دیکھ کر اللہ سے غافل ہوجائے، حبِ جاہ کی وجہ سے اللہ سے غافل ہوجائے کہ سارا بنگلہ دیش اُس کو سلام کرے، جاہ کا نشہ ہو یا مال کا یا حسن کا اگر وہ خدا تعالیٰ سے غافل کردے تو ایسا شخص ولایتِ عظمیٰ سے محروم رہے گا۔ علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو شکر پر کیوں مقدم کیا:

﴿فَاِنَّ اللہَ تَعَالٰی قَدَّمَ ذِکْرَہٗ عَلٰی شُکْرِہٖ لِاَنَّ حَاصِلَ الذِّکْرِ الْاِشْتِغَالُ بِالْمُنْعِمِ وَاِنَّ حَاصِلَ الشُّکْرِ الْاِشْتِغَالُ بِالنِّعْمَۃِ فَالْاِشْتِغَالُ بِالْمُنْعِمِ اَفْضَلُ مِنَ الْاِشْتِغَالِ بِالنِّعْمَۃِ﴾

یعنی جب نعمت دینے والے کا حکم آجائے تو نعمتوں کو چھوڑ کر نعمت دینے والے کی محبت اور اطاعت میں لگ جاؤ، حسین و جمیل عورت سامنے آجائے، حسین و جمیل لڑکا سامنے ہو لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان اس وقت نہ بھولو یعنی نگاہوں کی حفاظت کرو، اگر حسین لڑکا سامنے آجائے تو یہ کہو کہ اس کا حسن و جمال اس کی بیوی کو مبارک ہو۔

## اسلام میں عورتوں کے حقوق

اگر بیوی اپنے حسین شوہر کو پیار کرلے تو جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ مستحب ہے:

﴿اِدْخَالُ السُّرُوْرِ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ﴾

(المرقاۃ، کتابُ الاداب، بابُ الحب فی اللہ ومن اللہ، ج:۸، ص:۲۴۸)

اس سے شوہر کا دل خوش ہو جائے گا کہ نہیں؟ اور اگر حسین عورت پر اچانک نظر پڑ گئی تو کہو یا اللہ اس کا حسن اس کے شوہر کو مبارک ہو، میری لیے وہی ہے جو آپ نے مجھے عطا فرمائی ہے، میرے لیے دنیا میں کوئی عورت اس سے بڑھ کر نہیں جو آپ نے مجھے عطا فرمائی۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ جنت میں مسلمان عورتیں حوروں سے زیادہ خوبصورت کردی جائیں گی۔ بس چند دن صبر کرلو جیسے پلیٹ فارم کی چائے جیسی بھی ہو بحالتِ مجبوری پی لیتے ہو اسی طرح اگر مسلمان بیویاں شکل میں کمتر ہیں تو ان کو حقیر مت سمجھو، وہ جنت میں حوروں سے زیادہ حسین کردی جائیں گی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے پوچھا کہ مسلمان بیویوں کو یہ فضیلت کیوں ملے گی؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

﴿بِصَلَاتِهِنَّ وَصِيَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ اَلْبَسَ اللهُ وُجُوهَهُنَّ النُّوْرَ﴾

(روح المعانی، ج:۲۷، ص:۱۲۶)

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی سے کھانے میں غلطی سے نمک تیز ہوگیا، اس کے شوہر نے اسے کچھ نہیں کہا اور یہ سوچا کہ اگر میری بیٹی سے نمک تیز ہو جاتا تو میں یہی چاہتا کہ میرا داماد اس کی پٹائی نہ کرے، اسے معاف کردے، اے خدا یہ بھی کسی کی بیٹی ہے اور سب سے بڑھ کر آپ کی بندی ہے، میں آپ کی خاطر اسے معاف کرتا ہوں۔ جب اس کا انتقال ہوا تو ایک ولی اللہ نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے معاصی پر گرفت فرمائی، میں سمجھا کہ شاید جہنم میں جاؤں گا، لیکن آخر میں فرمایا کہ اے شخص! تو نے ایک دن میری بندی کو نمک تیز کرنے کی غلطی پر معاف کردیا تھا اور میری خاطر میری بندی سمجھ کر نہ اس کو گالی دی نہ پٹائی کی، تیرے اس عمل کے بدلے میں آج میں تجھ کو معاف کرتا ہوں۔

## آدابِ شیخ

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان تین باتوں سے محبتِ شیخ کا سبق لو کہ ہمیں اپنے شیخ سے ایسی محبت کرنی چاہیے کہ ایک نظر متبع سنت مربی اور مرشد کو دیکھنا ہمیں سارے جہان سے عزیز تر ہو، اس کے پاس بیٹھنے کی نعمت سارے جہان کی نعمتوں سے عزیز تر ہو اور جب شیخ ہمارا مال دین کے راستے میں خرچ کرائے تو اس پر مال خرچ کرنا سارے عالم کی نعمتوں سے لذیذ تر ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والدین کو ایک نظر محبت سے دیکھنے کا ثواب ایک حج مقبول کے برابر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فضیلت سن

کر صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر تو ہم بہت زیادہ ثواب لے لیں گے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت بڑی ہے، وہاں کوئی کمی نہیں۔ اور جو ماں باپ کو ستاتا ہے اس کو موت نہ آئے گی جب تک دنیا ہی میں خدا عذاب نہ دے دے۔

## اللہ والوں کو احترام کی نظر سے دیکھنے پر اللہ ملتا ہے

ایک صاحب نے آج ہی سوال کیا کہ جب ماں باپ کو محبت سے دیکھنے پر ایک حجِ مقبول کا ثواب ملتا ہے تو شیخ جو روحانی باپ ہے اس کو دیکھنے سے کیا ثواب ملے گا؟ میں نے کہا کہ بھئی دیکھو! ماں باپ کو محبت سے دیکھنے پر ایک حجِ مقبول کا ثواب ملے گا مگر حجِ فرض ادا نہیں ہوگا ورنہ سارا روپیہ بچا کر ابا اماں کو دیکھ لو اور کہہ دو میں نے حج کر لیا تو جب ماں باپ کو جو جسمانی تربیت کرتے ہیں محبت سے دیکھنے پر حجِ مقبول کا ثواب ملتا ہے تو شیخ جو روحانی تربیت کرتا ہے اللہ کے لیے اس کو احترام کی نظر سے دیکھنے پر اللہ ملتا ہے:

﴿اِذَا رُأُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ﴾

(مسند احمد، مسند الشامیین)

اللہ والے وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔

## تقویٰ اہلِ تقویٰ سے ملتا ہے

بیان کے شروع میں میں نے جو آیت تلاوت کی تھی اب اس کا ترجمہ کرتا ہوں، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ﴾

(سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۱۹)

اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو تا کہ متقی مومن بن کر میرے ولی ہو جاؤ کیونکہ ولایت کی حقیقت ایمان اور تقویٰ ہے:

﴿فَاِنَّ حَقِیْقَةَ الْوِلَایَةِ الْاِیْمَانُ وَالتَّقْوٰی کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی
اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ
اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ﴾

جومومن ہو کر متقی نہیں ہوگا اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنْ اَوْلِیَآءُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾
(سورۃ الانفال، آیت: ۳۴)

اللہ تعالیٰ کے ولی صرف متقی بندے ہیں یعنی ولایت کا دارومدار تقویٰ پر ہے:

﴿اِنَّ مَدَارَ الْوِلَایَةِ وَتَأْسِیْسَ الْوِلَایَةِ التَّقْوٰی﴾

لیکن ہم تقویٰ کہاں سے پائیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾
(سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۱۹)

اگر تمہیں تقویٰ حاصل کرنا ہے تو متقی بندوں کے ساتھ رہ پڑو، یہاں صادقین بمعنی متقین ہے، اب اگر کوئی کہے کہ صادقین کی تفسیر متقین کیوں کی؟ تو اس کا جواب قرآن پاک کی دوسری آیت سے ملتا ہے:

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾
(سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۷۷)

جو لوگ سچے ہیں وہی متقی ہیں یعنی صادق اور متقی میں نسبتِ تساوی ہے:

﴿کُلُّ مَنْ یَّکُوْنُ صَادِقًا یَکُوْنُ مُتَّقِیًا وَکُلُّ مَنْ یَّکُوْنُ مُتَّقِیًا یَکُوْنُ صَادِقًا﴾

اب یہاں ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب صادقین سے مراد متقین فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ میں صادقین کی جگہ متقین کیوں نازل نہیں فرمایا؟ تو اس کا راز اللہ تعالیٰ نے اختر کے دل کو عطا فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص دھوکہ دینے کے لیے ہمیں پھنسا دیتا اور اس کے اندر تقویٰ نہ ہوتا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تقویٰ میں سچے ہیں اَلصَّادِقِیْنَ فِیْ

التَّقْوٰی ہیں انہی کی صحبت سے تمہیں تقویٰ ملے گا وَ الْکَاذِبِیْنَ فِی التَّقْوٰی اور جو تقویٰ میں کاذب ہیں، مدعی کاذب ہیں ان کی صحبت سے تمھیں تقویٰ نہیں ملے گا۔

## حصولِ تقویٰ کے لیے اہلِ تقویٰ کی کتنی صحبت درکار ہے؟

میرے شیخ شاہ عبدالغنی فرماتے تھے کہ اکھاڑے میں استاد کی لات کھانے والا بھی پہلوان ہو جاتا ہے چاہے زیادہ بادام دودھ نہ پیے اسی طرح اللہ والوں کی صحبت میں رہنے والے کچھ نہ کچھ تو پا ہی جائیں گے لیکن جو اُن کے مشوروں پر عمل کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ صاحبِ نسبتِ عظمیٰ اور صاحبِ تقویٰ کامل بن جائیں گے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اہلِ تقویٰ کے پاس کتنا رہیں کہ ہم بھی متقی بن جائیں؟ اس کا جواب علامہ آلوسی سید محمود بغدادی تفسیر روح المعانی میں آیت کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿اَلْمُرَادُ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ خَالِطُوْھُمْ لِتَکُوْنُوْا مِثْلَھُمْ﴾

اہلِ تقویٰ کے ساتھ اتنا رہو کہ تمہارے قلب میں ان کا تقویٰ منتقل ہو جائے، ان کی آہ و فغاں، ان کی اتباعِ سنت، ان کی حفاظتِ نظر، ان کی حفاظتِ سماعت غرض باطن کی ساری چیزیں منتقل ہو جائیں تب سمجھ لو کہ ان کی صحبت کا حاصل، حاصل ہو گیا۔

## حصولِ تقویٰ کے لیے مجاہدے کی اہمیت

اگر کوئی پوچھے کہ تل کتنا گلاب کے پھول میں رہے کہ گلِ روغن بن جائے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس پر لازم ہے کہ اتنے دن تک اس کو گلاب میں رکھا جائے کہ گلاب کی خوشبو اس میں نفوذ کر جائے پھر وہ مجاہدہ کرے تو گلِ روغن نکلے گا تلی کا تیل نہیں نکلے گا اور اگر تکبر کی وجہ سے وہ گلاب کے پھول کی صحبت سے منکر ہے، دعوی ناز و پندار میں مبتلا ہے تو اس کو کتنا ہی کولھو میں پیس لو، کتنا ہی مجاہدہ کرالو لیکن رہے گا تل کا تیل، نہ اس کا دام بدلے گا، نہ نام بدلے گا،

نہ کام بدلے گا۔ اس لیے جتنے علماء ربانین ہوئے ہیں صالحین اور مشائخ کی صحبت کے صدقے میں ہوئے ہیں۔آج اسی کی کمی ہے، آج علم کم نہیں ہے، دنیا میں بڑی بڑی کروڑوں روپے کی لائبریریاں ہیں لیکن صحبتِ اہل اللہ، صحبت صالحین کی محرومی کی وجہ ہے کہ اہل علم ہونے کے باوجود سگریٹ پی رہے ہیں، جماعت سے نماز ہورہی ہے تو جماعت کی نماز نہیں پڑھتے لہٰذا کتب بینی کے ساتھ ساتھ قطب بینی بھی ضروری ہے۔

## صحبت اہل اللہ پر ایک الہامی مضمون

جب پہلی وحی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ نازل ہوئی تو اس وقت قرآن مکمل نازل نہیں ہوا تھا لیکن اس وقت جو صحابی ایمان لائے تو اللہ کے رسول کی صحبت میں پہل کرنے کے صدقے میں ان کا مقام بعد کے لوگوں سے زیادہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس کا انتظار نہیں فرمایا کہ صحابیت کا اعلیٰ مقام تب ملے گا جب قرآن مکمل نازل ہوجائے گا لیکن جس وقت غارِ حرا میں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ نازل ہوئی تو ساری کتابیں اسی وقت منسوخ ہوگئیں۔اس پر میں ایک شعر پڑھتا ہوں ؎

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ ہفت ملت بشست

وہ یتیم نبی جس پر قرآن ابھی مکمل نازل نہیں ہوا ساری توریت، انجیل، زبور اسی وقت منسوخ ہوگئیں حالانکہ ابھی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ نازل ہوئی ہے، مکمل قرآن نازل نہیں ہوا۔

## عظمت ومناقبِ صحابہ

تو صحبت وہ نعمت ہے کہ اب قیامت تک کوئی صحابی نہیں ہوسکتا کیونکہ صحابہ نے خدا دیدہ نگاہوں کو دیکھا تھا، اللہ کے رسول نے معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا یا نہیں؟ تو جن صحابہ نے خدا دیکھنے والی آنکھوں کو دیکھا تھا اب وہ

خدا دیدہ آنکھ قیامت تک کسی کو نصیب نہیں ہوسکتی لہٰذا اب قیامت تک کوئی صحابی نہیں ہوسکتا۔ اور جو صحابہ کو برا کہتا ہے اس کے بارے میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

﴿اِذَا رَأَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللهِ عَلٰی شَرِّکُمْ﴾

(سننُ الترمذی، کتابُ المناقب، باب فیمن سب اصحاب النبی ﷺ)

جن کو تم دیکھو کہ قلم یا زبان سے صحابہ پر تنقید کرتے ہیں، ان کی برائی کرتے ہیں تو تم کہو کہ لعنت ہو تمہارے شر پر۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَ مَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ﴾

(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب قریش)

میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کو نشانۂ ملامت نہ بنانا پس جس شخص نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ علامہ آلوسی نے فرمایا کہ جس کو صحابہ کی مدح و تعریف سے، ان کی عظمتوں سے، ان کی رفعتِ شان سے انقباض ہوتا ہو، دُکھ پہنچتا ہو، وہ اپنے ایمان کی خیر منائے اور اس کی دلیل قرآنِ پاک کی یہ آیت ہے:

﴿لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ﴾

(سورۃ الفتح، آیت: ۲۹)

صحابہ کی تعریف سے جن کو غیظ آئے، چہرہ مرجھا جائے تو سمجھ لو کہ اس پر لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ کا کچھ عکس آگیا ہے، اس کے اندر خطرناک مرض موجود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو صحابہ کی تعریف فرمارہے ہیں:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ

تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ﴾

(سورۃ الفتح، آیت: ۲۹)

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں ان کی خوبیاں یہ ہیں کہ وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر نہایت رحمدل ہیں، ان کو دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں، کبھی سجدے میں ہیں غرض وہ اللہ کے فضل اور خوشنودی کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں، سجدوں کے اثر سے ان کے دل کا نور ان کے چہروں سے نمایاں ہے اور توریت اور انجیل میں ان کی تعریفیں مذکور ہیں۔

ہمارے اکابر نے فرمایا کہ صحابہ تو بہت بڑے ہیں کسی ولی اللہ کے ساتھ گستاخی اور بدتمیزی کرنے والے اور انہیں برا بھلا کہنے والے سے اللہ کا اعلانِ جنگ ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں خدا کی قسم! جہاد کے وقت ایک ادنیٰ صحابی کے گھوڑے پر جو گرد جمتی ہے عبدالقادر جیلانی اس گرد کے برابر بھی نہیں ہے لیکن جملہ اولیاء اللہ کا احترام و اکرام ہم پر لازم ہے۔ جب عام مسلمانوں کی غیبت حرام ہے:

﴿اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا﴾

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، ص: ۴۱۵)

تو اولیاء اللہ کے ساتھ جو لوگ بدتمیزی کرتے ہیں ان کے بارے میں حدیث ہے:

﴿مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ﴾

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، ج: ۲، ص: ۹۶۳)

جو کسی ولی اللہ کو دکھ پہنچاتا اور انہیں ستاتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اعلانِ

جنگ ہے۔

## آیت وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا ......الخ کی تفسیر

اب اگلی آیت وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ کی تفسیر بیان کرتا ہوں، علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں اس کی چار تفسیریں بیان کی ہیں۔

### پہلی تفسیر......رضائے الٰہی کی تلاش میں مشقت اُٹھانے والے

﴿اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِی ابْتِغَآءِ مَرْضَاتِنَا﴾

جو مجھ کو خوش کرنے کے لیے ہر تکلیف کو گوارہ کرتے ہیں۔ جس طرح بغیر مجاہدے اور گلاب کے پھول کی صحبت اُٹھائے تل کا تیل گلِ روغن نہیں ہوسکتا ایسے ہی بغیر مجاہدے کے اہل اللہ کی صحبت مکمل نافع نہیں ہوتی۔ لوگ لکھتے ہیں کہ صاحب سارے گناہ چھوڑ دیئے مگر نظر بچانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے اس لیے یہ گناہ نہیں چھوٹ رہا ہے۔ بتاؤ! یہ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا میں شامل ہے؟ اس لیے اس کی تفسیرِ اوّل ہے:

﴿اَلْعَلَّامَۃُ الْقَاضِیْ ثَنَاءُ اللہِ بَانِیْ بَتِّیْ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی یَکْتُبُ فِیْ تَفْسِیْرِہِ الْمُسَمّٰی بِتَفْسِیْرِ الْمَظْھَرِیِّ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا اَیْ اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِی ابْتِغَآءِ مَرْضَاتِنَا﴾

یعنی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے اللہ کو خوش کرنے کے لیے ہر تکلیف اُٹھا لیتے ہیں۔

### دوسری تفسیر......دین کی نصرت میں تکلیف اٹھانے والے

﴿اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِیْ نُصْرَۃِ دِیْنِنَا﴾

جو دین کے پھیلانے میں محنت کرتے ہیں یعنی صرف خود دین دار بن جانا کافی

نہیں ہے بلکہ دین پھیلانے کے لیے بھی مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔

## تیسری تفسیر...... تعمیلِ احکامِ الٰہیہ میں مشقت اٹھانے والے

﴿اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِی امْتِثَالِ اَوَامِرِنَا﴾

جو میرے ہر حکم کو بجالاتے ہیں۔

## چوتھی تفسیر......اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی تکلیف اُٹھانے والے

﴿اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِی الْاِنْتِھَآءِ عَنْ مَّنَاھِیْنَا﴾

جن چیزوں سے اللہ نے منع کیا ہے ان چیزوں سے اپنے نفس کو روکتے ہیں، ان چار تفسیروں کے بعد لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ہے، لام تاکید با نون ثقیلہ سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور علامہ آلوسی لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا کی تفسیر فرماتے ہیں اَیْ لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَ السَّیْرِ اِلَیْنَا وَ سُبُلَ الْوُصُوْلِ اِلٰی جَنَابِنَا یعنی جو یہ چار مجاہدات کرتا ہے ہم اس کو سیر الی اللہ بھی دیتے ہیں اور وصول الی اللہ بھی یعنی اپنی بارگاہ میں اپنا درباری، اپنا مقرب بھی بناتے ہیں، وہ عارف باللہ بھی ہوتے ہیں اور مقرب باللہ بھی ہوتے ہیں۔

## محسنین سے کیا مراد ہے؟

آیت میں آگے ہے اِنَّ اللہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ان کا ایمان مجاہدے کی برکت سے، صحبتِ صالحین کی برکت سے احسانی ایمان ہوجاتا ہے اور احسانی ایمان کیا چیز ہے؟ علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ محسنین سے کیا مراد ہے؟ اَلْمُرَادُ بِالْمُحْسِنِیْنَ الَّذِیْنَ یُشَاھِدُوْنَ رَبَّھُمْ بِقُلُوْبِھِمْ حَتّٰی کَاَنَّھُمْ یَرَوْنَہٗ بِاَعْیُنِھِمْ یعنی محسنین وہ لوگ ہیں جن کا قلب اپنے رب کا ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے وہ اپنی آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں۔ اسی

لیے حدیثِ پاک ہے:

﴿اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ﴾

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب سؤال جبرئیل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام، ج:۱، ص:۱۲)

اپنے رب کی ایسے عبادت کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب ہسپتال میں آنکھ بنائی جاتی ہے تو آنکھ پر پٹی بندھی رہتی ہے، جب آنکھ میں روشنی آجاتی ہے تو پٹی کھول دی جاتی ہے تو دنیا میں ایمان و تقویٰ سے ہماری آنکھیں بنائی جارہی ہیں، اللہ تعالیٰ جنت میں یہ پٹی ہٹا دیں گے اور کَاَنَّ اَنَّ سے تبدیل ہو جائے گا کہ اب اپنے اللہ کو دیکھو ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ یہ ہے تمہارا رب، آج تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے کہ کوئی جھگڑا نہیں ہوگا جیسے ساری دنیا چاند کو دیکھتی ہے اور کوئی جھگڑا نہیں ہوتا اسی طرح وہاں اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے ان شاء اللہ، جنت میں جا کر ہمارے کَاَنَّ کا کاف ہٹ جائے گا اور اَنَّ رہ جائے گا یعنی ان آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھ لیں گے، لیکن ابھی اس دنیا میں ہماری آنکھیں بنائی جارہی ہیں۔

## تمام صحابہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی دلیل

میں نے بیان کے شروع میں جو حدیث پڑھی تھی وہ دلیل ہے صحبت کے اثرات پر کہ انسان اپنے خلیل کے دین پر جلد متخلق باخلاق الخلیل ہو جاتا ہے لہٰذا شیخ سے جتنی زیادہ محبت ہوگی اتنا ہی زیادہ وہ اس کے اخلاق سے متخلق ہو جائے گا یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے مقام کو کوئی نہیں پا سکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے عبد اللہ ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ اے عبد اللہ تم یہ اِشکال مت کیا کرو کہ میں ابوبکر صدیق کے بیٹے کو زیادہ نوازتا ہوں، اس کا وسوسہ بھی نہ لانا کیونکہ تمہارا باپ ابوبکر صدیق جیسا نہیں ہے اور تم ابوبکر صدیق کے بیٹے جیسے نہیں ہو اور پھر جوش میں فرمایا اے عبد اللہ سن لو!

عمر کی ساری زندگی کی راتوں کی عبادت سے ابوبکر صدیق کی اُس ایک رات کی عبادت افضل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت والی رات ہے اور عمر کی زندگی کے تمام دنوں کی عبادت سے ابوبکر صدیق کے اُس ایک دن کی عبادت افضل ہے جب ابوبکر صدیق نے تنہا جہاد کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں تنہا جہاد کروں گا چاہے کسی کو شرح صدر نہ ہو فَتَقَلَّدَ سَیْفَهٗ وَخَرَجَ وَحْدَهٗ انہوں نے گلے میں تلوار ڈالی اور تنہا جہاد کے لیے نکل پڑے۔

## حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا تعلق مع اللہ منصوص بالقرآن ہے

قرآنِ پاک کی آیت ہے:

﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾

(سورة اٰل عمران، آیت: ۱۵۹)

یعنی مشورہ کے بعد جس بات پر دل جم جائے اللہ پر بھروسہ کرکے اس پر عمل کرو چاہے اس کے خلاف کتنی ہی رائے کیوں نہ ہوں لہٰذا اس آیت سے جمہوریت کا بطلان ثابت ہوتا ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میں نے جہاد کرنے کا عزم کرلیا اور اللہ میرے ساتھ ہے کیونکہ غارِ ثور میں میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی:

﴿اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾

(سورةُ التوبة، آیت: ۴۰)

جب نبی اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ اے ابوبکر غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اے صحابہ جب غارِ ثور میں یہ آیت نازل ہوئی اس وقت آپ لوگ وہاں نہیں تھے، وہاں سوائے ابوبکر کے کوئی نہیں تھا لہٰذا میرے ساتھ اللہ کی معیت نصِ قطعی سے ہے۔ مفسرین اور محدثین لکھتے ہیں کہ صدیق اکبر تنہا جہاد کو نکل گئے تب سارے صحابہ نے عرض کیا شِمْ سَيْفَكَ يَا صِدِّيْقُ اے صدیق اکبر! تلوار کو میان میں ڈال لیں، اب ہم کو شرحِ صدر ہوگیا ہے، ہم سب آپ

کے ساتھ ہیں۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عبداللہ سن لو ابوبکر صدیق کی اُس دن کی یہ عبادت کہ جہاد کے لیے تنہا نکل پڑے تھے عمر کی ساری زندگی کے دنوں کی عبادت سے افضل ہے اور اسی سے سوچ لو کہ اللہ پر ان کا ایمان و یقین کیسا تھا۔

## راہِ سلوک میں مرشدِ کامل کی ضرورت

بس میں اب تقریر ختم کرتا ہوں کیونکہ میں نے جو آیتیں تلاوت کی تھیں ان کی تفسیر عرض کر دی اور جو حدیث پیش کی تھی اس کی بھی شرح کر دی کہ اگر آپ کو اللہ والا بننا ہے تو کسی اللہ والے کو اپنا خلیل بنالو تا کہ اس حدیث کے مصداق بن جاؤ:

﴿اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ﴾

(سننُ الترمذی، کتابُ الزھد، باب ما جآء فی اخذ المال بحقه، ج:۲، ص:۶۳)

لہٰذا کسی برے انسان کو دوست بناؤ گے تو برے بن جاؤ گے اور اچھے انسان کو دوست بناؤ گے تو اچھے ہو جاؤ گے، جیسا خلیل ہوگا ویسے اخلاق ہو جائیں گے۔ ایک دیہاتی نے میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور میرے آم کے پیڑ سے نیم کی شاخ متصل ہو کر گذر گئی، میرا سارا آم کڑوا ہو گیا تو دوستو ذرا دائیں بائیں دیکھتے رہو کہ تمہارے قلب کے قریب سے کسی بدعقیدہ، بدعمل یا بداخلاق انسان کے قلب کی شاخ تو نہیں گذر رہی ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیکھو کہ جس کے اخلاق اچھے ہیں، جو اللہ والے ہیں ان کے ساتھ ساتھ چلو تو اللہ تک پہنچ جاؤ گے، یہ ایک اللہ والے کا لکھنؤ میں علماءِ ندوہ سے خطاب تھا پھر یہ شعر پڑھا ؎

تنہا نہ چل سکو گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آیئے

اور نفس کی خواہشات کو مٹانے کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

سنیں یہ بات میری گوشِ دل سے جو میں کہتا ہوں
میں اُن پر مرمٹا تب گلشنِ دل میں بہار آئی

## اللہ کو پانے کا مختصر راستہ

**اللہ پر مرمٹو، اپنی خواہشات کو ختم کردو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کو پاجاؤ گے۔ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ تم کو خدا کیسے ملا؟ فرمایا لا الٰہ سے ملا، ہم نے باطل خدائے حسیہ کو بھی چھوڑا جو بت ہیں اور باطل معنوی خداؤں کو بھی چھوڑا یعنی نفس کی وہ خواہشات جن کو اللہ نے فرمایا:**

﴿اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ﴾

(سورۃ الجاثیۃ، آیت: ۲۳)

یہ بری بری خواہشات مثلاً عورتوں کو تاک جھانک کرنا، بدنظری کرنا، گانے سننا، ماں باپ سے لڑنا، بیوی پر ظلم کرنا یہ سب بھی الٰہ باطلہ ہیں جو اپنے غصے پر اور اپنے نفس کی خواہش پر عمل کرتا ہے وہ خدا کو پانے کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا لہٰذا لا الٰہ کی تکمیل کے بعد آپ کو سارا عالم الا اللہ سے بھرا ملے گا ان شاء اللہ، آپ جدھر جائیں گے اللہ ہی اللہ نظر آئے گا۔

## نقوشِ کتب پر عمل کے لیے نفوسِ قطب کی اہمیت

جس وقت مصنف عبد الرزاق کے محشی، ہندوستان کے سب سے بڑے محدث مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحب نے مولانا شاہ محمد احمد صاحب کو اپنے دار العلوم اعظم گڑھ میں بلایا تو حضرت نے فرمایا ؎

دار العلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے
دار العلوم روح کے جلنے کا نام ہے

اگر دار العلوم میں اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں سکھائی جاتی، خدا کی یاد میں تڑپنا نہیں

سکھایا جاتا، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کی مشق نہیں ہوتی تو خالی نقوشِ کتب پڑھنے سے کتب بینی تو ہو جائے گی مگر نقوشِ کتب پر عمل کرنے کے لیے قطب بینی کی ضرورت ہوتی ہے پھر نقوشِ کتب سے نفوسِ قطب بنتے ہیں۔

حکیم الامت تھانوی سے سہارنپور کے علماء نے پوچھا کہ آپ کے علم میں برکت کہاں سے آئی؟ کیا آپ بہت کتب بینی کرتے ہیں؟ فرمایا نہیں اے میرے پیارے علماء حضرات! درس کی جو کتابیں آپ نے پڑھی ہیں وہی میں نے بھی پڑھی ہیں لیکن میری ایک نعمت مستزاد ہے کہ میں نے حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، مولانا گنگوہی اور حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی کی قطب بینی بھی کی ہے اور اللہ تعالیٰ یہ برکت اسی قطب بینی کی وجہ سے عطا فرماتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اگر تم صاحبِ نسبت ہو جاؤ گے تو تمہارے مٹکے کے علم کو سمندر اور دریا سے تعلق ہو جائے گا۔

خُم کہ از دریا در او راہے شود
پیشِ او جیحون ہا زانو زند

جس مٹکے کو سمندر سے تعلق ہو تو اس کے علم کے سامنے بڑے بڑے دریا شاگرد بن جاتے ہیں۔ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں سے فرماتے ہیں کہ تم نے بخاری شریف پڑھ لی، عالم ہو گئے لیکن یاد رکھو کہ بخاری شریف کی روح تب ملے گی جب اہل اللہ کی جوتیاں اُٹھاؤ گے پھر جوش میں فرمایا کہ اللہ والوں کی جوتیوں کے خاک کے ذرّات بادشاہوں کے تاج کے موتیوں سے افضل ہیں۔ مولانا ظفر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ اشرفیہ لاہور میں ختم بخاری شریف کے موقع پر فرمایا کہ اے طلباء کرام! جاؤ کچھ دن کسی صاحبِ نسبت، صاحبِ تقویٰ کی صحبت میں رہ لو تاکہ ان کے صدقے میں تم بھی متقی بن جاؤ پھر یہ شعر پڑھا۔

دردِ دل نے اور سب دردوں کا درماں کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا

علامہ سید سلیمان ندوی مولانا ظفر احمد عثمانی کے صدقہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے ورنہ یہ تھانہ بھون کا مذاق اُڑاتے تھے۔ ایک دن مولانا ظفر احمد عثمانی نے انہیں خط میں مولانا رومی کا یہ شعر لکھا ؎

قال را بگذار مردِ حال شو
پیشِ مردِ کاملے پامال شو

اے علامہ سید سلیمان ندوی! میں جانتا ہوں کہ شرقِ اوسط میں تمہارے نام کا غلغلہ ہے لیکن چند دن کسی اللہ والے کی صحبت میں بھی رہ کر دیکھ لو، حضرت سید سلیمان ندوی فوراً تھانہ بھون پہنچ گئے اور وہاں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب اور مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کے ساتھ ایک مجلس میں حکیم الامت حضرت تھانوی کی صحبت اٹھائی پھر فرمایا کہ آہ! ہم جس علم پر ناز کرتے تھے آج معلوم ہوا کہ اصل علم تو اس بوریہ نشین کے پاس ہے، ہمارا علم ان کے سامنے گرد ہے پھر روتے ہوئے اشکبار آنکھوں سے یہ اشعار پڑھے ؎

جانے کس انداز سے تقریر کی
پھر نہ پیدا شبۂ باطل ہوا
آج ہی پایا مزہ قرآن میں
جیسے قرآں آج ہی نازل ہوا

اور جب حضرت کے مشورے سے اللہ اللہ کیا تو فرمایا ؎

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے
وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے
صبح سے ہی انتظارِ شام ہے

پھر فرمایا کہ جس کی صحبت کو ہم حقیر سمجھتے تھے، جس کا ہم مذاق اُڑاتے تھے اے دنیا والو! آج سید سلیمان ندوی بابانگِ دُہل یہ اعلان کرتا ہے کہ حکیم الامت تھانوی کی قدر کرلو۔

جی بھر کے دیکھ لو یہ جمالِ جہاں فروز
پھر یہ جمالِ نور دِکھایا نہ جائے گا
چاہا خدا نے تو تیری محفل کا ہر چراغ
جلتا رہے گا یوں ہی بجھایا نہ جائے گا

تو تفسیرِ مظہری میں وَ الَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا کی چار تفسیریں ہیں جو دوبارہ سن لیجیے۔ نمبر ۱۔ اَلَّذِیۡنَ اخۡتَارُوا الۡمَشَقَّةَ فِی ابۡتِغَآءِ مَرۡضَاتِنَا جو بندے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے ہر طرح کی تکلیفیں اُٹھالیں، اپنی خوشیوں کو خدا کی خوشی پر قربان کردیں، اپنی حرام خوشیوں کا خون کردیں، اللہ کو خوش کرلیں اور اللہ کو ناراض کرکے حرام خوشیوں کی (Importing) استیرادیعنی درآمدات کو سیل (Seal) کردیں یعنی اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرکے کبھی اپنا دل خوش نہ کریں، اس غم کو اُٹھالیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے ولی بن جائیں گے اور دوسری تفسیر ہے اَلَّذِیۡنَ اخۡتَارُوا الۡمَشَقَّةَ فِیۡ نُصۡرَةِ دِیۡنِنَا جو دین پھیلانے کے لیے وطن سے بے وطن ہوجائیں، ہر وقت دوڑ دھوپ اور محنتیں کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین سارے عالم میں چمک جائے اور تیسری تفسیر ہے اَلَّذِیۡنَ اخۡتَارُوا الۡمَشَقَّةَ فِی امۡتِثَالِ اَوَامِرِنَا جو اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو بجالانے کے لیے روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے میں، اپنے ماں باپ کا ترکہ اپنی بہنوں کو دینے میں غرض اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی احکام ہیں ان سب کو بجالانے میں ہر تکلیف کو برداشت کرلیں اور چوتھی تفسیر ہے اَلَّذِیۡنَ اخۡتَارُوا الۡمَشَقَّةَ فِی الۡاِنۡتِهَآءِ عَنۡ مَنَاهِیۡنَا جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے، گناہوں سے

بچنے کے لیے ہر غم کو اُٹھا لیتے ہیں۔

## نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ

کتنی ہی حسین شکل ہو چاہے پوری دنیا میں حسن میں اوّل نمبر ہو اگر سامنے آجائے تو نگاہ نیچی کرلو، غضِ بصر کرلو۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو نظر بچائے گا اللہ تعالیٰ اس کو حلاوتِ ایمانی دے گا اور خدا حلاوتِ ایمانی یعنی ایمان کی مٹھاس دے کر کبھی واپس نہیں لیتا:

﴿فِيهِ اِشَارَةٌ اِلٰى بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ﴾

جس کو حلاوتِ ایمانی عطا ہو جائے تو یہ اس کے حسنِ خاتمہ کی بشارت بھی ہے، حلاوتِ ایمانی شاہی عطیہ ہے لہٰذا جب نظر بچاؤ تو خدا سے سودا کرلو کہ اے اللہ! آپ نے فرمایا ہے کہ جو نظر بچائے گا، اپنی آنکھ کی خوشی مجھ پر قربان کرے گا میں اس کے دل کو حلاوتِ ایمانی دوں گا تو میں نے ان حسینوں سے نظر بچا کر اپنی آنکھ کی خوشی آپ پر قربان کی اس لیے آپ اپنی رحمت سے میرے دل میں حلاوتِ ایمانی ڈال دیجیے، ان شاء اللہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ حسنِ خاتمہ کا فیصلہ ائیر پورٹ پر، ریلوے اسٹیشن پر، بس اسٹینڈ پر ہو رہا ہے لہٰذا جہاں بھی نظر بچاؤ گے حلاوتِ ایمانی ملے گی اور ساتھ ساتھ ایمان پر خاتمہ بھی نصیب ہوگا لہٰذا آخری شرط ہے اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِی الْاِنْتِهَآءِ عَنْ مَّنَاهِیْنَا جو اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی سے بچتے ہیں۔

## ولایت کی بنیاد کا اہم میٹریل تقویٰ ہے

بعض لوگ تہجد بہت پڑھتے ہیں، اشراق بہت پڑھتے ہیں، ہر سال حج عمرہ کرتے ہیں اور ہاتھ میں ہر وقت تسبیح رکھتے ہیں، مسجد میں تو بایزید بسطامی بنے رہتے ہیں لیکن سڑک اور مارکیٹ میں ان کو دیکھ کر شیطان بھی شرما جائے، بدنظری کے مریض ہیں، زبان سے غیبت کررہے ہیں، ماں باپ سے لڑائی

کررہے ہیں اور کانوں سے گانا سن رہے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی بنیاد نفل پر نہیں رکھی، وظیفوں پر نہیں رکھی، اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی بنیاد، اپنی دوستی کی بنیاد گناہ چھوڑنے پر رکھی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

﴿يَا اَبَا هُرَيْرَةَ! اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ﴾

(سننُ الترمذی، کتابُ الزهد، باب من اتقی المحارم فهو اعبد الناس، ج: ۲، ص: ۵۶)

اے ابوہریرہ! حرام کام یعنی گناہ سے بچ جاؤ دنیا میں سب سے بڑے عبادت گذار ہوجاؤ گے۔ آج لوگ نفلوں پر نفلیں پڑھ رہے ہیں، تسبیحات پر تسبیحات ہورہی ہیں لیکن جب نظر کی حفاظت کا موقع آتا ہے تو وہاں تسبیح در جیب نظر بر حسین۔ یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں کہ نظر کی حفاظت کرو تو یہ عمل محض مستحب نہیں ہے، محض مکروہ نہیں ہے، بدنظری سے بچنا یہ فرض ہے، بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جو عورتوں کو، کسی کی ماں بہن بیٹی کو دیکھتا ہے وہ آنکھوں کا زِنا کرتا ہے:

﴿زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَ زِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ﴾

(صحیحُ البخاری، کتابُ الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، ج: ۲، ص: ۹۲۲)

حج عمرہ کرکے آئے، ہوائی جہاز پر بیٹھے، سامنے حسین ائیر ہوسٹس آئی کہ حاجی صاحب کیا چاہیے آپ کو؟ تو کہتے ہیں کہ آپا ذرا پاپا لے آیئے گا اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کررہے ہیں، یہاں نظر کی حفاظت کرو ورنہ حج عمرہ کا سارا نور ختم ہوجائے گا۔ میں نے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا کی اُن چاروں تفسیروں کو جن کی آپ نے فرمائش کی تھی دوبارہ بیان کردیا، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں، اب دعا کرلیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت کے صدقے میں، اس دارالعلوم کے صدقے میں، طلباء کرام کے صدقے میں، علماء کرام کے صدقے میں، اساتذۂ کرام کے صدقے میں اور اختر مسافر ہے اور حدیث میں ہے کہ مسافر کی دعا اللہ تعالیٰ

رد نہیں کرتا تو اے خدا! اپنی رحمت سے ہم سب کو ایسا ایمان، ایسا یقین عطا فرمادے، اپنی ایسی محبت عطا فرمادے کہ ہماری جان، ہمارا ہر لمحۂ حیات، ہر سانس آپ پر فدا ہو یعنی ہم وہ کام کریں جس سے آپ خوش ہوجائیں اور اے خدا ایک سانس بھی، ایک لمحہ بھی ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے آپ ناراض ہوں، ہمیں اپنے دوستوں کی زندگی عطا فرما، اپنے نافرمانوں کی، غافلوں کی، سرکشوں کی زندگی سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نسبتِ اولیاءِ صدیقین عطا فرمادے، جن کو نسبت حاصل نہیں اے اللہ! ان کو صاحبِ نسبت کردے اور جن کو نسبت ہے، تعلق ہے مگر کمزور ہے اے اللہ ان کی نسبت کو قوی کردے اور جن کو قوی نسبت ہے، خدا سے بہت تعلق ہے اس کو قوی سے بڑھا کر اقویٰ کردے یہاں تک کہ ہم سب کو اولیاءِ صدیقین کی آخری سرحد تک پہنچادے۔

اے اللہ! ہمارے ماں باپ کو بخش دے، ہمارے خاندان اور خونی رشتوں کو معاف کردے اور ہمارے بیماروں کو شفاء دے دے۔ اے اللہ! جسمانی روحانی سب بیماروں کو شفاء دے دے، جس کو جو حاجت ہو اس کی حاجت روائی فرمادے، جس کی بیٹی کا رشتہ نہ آرہا ہو اس کو رشتہ دے دے، جس کی بیوی مظلوم ہو شوہر ظلم کرتا ہو اس کے شوہر کو مہربان کردے، جو ظالم عورت شوہر کو ستارہی ہو اس کو بھی مہربان کردے۔

یا اللہ! سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ آپ ہم سب سے راضی اور خوش ہوجائیں، اللہ کی رضا جنت سے بڑی نعمت ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّةَ ﴾

(تفسیر اللباب)

اے اللہ میں آپ سے آپ کی رضا اور جنت مانگتا ہوں تو آپ نے اللہ کی رضا کو جنت سے پہلے مانگا لہٰذا اللہ کی رضا جنت سے زیادہ اہم ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب سے راضی ہوجائے، ہم سب سے خوش ہوجائے اور ہماری خطاؤں کو معاف فرمادے اور ہم سب کو استقامت کی دولت عطا فرمادے اور جس کو جو پریشانی ہو، اس کی پریشانی کو، دُکھ کو، غم کو خوشیوں سے تبدیل فرمادے، عافیتوں سے تبدیل فرمادے۔ جس کی روزی تنگ ہو اس کی روزی بڑھادے، جو مقروض ہو اس کا قرضہ ادا فرمادے لیکن ایک دعا پھر کرتا ہوں کہ اے خدا! جو آپ کی راہ میں مجرم ہے گناہ نہیں چھوڑتا، اختر بھی اس میں اپنے کو شامل کرکے اللہ تعالیٰ سے کہہ رہا ہے کہ اے خدا! ہماری زندگی کا کوئی شعبہ ہو تجارت ہو، عبادت ہو، راستہ چلنا ہو ہمیں ایسا ایمان ویقین عطا فرمادے کہ ہماری زندگی ہر وقت آپ پر قربان رہے، ہم ہر وقت آپ کو خوش رکھیں اور ایک لمحہ بھی آپ کو ناخوش نہ کریں۔

اے اللہ! ہمیں دین پر استقامت دے دے، دنیا بھی دے اور آخرت بھی دے اور خاتمہ ایمان پر نصیب فرما، سلامتی اعضاء، سلامتی ایمان کے ساتھ حیات عطا فرما، سلامتی اعضاء سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے اُٹھا اور فالج سے، لقوہ سے، کینسر سے، گردے بیکار ہونے سے، ایکسیڈنٹ سے سارے سیئی الاسقام سے، جتنی مصیبتیں ہیں سب سے ہماری حفاظت فرما۔

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے خدا آپ کی قضاء آپ کی محکوم ہے لہٰذا آپ سوئے قضاء کو حسنِ قضاء سے تبدیل فرمادیجیے، اگر آپ نے ہم میں سے کسی کا خاتمہ خراب لکھا ہو، اسے دوزخی لکھا ہو تو اے خدا اس فیصلے کو کاٹ کر اپنی رحمت سے ایمان پر ہمارا خاتمہ مقدر کردے، جنت ہماری قسمت میں لکھ دے، میدانِ محشر میں بے حساب مغفرت مقدر فرمادے اور ہم سب کو جنت میں اس

طرح اکٹھا فرما جیسے آج محمد پور کے اس دار العلوم میں اتنے بڑے مجمع میں جمع فرمایا ہے۔ اے خدا! کسی کو محروم نہ فرما، ہم سب کو جنت میں اپنی رحمت سے اکٹھا فرما اور ہم جو نہیں مانگ سکے بے مانگے سب کچھ عطا فرما دے کیونکہ ابا اپنے بچوں کو بہت سی نعمتیں بے مانگے بھی دے دیتا ہے، بچے نہیں مانگتے ابا خود ہی ان کو دے دیتا ہے، اے خدا آپ ہمارے ربا ہیں، آپ ارحم الرحمین ہیں، ماں باپ کی محبت آپ کی ادنیٰ بھیک ہے بس اے خدا ہم سب کو جذب فرمالے اور کسی ایک کو بھی محروم نہ فرما، آمین۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ



**شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا ایک زرّیں ملفوظ**

اس کی تو تاریخ میں بے شمار مثالیں ہیں کہ سلاطینِ دنیا نے لذتِ قربِ خداوندی پر سلطنتیں قربان کردیں لیکن کسی عاشقِ صادق ولی کامل سے پوری تاریخ میں اس کی ایک بھی مثال نہیں ملتی کہ ولایت کو حکومت پر قربان کیا ہو۔

# منقبت

## صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

سیہ دیدہ میں پوشیدہ جمال حق کی تابانی
صحابہ کے دلوں کو جس نے بخشا نورِ یزدانی

وہ سلطانِ جہاں تھے قلب میں تھا فقرِ پنہانی
مقامِ عبدیت کے ساتھ تھی ان کی جہانبانی

خدا دیدہ نظر کو چوں کہ دیکھا تھا صحابہ نے
وہ ایماں آج کیسے پاسکے گا کوئی ربانی

تجلی گاہ جو جاں تھی اسی روحِ منور سے
ہر اک مومن کو ہوتی تھی عطا معراجِ روحانی

مبارک اُنکی آنکھوں کو کہ جن آنکھوں نے دیکھے تھے
نبی کے چہرۂ انور پہ جلوہ ہائے ربانی

جنھوں نے مال و زر بھی آبرو بھی جان بھی دے دی
کوئی جانے گا کیا ان کا مقامِ کیفِ احسانی

ہمیشہ ہر صحابی راہِ سُنت کا تھا شیدائی
وہ دیوانے تھے لیکن خاک پاتھی ان کی فرزانی

یہ کیسا معجزہ تھا دوستو شانِ رسالت کا
شُتر بانوں کو بخشے جس نے آدابِ جہانبانی

خدا ان سے ہے راضی اور وہ رب سے ہوئے راضی
شہادت اس حقیقت پر ہیں خود آیاتِ قرآنی

بھلا غیرِ صحابی پا سکے گا مرتبہ ان کا
کہ ہے منصوص ان پر رحمتِ حق فضلِ رحمانی

صحابہ کی محبت کو بھی ہم ایماں سمجھتے ہیں
کہ ان کے دم سے امت کو ملی تعلیمِ قرآنی

صحابہ کی حیاتِ باوفا تاریخِ ایماں ہے
جو اختؔر دے رہی ہے رات دن پیغامِ ایمانی



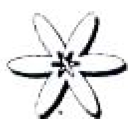
سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۸۸

# ایمان اور عملِ صالح کا ربط

## قرآن پاک کی روشنی میں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲، کراچی ۴۷ پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون : ۴۹۹۲۱۷۶



بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے | محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے | جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

# انتساب

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرتِ اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

# ضروری تفصیل

نامِ وعظ: ایمان اور عملِ صالح کا ربط (قرآنِ پاک کی روشنی میں)

نامِ واعِظ: عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالھم علینا الٰی مأۃ و عشرین سنۃ

تاریخ وعظ: ۱۷رشعبان المعظم ۱۴۲۰؁ھ مطابق ۲۶رنومبر ۱۹۹۹؁ء بروز جمعہ

وقت: گیارہ بجے صبح

مقام: مسجدِ اشرف واقع خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال۔۲ کراچی

موضوع: عمل صالح کے مدارج کا ایمان سے تعلق

مرتب: سید عشرت جمیل میرؔ صاحب خادمِ خاص حضرت والا مدظلہم العالی

کمپوزِنگ: مفتی محمد عاصم صاحب، مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

اشاعتِ اوّل: ربیع الثانی ۱۴۳۱؁ھ مطابق اپریل ۲۰۱۰؁ء

تعداد: ۵۰۰۰

ناشِر: کُتب خانہ مظہری

گلشن اقبال-۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

# فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ایمان اور عملِ صالح کا ربط

## ( قرآنِ پاک کی روشنی میں )

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً

(سورة النحل، آیت:۹۷)



## بالطف حیات کے حصول کا طریقہ

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا جو شخص عملِ صالح کرے گا مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی چاہے مرد ہو یا عورت، دونوں میں مساوات ہے عَلٰی سَبِیْلِ التَّسَاوِیْ وَ عَلٰی سَبِیْلِ الْمُسَاوَاتِ، دونوں کے لیے ہمارا وعدہ ہے کہ ہم دونوں کو ضرور بالضرور بالطف زندگی دیں گے کیونکہ مرد و عورت دونوں اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے دونوں کو نعمتِ بالطف حیات سے مشرف فرمایا ہے لیکن ایک شرط پر فرمایا کہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا جو نیک عمل کرے گا۔ اس مثبت شرط میں منفی شرط موجود ہے کہ غیر صالح عمل نہ کرے۔ معلوم ہوا کہ بالطف زندگی نافرمانی سے نہیں پاؤ گے۔ اس لیے چوری چھپے حرام مزہ حاصل کر کے زندگی کو غیر شریفانہ طور پر ضائع نہ کرو کیونکہ بالطف حیات میرے ہاتھ میں ہے، جو تم کو حیات دے سکتا ہے وہ بالطف حیات نہیں دے سکتا؟

## ازروئے حدیثِ پاک گناہ کی دو علامات

تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا کی شرط لگائی ہے کہ جو نیک عمل کرے گا، صالح عمل کرے گا، اچھا عمل کرے گا اور اچھا عمل کیا ہے؟ جس سے ہم خوش ہوں اور بُرا عمل کیا ہے جس سے ہم ناراض ہوں، اس کے لیے آپ کو کنز الدقائق پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، یہی فارمولا اور تھرمامیٹر سامنے رکھ لو کہ جب کوئی عمل کرو تو اپنے دل سے پوچھ لو کہ یہ عمل اچھا ہے یا بُرا، اور یہ آپ کا دل بتادے گا کیونکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کی دو علامات ارشاد فرمادیں:

﴿اَلْاِثْمُ مَا حَاكَ فِیْ صَدْرِكَ وَ کَرِھْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ﴾

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تفسیر البر والاثم)

(۱) اَلْاِثْمُ مَا حَاكَ فِیْ صَدْرِكَ گناہ کی حقیقت یہ ہے کہ تمہارے دل میں کھٹک پیدا ہوجائے، دل میں تردد پیدا ہوجائے کہ میں یہ کیا کررہا ہوں، کسی گناہ سے گنہگار خود بھی مطمئن نہیں ہوتا۔ اسی لیے گناہ کرنے کے بعد وہ شرمندگی میں مبتلا ہوجاتا ہے، یہ شرمندہ ہونا دلیل ہے کہ ہم سے گناہ ہوگیا۔ آدمی نیک کام کرکے کبھی شرمندہ نہیں ہوتا، نماز پڑھ کے، تلاوت کرکے، کسی اللہ والے سے ملاقات کرکے، عمرہ کرکے یا حج کرکے کسی کو شرمندگی ہوتی ہے؟ تو شرمندگی ہونا اور دل میں کھٹک ہونا ایک علامت ہوگئی۔

(۲) اور دوسری علامت ہے وَ کَرِھْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ اور تم کو یہ بات ناگوار ہو کہ کوئی تمہارے گناہ کو نہ جان لے، اب ہر طرف دیکھ رہا ہے کہ کوئی دیکھ نہ لے کوئی جان نہ جائے اور کسی کے دیکھنے سے اپنے گناہ کو کیوں چھپا رہا ہے؟ تاکہ وہ جان نہ جائے کہ صورت ہم چنیں اور عمل ہم چناں۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گناہ کی دو علامات بتادیں۔ گناہ کا جو کام بھی کرے گا ان دو

علامات سے اس کا خروج نہیں ہوگا، گناہ کے لیے یہ دو علامات لازمی ہیں چاہے صورت بگاڑو چاہے سیرت۔

## ڈاڑھی کتنی بڑی رکھنی چاہیے؟

جو سنت کے خلاف صورت اختیار کرتا ہے اس کا دل اندر سے ملامت کرتا ہے کہ میں کیوں ڈاڑھی منڈا رہا ہوں یا کاٹ رہا ہوں، ڈاڑھی منڈانا بھی حرام ہے اور ایک مٹھی سے کم کاٹنا بھی حرام ہے، پھر کتنی ڈاڑھی رکھنا جائز اور واجب ہے؟ ایک مٹھی کے برابر سامنے سے، ایک مٹھی کے برابر سیدھے ہاتھ سے اور ایک مٹھی کے برابر بائیں ہاتھ سے۔ جب ڈاڑھی ایک مٹھی سے بڑھ جائے تو بے شک آپ زائد ڈاڑھی کاٹ دیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹ دیا کرتے تھے اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹ دیا کرتے تھے۔ پلاٹنگ کے لیے تحریر کی ضرورت نہیں ہوتی، اگر افسرِ اعلیٰ ایک پتھر لگا دے تو اس کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری صورت و سیرت کے افسرِ اعلیٰ ہیں۔ انہوں نے یہ پلاٹنگ کر دی کہ ایک مٹھی کے بعد ڈاڑھی کاٹ سکتے ہو۔ اور ریش بچہ یعنی ڈاڑھی کا بچہ کاٹنا بھی حرام ہے، یہ ہمیشہ بچہ ہی رہتا ہے چاہے آپ ستر سال کے ہو جائیں یہ بچہ ہی رہے گا، اسی لیے اس کا نام ریش بچہ ہے یعنی ڈاڑھی کا بچہ۔

اگر یہ ریش بچہ منہ میں گھستا ہے تو تیل لگا کر نیچے کر دو، اگر آپ کا چھوٹا سا بچہ نادانی سے آپ کے منہ میں انگلی گھسائے تو آپ اس کی انگلی نہیں کاٹیں گے، اسے سمجھائیں گے کہ بیٹا باپ کے منہ میں انگلی نہیں ڈالتے۔ تو جو ڈاڑھی منڈانے یا کاٹنے کا گناہ کرتا ہے تو یہ صورت اس کے دل میں بھی کھٹکتی ہے کہ

یا اللہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ڈاڑھی رکھی تھی اور ہم یہ کیا کر رہے ہیں کہ آپ کی شکل کے خلاف جارہے ہیں۔

## اہلِ باطل سے حق پر استقامت کا سبق

سکھ جو باطل مذہب والا ہے وہ اپنے گرونانک پر جان دیتا ہے، ڈاڑھی رکھتا ہے، پگڑی باندھتا ہے، کافر تو اپنے پیشواؤں پر جان دے رہا ہے اور کہیں بھی جائے چاہے ریل میں اکیلا بیٹھا ہو اور ہزاروں آدمی سب ڈاڑھی منڈے ہوں مگر کسی سکھ کو آپ نہیں دیکھیں گے کہ وہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہو اور کہے کہ بھئی کیا کریں مجبوری ہے سب کے سب ہی ڈاڑھی منڈے ہیں۔ انڈیا کے بعض شہروں میں سکھوں کے ایک دو ہی گھر ہیں مگر وہاں بھی وہ ڈاڑھی اور پگڑی کے ساتھ دندناتے پھرتے ہیں۔ اگرچہ کفر کی وجہ سے ان کی ڈاڑھی اور پگڑی ان کے لیے آخرت میں کچھ مفید نہیں لیکن کیا ہمت ہے ان کی! ہم سب کو اس سے سبق لینا چاہیے۔

## اکثریت سے متاثر نہ ہونا مؤمن کی شان ہے

اسی لیے کہتا ہوں کہ اکثریت مت دیکھو کہ صاحب اکثریت ڈاڑھی نہیں رکھتی اس لیے ہمیں بھی ہمت نہیں ہوتی، کیا سورج ستاروں کی اکثریت دیکھتا ہے؟ حالانکہ سورج ایک ادنیٰ مخلوق ہے اشرف المخلوقات بھی نہیں ہے، ولی اللہ بھی نہیں ہے سورج تو ولی اللہ کی خدمت کے لیے ہے، وہ تو خادم الاولیاء ہے سورج چاند، ستارے اور یہ آسمان و زمین اور سمندر اور پہاڑ یہ سب خادم الاولیاء ہیں اولیاء نہیں ہیں۔ عجیب معاملہ ہے کہ سورج ستاروں کی اکثریت سے نہ ڈرے بلکہ دندناتا ہوا نکلے اور ستاروں کو روپوش کردے **عَلٰی مَعْرِضِ الْفَنَا** کردے، کالعدم کردے تو اپنی آفتابیت سے مومن کی شان بھی یہی ہے کہ اپنے ایمان کی آب و تاب سے سارے عالم کو کالعدم کردے۔

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی منڈی میں غلّہ خرید رہے تھے، عیسائیوں کا ملک تھا لیکن آپ کی وہی ڈاڑھی اور وہی لباس تھا اور منڈی میں بھی آپ اللہ تعالیٰ کی عظمت و محبت اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتِ رسالت بیان فرما رہے تھے۔ یہ ہے ایمان! ایمان کافر کی کھوپڑی پر بھی دندناتا اور تنتناتا ہے، یہ نہیں کہ لندن جا کر سب بھول گئے، میموں کی موم کی بتیاں دیکھ کر اپنی بتی بھول گئے۔

اسی طرح پاجامہ یا لنگی ٹخنے سے اوپر کرنا کیا مشکل ہے بھائی، اگر سردی ہے تو گرم موزہ پہن لو، گرمی ہے تو ٹھنڈا موزہ پہن لو، شریعت کا کوئی کام مشکل نہیں، سب آسان ہے البتہ اس کے خلاف مشکل ہے۔ نظر کی حفاظت کتنی آسان ہے، کسی کو نہ دیکھو بے خبر رہو کہ یہ کیسا ہے یا کیسی ہے، بے خبر رہنا آسان ہے یا باخبر ہونا؟ جب باخبر ہو جاؤ گے تو ان کی صورت اور ان کا ڈیزائن آپ کو رام نرائن کردے گا یعنی پریشان کردے گا اور پھر اسے ریزائن دینا مشکل ہو جائے گا۔

## بدنظری کے حرام ہونے کی دل نشیں توجیہ

اس لیے اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ بدنظری کو حرام فرمادیا کہ کہیں میرے بندے کسی مشکل میں نہ پڑ جائیں اور اُن کی نظر کسی ایسی شکل پر نہ پڑ جائے کہ اُس ڈیزائن کو ریزائن دینا مشکل ہو جائے اور ان کے دل کا قبلہ بدل جائے، نماز میں میرے سامنے کھڑے ہیں مگر دل میں اُسی حسین کی یاد آرہی ہے۔ اور نظر ڈالنا عمل ہے، فعل ہے، کام ہے تو کام نہ کرو آرام سے رہو۔ کیوں بھئی! جب اللہ تعالیٰ ہمیں آرام دے رہے ہیں تو آرام سے کیوں نہیں

رہتے؟ اپنے دل کو بے چین کرنا بھی حرام ہے۔ بتاؤ! کسی مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے یا نہیں؟ اور یہ نظر مارنے والے کا دل بھی مسلمان ہے یا نہیں؟ تو بدنظری کرنے والا اپنے دل کو تکلیف دے رہا ہے یا نہیں؟ یہ کتنی بڑی بات بتا رہا ہوں کہ مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے، اور جو کسی حسین کو یا حسینہ کو دیکھتا ہے وہ اپنے دل میں تکلیف محسوس کرتا ہے کہ کاش میری بیوی اس طرح کی ہوتی۔

## بدنظری سے چین ملنا ناممکن ہے

شیطان سڑکوں والی کے لیے آنکھوں پر مسمریزم کرتا ہے اور اپنی بیوی کو کمتر دِکھاتا ہے۔ اس لیے حلال کی چٹنی روٹی کو حرام کی بریانی سے بہتر سمجھو، حلال حلال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہے اور حرام حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والا عمل کرکے اللہ کے بندہ کا دل گندا ہوگا، اِس کا دل ہر وقت پراگندہ اور افگندہ رہے گا۔ اس لیے بتا رہا ہوں کہ جو سانس اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گذرتی ہے مؤمن کی اس سانس سے بڑھ کر کوئی منحوس اور بُری گھڑی نہیں ہے جس گھڑی میں یہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے حرام لذت امپورٹ کرتا ہے، یہ مؤمن کی سب سے بُری گھڑی ہے اور اس وقت اس کے چہرے کو دیکھ لو، ایسا لگے گا جیسے جھاڑو پھر رہی ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ نظر بازی آنکھوں کا زِنا ہے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر لعنت کرے جو دوسروں کی بہو، بیٹیوں اور امرد لڑکوں کو دیکھتے ہیں، یہ لعنت ہر ایک پر ہے خواہ وہ دیکھے یا دِکھائے یعنی حرام نظر ڈالے یا خود پر حرام نظر ڈلوائے۔ تو لعنتی چہرے پر نور کا مشاہدہ ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے شرط لگائی ہے کہ اے احمقو اور گدھو! میری نافرمانی میں اور حرام لذت کے ڈھونڈنے میں اپنی زندگی کو تلخی حرام سے وابستہ کرنے والو! اور زندگی کو مصیبت زدہ کرنے والو! تم میرے اس فرمان کے نازل کرنے

کے باوجود، اِس آیت کو کیوں بھول جاتے ہو کہ بالطف زندگی میرے ہاتھ میں ہے، مجھ کو خوش کرو، زمین اس آسمان والے کے تابع ہے، زمین پر وہی چین سے رہے گا جو آسمان والے کو خوش رکھے گا۔

## عورتیں بھی ولی اللہ ہوسکتی ہیں

تو میرے دوستو! یہ آیت مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى جو بندہ بھی چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو، اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے مردوں کو بھی نوازا اور عورتوں کو بھی نوازا، کسی عورت کو یہ شکایت نہیں ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ میرا نام قرآن شریف میں بہت کم لیتے ہیں، جہاں جہاں مردوں کا نام ہے وہاں وہاں تمہارا نام خود بخود ہے لیکن یہاں تو صاف صاف فرمادیا کہ جو نیک عمل کرے مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مرد ہو یا عورت ہو وَ هُوَ مُؤْمِنٌ اور وہ مومن بھی ہو۔ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے دونوں کے لیے اپنی ولایت اور دوستی کا دروازہ کھول دیا جیسے مرد حسن بصری ہوسکتے ہیں تو عورتیں رابعہ بصریہ ہوسکتی ہیں، اگر مرد کو ولایت کا اعلیٰ مقام مل سکتا ہے تو عورتیں بھی ولی اللہ ہوسکتی ہیں مگر عملِ صالح کریں اور غیر صالح عمل سے توبہ کرلیں۔ وی سی آر، ویڈیو، ریڈیو کے گانے اور ٹیلی ویژن کی لعنتیں گھر سے نکال باہر کرو۔

## ٹی وی بیچنے کا شرعی مسئلہ

ٹی وی پر یاد آیا کہ اگر ٹیلی ویژن بیچنا ہو، گھر سے نکالنا ہو تو دارالعلوم کراچی کے مفتی عبدالرؤف صاحب کا فتویٰ ہے کہ ٹی وی عیسائیوں کو بیچ دو، کسی مؤمن کو نہ بیچو تاکہ وہ گناہ میں مبتلا نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کی ہمت و توفیق دے دے کیونکہ اس سے بچے ضائع ہو رہے ہیں، ماں باپ، بیٹی اور بیٹے سب خرافات اور گندی فلمیں دیکھ رہے ہیں۔ کیا اس سے اخلاق خراب نہیں ہوں گے؟ حیاء کا جنازہ نہیں نکلے گا؟ حیاء باقی رہے گی؟ لہٰذا ٹیلی ویژن بیچو تو

عیسائی جمعدار، بھنگی کے ہاتھ بیچو۔ ایک صاحب نے کہا کہ اُن کے پاس پیسے کم ہوتے ہیں، تو میاں اگر ایمان بچانا ہے تو اُس کو قسطوں پر دے دو، پیسہ ملنے کا آسرا تو ہے، ہزار پانچ سو روپیہ مہینہ باندھ دو یا اس کے بدلے اپنے یہاں صفائی کرواتے رہو، وہ بھی کہے گا کہ چلو مفت میں ملا۔

## آیت مَنْ عَمِلَ صَالِحاً ...... الخ کی ایک علمی شرح

تو اللہ تعالیٰ نے یہاں عملِ صالح کو پہلے کیوں بیان کیا اور وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ کو بعد میں کیوں بیان فرمایا؟ اس کا ایک جوابِ علمی یہ آیا کہ عربی گرامر، عربی اصول کی رو سے حال ہمیشہ بعد میں ہوتا ہے اور ذوالحال پہلے بیان کیا جاتا ہے جیسے اہلِ عرب کہتے ہیں جَآءَ زَیْدٌ رَاکِبًا عَلَی الْفَرَسِ زید میرے پاس آیا گھوڑے پر سوار ہو کر تو یہ گھوڑے کی سواری رَاکِبًا عَلَی الْفَرَسِ جو حال ہے زید کا یہ بعد میں بیان ہوا ہے اور زید جو ذوالحال ہے یہ پہلے بیان ہوا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے عربوں کا دل خوش کرنے کے لیے اُن کے قواعد کی رعایت پر قرآنِ پاک نازل فرمایا۔ آج اہلِ عرب قرآنِ پاک کی سب سے زیادہ تلاوت کر رہے ہیں، اگر یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہ ہوتا تو جن کی زبان عربی ہے وہ یہی کہتے کہ ارے ایسی عربی تو ہم بھی رات دن بولتے رہتے ہیں لیکن آپ دیکھئے کہ مسجدِ نبوی میں اور حرمِ کعبہ شریف میں اہلِ عرب قرآنِ پاک کی کتنی تلاوت کرتے ہیں، اگر جماعت کھڑی ہونے میں پانچ منٹ بھی باقی ہیں تو فوراً قرآن شریف کھولیں گے اور تلاوت شروع کر دیں گے۔ کیوں صاحب! یہ عربی کے ماہرین ہیں، عربی اِن کی مادری زبان ہے مگر ان میں کلام اللہ کی اتنی عظمت اور محبت کیوں ہے؟ اِن کے دل میں بھی اس کی عظمت ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، یہ عربوں کا کلام نہیں ہے، خالقِ عرب و العجم کا کلام ہے۔

## اعمالِ صالحہ کے مدارج ایمان کے مدارج پر موقوف ہیں

تو وَ هُوَ مُؤْمِنٌ کے مَنْ عَمِلَ صَالِحاً کے بعد ہونے کی ایک وجہ تو دل میں یہ آئی کہ حال بعد میں آتا ہے ذوالحال سے۔ اور دوسری وجہ میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے یہ ڈالی کہ اعمالِ صالحہ کی خوبصورتی اور دردِ دل اور ذوقِ سجدہ اور ذوقِ اخلاص اور ذوقِ ایمان اور ذوقِ یقین کی ساری بنیاد وَ هُوَ مُؤْمِنٌ پر ہی ہے، تم جیسے مؤمن ہو گے ویسا تمہارا سجدہ ہوگا، ویسی تمہاری نماز ہوگی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہاں حال کو اس لیے مؤخر کردیا کہ اعمالِ صالحہ کی بنیاد اور اُس کی کیفیات اور اُس کے مرتبوں کی بلندیاں اور اس کے مراتبِ عالیہ وابستہ ہیں ایمان کے مراتبِ عالیہ سے لہٰذا جیسا اعلیٰ درجے کا ایمان ہوگا ویسا ہی عمل بھی اعلیٰ درجے کا ہوگا۔

اسی لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اے لوگو! اگر میرا صحابی ایک مٹھی جَو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کردے، ایک مٹھی گندم خرچ کردے اور غیر صحابی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کردے تو غیر صحابی کا اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا میرے صحابی کے ایک کلو جَو اور گندم کو نہیں پا سکتا۔ کیوں؟ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ، تم مؤمن تو ہو مگر صحابہ جیسے مؤمن نہیں ہو، جس کا ایمان جس مرتبے کا ہوگا عملِ صالح بھی اُسی مرتبے کا ہوگا۔

تو وَ هُوَ مُؤْمِنٌ حال ہے اور مَنْ عَمِلَ صَالِحاً میں جو مَنْ ہے یہ اس کا ذوالحال ہے۔ اِس حال کے اندر بہت بڑے اسرارِ معرفت پوشیدہ ہیں کہ جیسا مؤمن ہوگا ویسا ہی اُس کا عملِ صالح ہوگا۔ تو جتنا اچھا حال ہوتا ہے ذوالحال بھی اتنا ہی شاندار ہوتا ہے۔ نیک عمل کے ساتھ یہاں اللہ تعالیٰ نے وَ هُوَ مُؤْمِنٌ کی قید لگادی کہ جیسا تمہارا ایمان ہوگا ویسا ہی عملِ صالح ہوگا، جتنا بڑا انجن ہوگا اتنی ہی بلند پرواز تم کو عطا ہوگی، جمبو کا انجن ہوگا تو جمبو کی پرواز عطا ہوگی، ائیر بس کا

انجن ہوگا تو ائیر بس کی پرواز عطا ہوگی۔ اگر کوئی گدھے پر سوار ہو کر آئے تو سمجھ لو کہ یہ راکب یعنی سوار کس مقام کا ہے، اور اگر گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تو سمجھ لو کہ راکب بھی کوئی چیز ہے، اور اگر مرسڈیز کار پر آئے تو سمجھ لو کہ اس کا حال اور اچھا ہے اور اگر جمبو پر آئے تو سب سے اچھا حال ہے۔ تو حالات میں فرق ہوتا ہے، اسی کے بقدر ذوالحال میں فرق ہوتا ہے۔ جو مؤمن اچھے اعمال سے اللہ کو ہر وقت خوش رکھتا ہے اور ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرتا اس کا حال نہایت شاندار ہے۔

## معصیت اور عملِ صالح میں تضاد ہے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شرطِ مثبت بیان فرمائی ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحاً یعنی جو نیک عمل کرے لیکن اس شرطِ مثبت کے اندر شرطِ منفی موجود ہے۔ آپ بتائیے! جس وقت کوئی گناہ کرتا ہے اُس وقت اس کا شمار مَنْ عَمِلَ صَالِحاً کے اندر رہتا ہے؟ مَنْ عَمِلَ صَالِحاً یعنی جو اچھا عمل کرے تو حالتِ گناہ میں وہ مَنْ عَمِلَ صَالِحاً ہے یا غیر صالح عمل کر رہا ہے؟ تو کیا اس شرطِ مثبت میں شرطِ منفی موجود نہیں ہے؟ پس مطلب یہ ہوا کہ جو عملِ صالح کرے چاہے مرد ہو یا عورت، اس میں یہ منفی شرط موجود ہے کہ اگر گناہ میں رہو گے، غیر صالح عمل میں رہو گے تو مَنْ عَمِلَ صَالِحاً نہیں رہو گے، پھر میرا بالطف حیات دینے کا وعدہ تمہیں کیسے ملے گا، فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ہم ضرور بالضرور اُس شخص کو بالطف حیات دیں گے جس کی ہر سانس عملِ صالح میں مشغول ہے، جس کی حیات عملِ صالح میں مشغول ہے، جس کی زندگی عملِ صالح میں مشغول ہے اور وہ مؤمن بھی ہو، یہاں عملِ صالح کے ساتھ ایمان کی شرط ہے کیونکہ ایمان جیسا ہوگا عملِ صالح بھی ویسا ہوگا۔ اسی لیے اب کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا کیونکہ اب قیامت تک صحابہ جیسا ایمان کوئی نہیں

پا سکتا لیکن اس زمانے میں جس کی جتنی عظیم الشان ایمانی کیفیت ہوگی اتنا ہی عظیم الشان اس مومن کا درجہ ہوگا۔

## خانقاہوں میں جانے کا مقصد کیا ہے؟

اِسی ایمانی کیفیت کے لیے ہم خانقاہوں میں اہل اللہ کی خدمت میں جاتے ہیں، کسی پیر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ فجر کی فرض نماز کی دو رکعت کو چار کردے یا عصر کی چار فرض کو دو کردے۔ ہم وہاں مقدار کے لیے نہیں جاتے، کمیات کے لیے نہیں جاتے، ہم مغرب کی تین رکعت کو ساڑھے تین کرنے کے لیے خانقاہ نہیں جاتے لیکن تین رکعت کیسے ادا ہونی چاہیے، کس دردِ دل سے ادا ہونی چاہیے وہ دردِ دل لینے ہم خانقاہوں میں جاتے ہیں، ہم کیفیاتِ دردِ دل، کیفیاتِ احسانیہ، کیفیاتِ اخلاصیہ، کیفیاتِ خشیتہ، کیفیاتِ محبتیہ کے لیے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھنے جاتے ہیں تاکہ ہمارا سجدہ سجدہ ہو جائے، جب منہ سے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی نکلے کہ اے میرے پالنے والے آپ بہت عالی شان ہیں، پاک ہیں، اور جب سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ نکلے کہ اے میرے پالنے والے آپ پاک بھی ہیں اور عظیم الشان بھی ہیں تو جب کیفیاتِ احسانیہ حاصل ہوں گی پھر ایک ایک لفظ میں مزہ آئے گا تب آپ کو خدا کے حضور ایک سجدہ دو سو سلطنت سے افضل معلوم ہوگا۔ اسی لیے اولیاء اللہ کی دو رکعت، عارفین کی دو رکعت غیر عارفین کی ایک لاکھ رکعت سے افضل ہوتی ہے، ہمارے دادا پیر حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ عارفین یعنی جنھوں نے اللہ کو پہچان لیا، جن کے سجدے عظمتِ الٰہیہ، خشیتِ الٰہیہ اور محبتِ الٰہیہ کے پیشِ نظر ہوتے ہیں ان کی دو رکعت عام آدمی کی ایک لاکھ رکعت سے افضل ہوتی ہے اور اُن کا سجدہ دو سو ملک سے افضل ہوتا ہے، مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

لیک ذوقِ سجدۂ پیشِ خُدا
خوشتر آید از دو صد دولت تُرا

اللہ تعالیٰ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو نور سے بھر دے۔ مولانا رومی کے کلام کی بلاغت دیکھو! فرماتے ہیں کہ اے ظالمو! اے بدنظری کے شکاریو! اور مُردوں پر مرنے والے کرگسو! اور اوقاتِ زندگی کو تباہ کرنے والو! اور اپنے مولیٰ کے غضب وقہر میں انفاسِ زندگی گذارنے والو! سنو اگر اللہ کے حضور میں اللہ والوں کا سجدہ تمہیں نصیب ہو جائے اور دل کو بینائی عطا ہو جائے اور دل کے موتیا بن اور گناہوں کے خبیث مادّوں کا آپریشن ہو جائے تو اُس دن تم کو ایک سجدے میں اتنا مزہ آئے گا کہ خدا کے حضور وہ ایک سجدہ دو سو سلطنت سے بھی افضل معلوم ہوگا۔ یہ ہے کمائی، اس کا نام ہے زندگی۔

## نعمت برائے شکر اور منعم برائے ذکر ہے

کپڑے پہن کے فخر کرنے والو! ایک دو سال کے بعد وہ کپڑا جمعدار لے جائیں گے اور کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیں گے جہاں کتے اُس پر پیشاب کریں گے۔ اگر یہ چیزیں آپ کے فخر کی ہیں تو آپ کی قابلِ فخر چیز پر کتا موت رہا ہے۔ اور شامی کباب اور بریانی اور پلاؤ کی مستیاں اور اُس کی خوشبو سے جھوم جھوم کر کھانے والو! مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوشبودار کھانے کھا کر لیٹرین میں بدبودار مال کیوں نکال رہے ہو؟ معلوم ہوا کہ نعمت تو کھاؤ مگر نعمت سے دل نہ لگاؤ، دل نعمت دینے والے سے لگاؤ، نعمت برائے شکر ہے برائے ذکر نہیں ہے اور نعمت دینے والا برائے ذکر ہے۔ فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ اس آیت میں اللہ کا ذکر پہلے ہے اور نعمت کا شکر بعد میں ہے۔

## عملِ صالح پر بالطف حیات کا وعدہ

اللہ تعالیٰ آگے فرما رہے ہیں فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ یہ جزا ہے، پہلے شرط بیان کی کہ جو عملِ صالح کرے گا اور غیر صالح عمل سے اپنے کو بچائے گا اور زخمِ حسرت کھائے گا، خونِ آرزو پیئے گا، شکستِ آرزو سے شکستِ دل اختیار کرے گا میں اُس کے ٹوٹے ہوئے دل میں بالطف حیات دینے کی ضمانت لیتا ہوں۔ فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ہم ضرور بالضرور اُس کو بالطف زندگی دیں گے۔ عربی گرامر والے جانتے ہیں کہ یہاں لام تاکید بانونِ ثقیلہ ہے جو انتہائی تاکید کے لیے آتا ہے یعنی ہم اُس کو ضرور بالضرور بالطف زندگی دیں گے۔ تفسیر بیان القرآن میں یہ حکیم الامت کا ترجمہ ہے۔

تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے اس اندازِ بیان پر فِدا ہو جاؤ کہ کس اندازِ بیان سے اللہ تعالیٰ نے ہماری بالطف حیات کی کفالت وضمانت قبول فرمائی ہے کہ اگر تم نیک عمل کرو گے اور اگر بُرے عمل نہ کرو گے، غیر صالح عمل نہ کرو گے تب میں تمہاری بالطف حیات کا ذمہ لیتا ہوں ورنہ حلال وحرام کیسے جمع ہو جائیں کہ تم حرام لذت بھی اینٹھتے رہو اور ہم تم کو حلال لذت بھی دے دیں، میرے غضب کے راستے سے میری نعمت مانگتے ہو، حماقت کی کوئی حد ہے لہٰذا پہلے گناہ چھوڑو، پہلے نافرمانی چھوڑو، پہلے نہاؤ، پاک صاف ہو جاؤ پھر عود کا عطر لگاؤ ورنہ گندگیوں میں، پسینوں میں اور بدبودار ماحول میں عود کی خوشبو کا احساس بھی نہ ہوگا۔

تو اے غیر شریفانہ حرکت کرنے والو اور اے نادانو! تم نافرمانی میں کہاں لطف لے رہے ہو جبکہ خالقِ حیات کا قرآنِ پاک میں اعلان ہے کہ بالطف حیات تو عملِ صالح میں ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے اور تیرا نفس جھوٹا ہے جو تجھے بارہا گناہوں کی خندق میں گرا چکا ہے اور حرام مزے کے لیے تجھے ذلیل وخوار کر کے تیری زندگی کو تلخ اور بدمزہ کر چکا ہے۔

## بدنظری کے خلاف جہاد کا رِتجدید ہے

تو دوستو! یہ عرض کررہا ہوں کہ واللہ اگر زندگی کا مزہ لینا چاہتے ہو تو یہ مزہ ناف کے نیچے نہیں ہے، گٹر لائنوں میں، اللہ کے غضب اور قہر کے اعمال میں نہیں ہے، بعض لوگ اس بدنظری کو معمولی گناہ سمجھتے ہیں، یہ بے وقوف لوگ ہیں، ان کی عقل میں نور نہیں ہے کیونکہ سارے گناہوں کی جڑ بدنظری ہے، دل وہیں سے غیر اللہ میں پھنستا ہے، وہیں سے مولیٰ سے چھوٹتا ہے، بدنظری کے نقطۂ آغاز، زیرو پوائنٹ ہی سے پینٹ اُترتی ہے۔ یہ اتنی خبیث بیماری ہے کہ اس کو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آنکھوں کا زِنا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں دونوں سے فرمادیجیے کہ نظر کی حفاظت کرو کیونکہ اس سے دل کا قبلہ بدل جاتا ہے، اب نماز میں لاکھ کہو کہ منہ میرا کعبہ شریف کی طرف تو سینہ تو کعبہ شریف کی طرف رہے گا مگر دل کہیں اور رہے گا۔

الحمدللہ! حکیم الامت کے صحبت یافتہ اور حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور میرے مرشد شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے خلیفہ حضرت حاجی افضل صاحب جن عمر اس وقت تقریباً نوے سال کی ہوگی ایک زمانہ تھانہ بھون میں رہے ہیں، انہوں نے لاہور میں غلام سرور صاحب اور میرے سب احبابِ خصوصی سے میری غیر موجودگی میں ایک بات کہی اور جب میں لاہور گیا تو اُن لوگوں نے مجھے خوشخبری سُنائی کہ حاجی افضل صاحب نے یہ کہا کہ اس زمانے میں حکیم محمد اختر نظر کی حفاظت کے مضمون کا مجدِّد ہے۔ اللہ والوں کی ان خوشخبریوں کو میں اپنے حق میں دعا سمجھتا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھ کو ایسا ہی بنادیں، اپنے بڑے کوئی بات کہہ دیں تو خود کو اس کا مستحق مت سمجھو، یہ کہہ دو کہ یہ بزرگوں کی دعائیں ہیں، نیک فالیاں ہیں۔

## حفاظتِ نظر تقویٰ کی سرحدوں کی حفاظت ہے

میں بدنظری کے مرض پر اس لیے زیادہ زور دیتا ہوں کیونکہ یہ گیٹ ہے، یہ ہمارا واہگہ بارڈر ہے، اگر ہم سرحد پر پولیس نہ رکھیں تو کسی بھی وقت دشمن سرحد کے اندر آجائے گا، ساری دنیا کی مملکتیں اور سلطنتیں اپنے اپنے بارڈر پر سیکیورٹی اور فوج رکھتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے بھی ہماری آنکھوں کے بارڈر پر غضِ بصر کی سیکورٹی رکھی ہے مگر جب اختر اِس کو بیان کرتا ہے تو بعض لوگ ہنستے ہیں کہ ان کے یہاں تو بس یہی ایک مضمون ہے۔ آپ بتائیے کہ میں یہ سیکورٹی کیسے ہٹادوں، جو لوگ سچے مخلص ہیں جن کو بدنظری اور حرام فعل سے بچنا اور ولی اللہ بننے کا شوق ہے ان سے پوچھو میرے مضمون کی قدر ورنہ جو پاخانے کے کیڑے ہیں وہ میرے عود کی خوشبو کی ناقدری کرتے ہیں۔

چنانچہ لڑکیوں کے ایک اسکول کے پرنسپل نے جب حفاظتِ نظر کا یہ مضمون سنا تو کہا کہ صاحب یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ نظر ہی نہ ڈالیں، ہمارے یہاں تو ہر وقت لونڈیا آتی ہیں، ہر قسم کے لباس میں، مختلف قسم کے ڈیزائن میں، ہم تو یہی ڈیزائین دیکھتے رہتے ہیں، ہمیں آپ کا یہ مضمون پسند نہیں آیا۔ بس میں سمجھ گیا کہ بدنظری سے اس کا دل اور دماغ سڑ گیا ہے اس لیے عود کے مضمون میں اس کو خوشبو محسوس نہیں ہوئی۔ عود کا عطر سب سے مہنگا بکتا ہے مگر زُکام کے مرض والے سے کیا کہیں۔ بہرحال جن کو میری پرواہ نہیں ہے مجھ کو بھی ان کی پرواہ نہیں ہے۔

بعض لوگ ایسے آئے کہ میرے ایک دو مضمون سُنے اور کہا کہ بھئی وہاں تو بس ہر وقت نظر بچانے کی بات ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر نظر نہیں بچاؤ گے تو ہماری سرحدیں پولیس چوکیوں سے خالی ہوجائیں گی اور دشمن جب چاہے گا اندر گھس جائے گا، بدنظری کے مرض کے بیان پر مذاق اُڑانے والا وہ

بیوقوف ہے جو کسی سلطنت کی سرحدی چوکیوں کو ناگواری اور حقارت سے دیکھ رہا ہے کہ کیا پوری سرحد پر جگہ جگہ چوکیاں بنی ہوئی ہیں، ائیرپورٹ پر بھی تھوڑی تھوڑی دور پر چوکیاں بنی ہوتی ہیں اور پولیس والے بندوق لیے کھڑے ہوتے ہیں، ان سے بھی کہو کہ بھئی تم لوگ یہاں کیوں کھڑے ہو؟ کیوں وقت ضائع کرتے ہو؟ حکیم اختر کے شاگرد معلوم ہوتے ہو جو ائیرپورٹ کی سرحدوں کی حفاظت کررہے ہو، معلوم ہوتا ہے خانقاہ گلشن سے تمہارا کنکشن اور رابطہ ہے۔

## اللہ کے عشاق کی نقل سے اللہ کی محبت بڑھتی ہے

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس گول ٹوپی میں ایک بڑے تاجر یہاں سے برطانیہ گئے اور برطانیہ کی ایک مسجد میں جب داخل ہوئے تو ٹوپی دیکھتے ہی ایک شخص نے کہا کہ کیا کراچی کے گلشن اقبال سے تعلق ہے؟ مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک شخص کی گول ٹوپی دیکھ کر وہاں بھی لوگوں نے کہا کہ بھئی کیا آپ کا تعلق گلشن اقبال کراچی سے ہے؟ ہم جو یہ ٹوپی پہنتے ہیں تو اپنے اکابر حضرت تھانوی، حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی کی نقل کرتے ہیں گو ہم اس کو واجب نہیں کہتے، شریعت میں ہم دخل نہیں دیتے لیکن ہم اپنے بزرگوں کی نقل کرتے ہیں اور اس کو ہم اس لیے اچھا سمجھتے ہیں کیونکہ ہمیں وہ لباس محبوب ہے جو ہمارے بزرگوں کا لباس ہے، محبوب کا لباس بھی محبوب ہوتا ہے۔ تم جب سینما دیکھ کر نکلتے ہو تو فلم ایکٹروں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھ کر کیوں مٹکتے ہوئے نکلتے ہو؟ اس لیے کہ تم اُن کی نقل کرتے ہو، اسی طرح ہم اللہ کے عاشقوں کی نقل کرتے ہیں، نقل باز تم بھی ہو نقل باز ہم بھی ہیں لیکن تم فساق کی نقل کرتے ہو اور ہم عشاق کی نقل کرتے ہیں۔

اللہ کے عاشقوں کی نقل کرنے سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے، ہم شریعت میں اضافہ نہیں کرسکتے نہ کسی مُرشد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ غیر واجب کو

واجب کردے یا مغرب کی تین رکعت کو ساڑھے تین کردے، مقادیرِ شریعت تو وہی رہیں گے جو عہدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نازل ہوئے مگر محبت کی کمی سے اُس مقدارِ شریعت میں اور تعدادِ شریعت میں کیفیت بدلتی جارہی ہے۔ صحابہ کے زمانے میں جو کیفیات تھیں آج وہ کیفیات نہیں ہیں، بھاپ وہ نہیں ہے، اِسٹیم وہ نہیں ہے، جمبو جہاز وہی ہو لیکن اگر پٹرول کم ہو، اسٹیم کم ہو تو انجن کتنا ہی شاندار ہو وہ مال گاڑی ہی رہے گا، تیز گام نہیں ہوگا۔

## چاٹگام کے نام کی ایک دلچسپ شرح

تیز گام پر ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ بنگلہ دیش کے شہر چاٹگام میں جب میرے مُرشد شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم وعمت فیوضہم پہنچے تو چاٹگامیوں سے فرمایا کہ اے چاٹگام کے رہنے والو! چاٹگام کے معنیٰ بھی معلوم ہیں؟ یہاں ایک لفظ محذوف ہے اور وہ ہے اولیاء، گام معنیٰ قدم، جیسے کہتے ہیں تیز گام یعنی تیز چلنے والی ریل، اصل میں چاٹگام ہے چاٹ گامِ اولیاء یعنی اللہ والوں کے قدم چاٹو یعنی اُن کا ادب کرو، اُن سے محبت کرو اور اُن کے ساتھ چمٹے رہو۔

## اولیاءاللہ باعتبارِ روح عرشِ اعظم سے رابطہ رکھتے ہیں

قدم سے ایک واقعہ یاد آیا۔ حکیم الامت نے فرمایا کہ ایک چیونٹی نے درخواست کی کہ اے خدا میں کعبہ حاضر ہونا چاہتی ہوں مگر میری رفتار اور میری کمزوریوں سے آپ باخبر ہیں، آپ ہی نے تو مجھے چیونٹی بنایا ہے، بازِ شاہی بھی نہیں بنایا اور کبوتر بھی نہیں بنایا کہ میں اُڑ کر پہنچ جاؤں۔ آواز آئی کہ ایک کبوتر کعبے شریف سے بھیج رہا ہوں، وہ کبوترِ حرم ہے، اُس کو عام کبوتر مت سمجھنا۔ بس اس کے قدموں سے لپٹ جانا، جب وہ حرم پہنچے گا تو تم بھی اس کے قدموں سے لپٹے رہنے کی برکت سے حرم پہنچ جاؤ گی۔ تو اولیاءاللہ بھی کبوترِ حرم ہوتے ہیں اگرچہ عجم میں

ہوں مگر باعتبارِ قلب اور روح کے وہ کبوترِ حرم ہوتے ہیں، جسم اُن کا فرش پر ہوگا مگر اپنے قلب و جاں سے وہ عرشِ اعظم پر رہتے ہیں اور صاحبِ عرشِ اعظم سے رابطہ رکھتے ہیں اگر چہ اُن کا جسم یہیں آپ کے ساتھ ہوگا۔ اب کوئی کہے کہ اپنا جسم اُڑا کے دِکھاؤ، اگر اُن کے جسم اُڑ جاتے تو آپ کا جسم دنیا ہی میں دھرا رہتا۔

## پہلے مرشد کے بعد دوسرے مرشد کی ضرورت

جو ڈول دوسری ڈولوں کو نکالنے کے لیے کنویں میں ڈالی جاتی ہے وہ کنویں ہی میں رکھی جاتی ہے تا کہ دوسری گری ہوئی ڈولوں کو اپنے کڑوں میں پھنسا پھنسا کر نکالے، اگر وہ ڈول کنویں سے ہٹادی جائے تو دوسری گری ہوئی ڈولوں کو نکال نہیں سکتی، اسی لیے اللہ والے آپ کے پاس رہتے ہیں چنانچہ جب مرشد کا انتقال ہوجائے تو فوراً دوسرا شیخ تلاش کرنا چاہیے، یہ تصور بالکل غلط ہے کہ پہلے شیخ قبر سے فیض جاری کرتے رہیں گے۔ اور جو شخص ایک مرشد کے انتقال کے بعد دوسرا مُرشد کرتا ہے تو:

﴿اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا﴾

(سورۃ القصص، آیت: ۵۴)

اللہ اُن کو ڈبل اجر دے گا کیونکہ انہوں نے صبر کیا اور مجاہدہ کر کے دوسرے مرشد سے تعلق قائم کیا۔ آپ بتایئے کہ کوئی جہاز اُڑنے والا ہو کہ معلوم ہوا کہ اس پر کوئی پائلٹ نہیں ہے تو مسافر اس پر سے اُتر کر بھاگیں گے یا نہیں؟ کیونکہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ پائلٹ نہیں ہے اگر چہ بڑے بڑے سائنسدان کہہ رہے ہیں کہ صاحب آپ کیوں ڈرتے ہیں؟ جہاز کا پائلٹ قبرستان سے توجہ ڈال رہا ہے، جہاز کو فیضانِ باطنی سے قبرستان سے اُڑا رہا ہے۔ آپ کہیں گے کہ ہم ایسے فیضانِ باطنی کو نہیں مانتے، فیضانِ باطنی والے کا ظاہری جسم بھی ہونا چاہیے۔

لہٰذا جب اللہ تعالیٰ شیخِ اوّل کو بُلالے تو دوسرا شیخ تلاش کرو۔ اس کا

ثبوت کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی آیت سے ملتا ہے، جب شیخِ اوّل کا انتقال ہوا تو آپ بے صادقین ہوگئے، اب دوسرا شیخ تلاش کرو کیونکہ کُوْنُوْا امر ہے اور امر بنتا ہے مضارع سے اور از روئے قواعدِ عربیہ مضارع میں دو زمانہ ہونا ضروری ہے حال اور مستقبل یعنی آخری سانس تک اللہ والوں کا سایہ سر پر رکھو، یہ کبھی مت سوچو کہ اب ہمیں شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر بڑے نہ ہوں تو برابر والوں سے مشورہ کرو، برابر والے بھی نہ ہوں تو اپنے چھوٹوں سے مشورہ لو۔ میرے شیخ نے مجھے حکم دیا تھا کہ کوئی نہ ملے تو اپنے بیٹے مولانا مظہر میاں سے مشورہ کرلیا کرو۔ اب بتاؤ باپ کو حکم دینے والا یہ شیخ کتنا اُونچا ہوگا، کمال ہے میرے شیخ کا کہ باپ کو مقید کررہا ہے کہ کوئی نہ ملے تو اپنے بیٹے سے مشورہ کرلو اور میں نے جب بھی اپنے بیٹے مولانا مظہر میاں سے مشورہ کیا فائدہ اُٹھایا۔

تو دوستو! یہ بتا رہا ہوں کہ زندگی بھر اللہ والوں سے پنڈ چھڑانے کی کوشش مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں بھی حکم دیا ہے کہ اللہ والوں کے ساتھ رہو اور جنت کے بارے میں بھی فرمایا ہے کہ وہاں بھی پنڈ نہیں چھوٹے گا، مولویوں کو وہاں بھی تلاش کرنا پڑے گا۔ دلیل کیا ہے؟ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ جاؤ میرے خاص بندوں سے ملو، میرے عاشقوں سے ملو جو جامع الظاہر والباطن ہیں، جو ظاہر شریعت پر بھی عمل کرتے ہیں اور باطن میں، اپنے قلوب میں میرا دردِ محبت اور خشیت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ میرے عاشقین ہیں۔

## اللہ کی محبت کے بغیر علم کی لذت نہیں مل سکتی

رس گلہ ایک مٹھائی کا نام ہے، یہ اصل میں گولۂ رس تھا، پھر رس گولا ہوا پھر بگڑتے بگڑتے رس گلہ ہوگیا۔ اگر علماءِ دین کے دل میں اللہ کا عشق نہ ہو تو علم کا گولہ تو ہے مگر اس میں اللہ کی محبت کا رس نہیں ہے لہٰذا اگر رس گلہ کھانا ہے تو عالم عاشق کو تلاش کرو یعنی جو عالم اللہ کا عاشق بھی ہو، عشق کے رس کے ساتھ

جب علم کا گولہ کھاؤ گے تو پھر کبھی علمائے دین کا مذاق نہیں اُڑاؤ گے، پھر کہو گے کہ ہمیں تو خبر بھی نہیں تھی کہ اللہ کی محبت کا رس کیسا ہوتا ہے، ہمیں تو آج تک بغیر رس والے گولے ملے تھے، خشک مُلّا ظاہر ملے تھے، آج معلوم ہوا کہ اللہ والے عالم کیسے ہوتے ہیں۔ جب رس گلّہ کھاؤ گے تو گلّہ بھی ملے گا اور رس بھی ملے گا، جب عالم عاشق مل جائے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر فِدا ہو جاؤ گے کہ ہمیں تو خبر بھی نہیں تھی کہ اللہ والوں کے پاس یہ مزہ ملتا ہے۔

پوچھ لو ان سے جو اختر کے پاس وقت لگا رہے ہیں حالانکہ اختر اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کا ادنیٰ غلام ہے مگر ذرا ان لوگوں سے پوچھو جو میرے پاس چلہ لگا رہے ہیں کہ اختر کے پاس کیا مزہ آرہا ہے۔ ابھی پندرہ بیس دن ہوئے برطانیہ سے ایک لڑکا آیا ہے، باٹلی میں رہتا ہے، اُس سے پوچھو کہ تمہیں برطانیہ میں زیادہ مزہ آرہا تھا یا یہاں زیادہ مزہ آرہا ہے اور میرے سامنے بھی مت پوچھو کہ میرے منہ پر میری بات کرے گا، تنہائی میں پوچھو کہ سچ سچ بتاؤ کہ تمہیں کہاں زیادہ مزہ آیا؟ اور ابھی امریکہ سے ایک لڑکا آیا تھا ضیاء الرحمٰن، وہ بھی روتا ہوا گیا ہے۔ میں ان کو حلوہ پوری نہیں کھلاتا بلکہ کڑوی باتیں بتاتا ہوں کہ گناہوں کو چھوڑ دو، وڈیو چھوڑ دو، ٹی وی چھوڑ دو لیکن پہلے اللہ کی رحمت سے ان کو محبت کا ایسا نشہ پلا دیتا ہوں کہ گناہ چھوڑنا ان کو لذیذ ہو جاتا ہے۔

جب اللہ کی محبت دل میں آتی ہے تو ٹی وی کیا وہ غیر اللہ کی ہر زنجیر توڑ دیتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! اگر تم اللہ کی نافرمانی کی، رومانٹک دنیا کی دو سو زنجیریں لاؤ گے تو ہم دو سو زنجیریں توڑ دیں گے اور کسی حسین کو دیکھیں گے بھی نہیں لیکن اگر اللہ کی محبت کی زنجیر لاؤ گے تو جلال الدین اُس میں گرفتار ہونے کے لیے مشتاقانہ منتظر ہے۔ آہ کیا پیارا شعر ہے! ؎

غیرِ آں زنجیرِ زُلفِ دلبرم
گر دو صد زنجیر آری بردرم

اے دنیاوالو! بصدقہ وطفیل شمس الدین تبریزی کے جلال الدین رومی کا ایمان اور اللہ کی محبت کا عہد و پیمان اتنا مضبوط ہو چکا ہے کہ اگر تم دنیا کے حسینوں کی، رومانٹک دنیا کی دوسوزنجیریں لاؤ گے تو میں سب زنجیروں کوتوڑ دوں گا لیکن اگر میرے محبوب، میرے دلبر، میرے پیارے اللہ کی زنجیرِ شریعت اور زنجیرِ احکامِ الٰہیہ لاؤ گے تو اپنی گردن میں اللہ کی محبت کے احکام کا طوق شوق سے ڈالوں گا اور زنجیرِ شریعت کو سرآنکھوں پر رکھوں گا اور حکمِ الٰہی کو نہیں توڑں گا، اِسی کا نام تصوف ہے۔ جو ظالم اپنا دل نہیں توڑتا اور حرام لذتیں چکھتا ہے یہ ظالم دِل کو برباد کرنے والا ہے، اللہ کے قانون کو توڑ کر جو دِل کو حرام لذتیں دے رہا ہے اس کا کیا تصوف ہے، یہ زندگی کو ضائع کر رہا ہے، جب موت آئے گی تب پتہ چلے گا کہ آہ ہم نے کس سے توڑا تھا اور کس سے جوڑا تھا۔

بقولِ دشمن پیمانِ دوست بشکستی
ببیں کہ از کہ بُریدی و با کہ پیوستی

شیطان دشمن کے کہنے پر دوست یعنی مولیٰ سے تعلق توڑ رہا ہے اور شیطان دشمن سے تعلق جوڑ رہا ہے، ارے ظالم! یہ تو دیکھ کہ کس سے جوڑا اور کس سے توڑا۔ سُن لو قبر میں کوئی تمہارے کام نہیں آئے گا بلکہ دنیا ہی میں جب بوڑھے ہو جاؤ گے تو کوئی نہیں پوچھے گا لیکن اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے عاشق ہر حالت میں پوچھتے ہیں، غریب کو بھی اللہ ملتا ہے، امیر کو بھی، بادشاہ کو بھی، عالم کو بھی اور غیر عالم کو بھی، جو چاہے اللہ کا ولی بن سکتا ہے کیونکہ مسلمان کے پاس ایمان تو ہے ہی اب وہ اپنے ایمان میں ایک جُز و اور شامل کرلے اور وہ ہے تقویٰ۔ یہ دو کیمیکل کی عجیب ٹیکنالوجی بتا رہا ہوں کہ ایمان کے کیمیکل میں تقویٰ

کا کیمیکل داخل کردو بس ولایت کا کیمیکل بن گیا۔

## ولایت کے دو اجزاء

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اپنا ولی بننے کے دو ہی جزو تو بتائے ہیں، دو ہی کیمیکل ہیں تیسرا نہیں ہے کہ اے ایمان والو! اگر تم متقی ہو جاؤ اور گناہ چھوڑ دو تو بس تم میرے ولی ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں:

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ﴾

(سورۃ یونس، آیت: ۶۲۔ ۶۳)

غور سے سُن لو! میرے اولیاء وہی ہیں جو ایمان لانے کے بعد گناہوں سے اپنے کو محفوظ کرلیں۔ حرام لذتوں سے اپنی شرافتِ طبعیہ اور حیا و شرم کے سبب وہ مجھ سے شرما گئے کہ کب تک مالک کو ناراض کر کے حرام لذت ٹھونسوں گا؟

## مال خرچ کرنے کے بہترین مصارف

تقریر ختم ہوگئی۔ اب کچھ ضروری اعلان کرنا ہے۔ ان لوگوں سے کہتا ہوں جو مجھ سے بیعت ہیں کہ اللہ کے دین پر خرچ کرنے کی عادت ڈالیں، یہی کام آئے گا باقی سب مال یہیں رہ جائے گا۔ جہاں کسی متقی عالم کا دارالعلوم بن رہا ہو، مسجد یا مدرسہ بن رہا ہو، اللہ کے دین کی نشر و اشاعت کے لیے کتابیں چھپ رہی ہوں تو اللہ کے دیئے ہوئے مال کو انہی کے راستے میں خرچ کرو اور اپنی آخرت بنالو۔

ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ مجھے کہیں سے پیسہ ملنے والا ہے، میں اُس کا انتظار کر رہا ہوں مگر وہ کام ابھی ہو نہیں رہا۔ میں نے کہا کہ ذرا قرآن شریف کی اِس آیت پر نظر ڈالو اِنۡ تَنۡصُرُوا اللہَ یَنۡصُرۡکُمۡ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریں گے اور تم انتظار کر رہے ہو کہ پہلے میرا کام

ہو جائے، پہلے اللہ میاں مدد بھیج دیں تب میں اللہ کو اپنا مال پیش کروں گا۔ تم تو قرآن شریف کی آیت کے خلاف جارہے ہو۔

بولو بھئی! اس آیت میں اِنْ تَنْصُرُ اللّٰہَ مقدم ہے یا نہیں؟ یعنی اگر تم اللہ کے دین کے پھیلانے میں، دین کے دار العلوم اور دین کے مدرسے قائم کرنے میں، دینی کتابوں کی نشر و اشاعت میں مدد کرو گے یَنْصُرْ کُمْ تب اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ تو پہلے کس کا تذکرہ ہے؟ جو تمہارے پاس ہو پہلے وہ نکالو، بڑی مرغی کا انتظار نہ کرو جو چھوٹا چوزہ موجود ہے وہی قربان کر دو۔ اب یہ کہہ رہا ہے کہ میرا چوزہ بڑھ کر مرغی ہو جائے تب ہم اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے۔ بھئی! اللہ تعالیٰ تو ہمارا چوزہ بھی قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ تم پانچ روپیہ دو اللہ کے یہاں وہ بھی قبول ہے، اُس کو حقیر مت سمجھو۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے والی بڑھیا تھوڑا سا پیسہ لے کر گئی تھی، لوگوں نے کہا کہ اِس پیسے سے مصر کے بازار میں حضرت یوسف علیہ السلام نہیں ملیں گے، اُس نے کہا کہ مجھے بھی یقین ہے کہ وہ اتنے سستے نہیں ہیں مگر کم از کم کل قیامت کے دِن میرا نام حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں تو لکھا جائے گا۔ تو کوئی شخص بھی اپنے کو محروم نہ سمجھے، دین کے کام میں جو پانچ روپیہ دے سکتا ہے وہ پانچ روپیہ دے دے مگر جو پانچ ہزار دے سکتا ہے تو سمجھ لو کہ جس دروازے سے ہوا جس اسپیڈ سے آرہی ہو اُس ہوا کے نکلنے کا دروازہ بھی اتنا ہی بڑا ہونا چاہیے اگر ہوا کے نکلنے کا دروازہ چھوٹا ہو گا تو بڑے دروازے سے جو ہوا آرہی ہے اس کی اسپیڈ بھی کم ہو جائے گی۔ اسی طرح جو کماتا تو زیادہ ہے مگر اللہ کی راہ میں تنگی سے دیتا ہے اس کی عالمِ غیب سے روزی بھی تنگ ہو جائے گی، اللہ کے یہاں یہ چالاکی نہیں چلے گی، جیسی اللہ تعالیٰ کے پاس سے آمدنی کی ہوا آرہی ہے اُسی مقدار سے رفت کی ہوا ہونی چاہیے

تا کہ عالمِ غیب سے اسی مقدار میں دوسری روزی آتی رہے۔

آپ جتنی ہمت کے ساتھ اللہ کے دین کی مدد کریں گے، اللہ آپ کی مدد کرے گا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بالکل کنگال ہو جاتے، ان کے بیوی بچے بھوکے مرجاتے کیونکہ انہوں نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں دے دیا تھا مگر میں یہ نہیں کہتا کہ سب مال دے دو کیونکہ ہر شخص کا ایمان صدیقِ اکبر جیسا نہیں۔ بس اپنے اپنے ایمان اور حوصلے کے لحاظ سے اللہ کی راہ میں اپنا مال پیش کرو۔

اب دعا کرو کہ اللہ ہم سب کو سلامت رکھے اور صحتِ جسمانی و روحانی ہم سب کو عطا فرمائے اور دونوں جہان میں عافیت عطا فرمائے اور ہم سب کی جائز حاجتیں پوری فرمائے، مردوں کی جائز حاجتیں بھی اور عورتوں کی جائز حاجتیں بھی اللہ تعالیٰ پوری فرما دے اور اللہ ہم سب کو اپنے گروہِ اولیاء میں شامل فرما دے اور گناہ سے دِل کو نفرت دے دے، طہارت دے دے اور جسم کو حفاظت دے دے۔ بس بے مانگے دو جہان دے دے، آمین۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۸۹

# دلِ شکستہ کی قیمت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲، کراچی ۴۷ پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون: ۳۴۹۹۲۱۷۶



بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے | محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نیازوں کے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے | جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

# انتساب

**احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات**

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

**صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں**

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

# ضروری تفصیل

نامِ وعظ: دلِ شکستہ کی قیمت

نامِ واعِظ: عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالھم علینا الی مأۃ و ثلاثین سنۃ

تاریخ وعظ: ۱۴/ ذوقعدہ ۱۴۰۸ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۸۸ء بروز جمعہ

وقت: گیارہ بجے صبح

مقام: مسجدِ اشرف واقع خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال - ۲ کراچی

موضوع: غمزدہ اور ٹوٹے ہوئے دل کی قیمت

مرتب: سید عشرت جمیل میرؔ صاحب خادمِ خاص حضرت والا مدظلہم العالی

کمپوزِنگ: مفتی محمد عاصم صاحب، مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

اشاعتِ اوّل: رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق اگست ۲۰۱۰ء

تعداد: ۲۲۰۰

ناشِر: کُتب خانہ مظہری

گلشن اقبال - ۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

# فہرست



# دلِ شکستہ کی قیمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ ذَرُوْا ظَاھِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَہٗ وَ قَالَ تَعَالٰی اِنْ اَوْلِیَآءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِالْغِنَآءِ لِمَنِ اتَّقَی اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مَنِ اتَّقَی اللّٰہَ عَاشَ قَوِیًّا وَسَارَ فِیْ بِلَادِہٖ اٰمِنًا

(الجامع الصغیر للسیوطی، الجزء الثانی، رقم الصفحۃ:۱۵۸)

## اِنَّا لِلّٰہِ الخ کن مواقع پر پڑھنا سنت ہے؟

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ابھی آپ کو سنائے جائیں گے لیکن اس سے پہلے ایک سنت کی تعلیم دیتا ہوں۔ جب چراغ بجھ جاتا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے تھے، کانٹا چبھ جائے، جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے یا چراغ بجھ جائے ان سب مواقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنا ثابت ہے۔ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی نے اپنی کتاب تفسیر روح المعانی میں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی تفسیر میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے:

﴿کُلُّ مَا یُؤْذِی الْمُؤْمِنَ فَھُوَ مُصِیْبَۃٌ لَہٗ وَ اَجْرٌ﴾

ہر وہ چیز جس سے مومن کو تکلیف پہنچے مصیبت ہے اور اس پر مومن کے لیے اجر

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن کو جب کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ لے۔ آج کل تو لوگ موت ہی پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے ہیں، اگر کسی اور موقع پر کسی نے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ لیا تو سب گھبرا جاتے ہیں کہ بھئی کس کا انتقال ہو گیا حالانکہ یہ بات نہیں ہے بلکہ جو بات مؤمن کو تکلیف دے وہ مصیبت ہے اور اس پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنا سنت ہے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان مواقع پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا کرتے تھے، عِنْدَ انْطِفَآءِ السِّرَاجِ، انطفاء بجھنے کو کہتے ہیں یعنی چراغ کے بجھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا کرتے تھے، وَ عِنْدَ لَسْعِ الْبَعُوْضَۃِ جب مچھر کاٹتا تھا تو اس وقت بھی اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے تھے، عِنْدَ انْقِطَاعِ الشَّسَعِ جوتے کا تسمہ ٹوٹنے پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے تھے، اسی طریقے سے عِنْدَ لَدْغِ الشَّوْکَۃِ کانٹا چبھ جانے پر بھی آپ اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے تھے۔ کانٹا چبھ گیا اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ لیا غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی چھوٹی تکلیف پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا ہے۔

چونکہ میں نے یہ حدیث سنی ہوئی تھی لہٰذا جب ہمارے یہاں بجلی فیل ہوتی ہے تو میں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی سنت ادا کرتا ہوں، بجلی فیل ہونے سے گھر میں جو اندھیرا ہوتا ہے اس اندھیرے میں یہ سنت ادا کرنے سے اس سنت کا نور ہمارے دل میں غالب ہو جاتا ہے اور دل میں ایک ٹھنڈک سی محسوس ہوتی ہے اور جو اس سنت پر عمل نہیں کرتے جیسا میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ جب بجلی فیل ہوئی تو کے ای ایس سی والوں کو گندی گندی گالیاں دیتے ہیں۔ اب فرق دیکھئے! کچھ لوگ کے ای ایس سی والوں کو گالیاں دے رہے ہیں اور کوئی سنت ادا کر رہا ہے۔ تو تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ انسان میں کتنا فرق ہو جاتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نوازتے ہیں اس کا غم بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے، بجلی فیل ہونے سے غم ہوتا ہے، تکلیف ہوتی ہے

مگر سنت کی اتباع کی برکت سے وہ تکلیف بھی لذیذ ہو جاتی ہے۔

آلامِ روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم ملا اُسے غمِ جاناں بنا دیا

آلام جمع ہے الم کی، اللہ تعالیٰ سے جب تعلق نصیب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ہر غم کو لذیذ کر دیتے ہیں۔ جیسے کڑوے خربوزے کو سکرین لگی چھری سے کاٹو تو سارا خربوزہ میٹھا ہو جاتا ہے، اور یہ سکرین کس نے پیدا کی؟ اللہ تعالیٰ نے۔ جب شکر میں یہ خاصیت ہے کہ وہ کڑوے خربوزے کو میٹھا کر دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ جو شکر کا خالق ہے ان کا نام لینے میں یہ خاصیت نہ ہوگی کہ ہمارے غم کو میٹھا کر دے؟ افسوس کہ آج ہم اپنی مٹھاس کو اللہ کی نافرمانیوں میں تلاش کر رہے ہیں، کم از کم یہ احساس تو ہونا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ کی نافرمانیوں میں سوائے عذاب کے، اللہ کے غضب اور بے چینی کے کچھ نہ ملے گا۔

اگر گناہوں کا مرض شدید ہو تو مجاہدہ کرو، جس کو کوڑھ ہو جاتا ہے تو کیا وہ خود کشی کر لیتا ہے؟ اگر مرض جلد اچھا نہیں ہوتا تو بھی صبر سے علاج کرتا ہے۔ اسی طرح اگر نظر بچانے میں شدید تکلیف ہو تو مجاہدہ کرو۔ مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور میرے شیخ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے استاذ جو شاعر بھی تھے اور بڑے ہی اللہ والے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ لوگ مجبوریوں کا بہانہ کر دیتے ہیں کہ صاحب آج کل بہت مشغولی ہے اس لیے ذکر چھوٹا ہوا ہے، ان سے کہہ دو کہ آج مشغولی کی وجہ سے روٹی بھی چھوڑ دو، اس نے مشغولی میں ناشتہ کیوں نہیں چھوڑا؟ جسمانی غذا کو تو نہیں چھوڑا مگر جس روح کے صدقے میں آج چائے انڈا کھا رہے ہیں اس روح کو ناشتہ نہ کرانا، اس کو اللہ کے ذکر کی غذا نہ دینا روح کو مردہ کرنا ہے۔ اسی کو مولانا اسعد اللہ

صاحب فرماتے ہیں ؎

گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعدؔ آپ سے غافل نہیں

یہی تو اللہ والوں کا کمال ہے کہ دنیا کے ہزاروں شغل میں بھی اللہ کو یاد رکھتے ہیں۔ دیکھو! ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک لاکھ حدیث کے حافظ، چودہ جلدوں میں بخاری شریف کی شرح فتح الباری لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کا ذکر فرشتوں کے ذکر سے افضل ہے، یہ بخاری شریف کی شرح فتح الباری کی عبارت نقل کررہا ہوں۔ وہ پیری مریدی یا وہ تصوف جو قرآن و حدیث کی تفسیروں سے اور شرحوں سے ثابت نہ ہو، اللہ کے کلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں جو تصوف نہ ہو وہ تصوف مقبول نہیں ہے۔ تصوف تو نام ہے اللہ کی عبادت میں محبت کی چاشنی ملا دینے کا۔

جو عبادت خشک ہو جس میں محبت کی چاشنی نہ ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے چاول بغیر سالن کے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پورب کا ایک مجذوب اللہ تعالیٰ کے قرب اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی لذت سے کچھ دن کے لیے محروم کردیا گیا، اس حالت کا نام حالتِ قبض ہے۔ تو وہ مجذوب روتا تھا اور اپنی پوربی زبان میں کہتا تھا کہ ’’دلیا بنا بھتوا اداس موری سجنی‘‘ یعنی دال کے بغیر میرا چاول بے مزہ ہے۔

## حالت قبض حالت بسط سے افضل ہے

سالک پر دو حالتیں پیش آتی ہیں حالتِ قبض اور حالتِ بسط۔ حالتِ بسط میں عبادت میں مزہ آتا ہے جبکہ حالتِ قبض میں دل گھبرایا گھبرایا سا رہتا ہے، عبادت میں مزہ نہیں آتا مگر حالتِ قبض کا درجہ حالتِ بسط سے زیادہ ہے کیونکہ حالتِ قبض میں ناز ٹوٹ جاتا ہے، عجب و تکبر ٹوٹ جاتا ہے، آدمی کہتا ہے

کہ ہائے ہم تو کچھ بھی نہیں، اپنی عبادت کو بالکل ہی حقیر نظروں سے دیکھتا ہے کہ ہائے یہ میں کیا کرتا ہوں۔ تو مزہ نہ آنے سے ناز وعجب ٹوٹ جاتا ہے لیکن پھر بھی وہ استقامت کے ساتھ رہتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہوتا ہے کہ یہ بندہ عبد اللطف ہے یا عبد اللطیف ہے یعنی مزے کا غلام ہے یا ہمارا غلام ہے، جب اس کو مزہ ملتا ہے تب ہمارا نام لیتا ہے جب مزہ نہیں ملتا تو ہماری غلامی کو چھوڑ دیتا ہے، یہ امتحان ہوتا ہے۔ اسی لیے علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی دعا فوراً قبول ہوگئی ابھی مانگا اور شام تک قبول ہوگئی، اب وہ مارے شکریہ کے خوب عبادت کررہا ہے لیکن لَقَدْ قَامَ بِحَظِّ نَفْسٍ یہ اللہ کے سامنے اپنے نفس کی خوشی کی وجہ سے کھڑا ہے۔

## دلِ نامراد کی مقبولیت

اور جس کی دعا قبول نہیں ہوئی، غمزدہ آدمی ہے، شکستہ دل ہے، ٹوٹا ہوا دل ہے وہ اگرچہ نامراد اور ناشگفتہ ہے مگر ؎

وہ نامراد کلی گرچہ ناشگفتہ ہے
ولے وہ محرمِ رازِ دل شکستہ ہے

یہ میرا شعر ہے۔

اب آپ کو ٹوٹے ہوئے دل کی قیمت معلوم ہوئی۔ حدیثِ قدسی ہے:

﴿اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض)

اس حدیث کی تطبیق اور سند کی تائید محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں کی ہے اور لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ٹوٹے ہوئے دل میں رہتا ہوں۔ یہ جو لوگ پوچھتے ہیں کہ اللہ میاں نے خواہشات کیوں پیدا کیں جب ان کو توڑنا تھا؟ اس کا جواب اسی حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

ہمارے دل میں تقاضے اور خواہشات اس لیے پیدا کیں کہ ان میں جو تقاضے اور خواہشات اللہ کی مرضی کے خلاف ہیں بندہ ان کو توڑ دے یعنی اپنے دل کو توڑ دے اور اس ٹوٹے ہوئے دل میں اللہ کو حاصل کرتا رہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نہ گھبرا کوئی دل میں گھر کر رہا ہے
مبارک کسی کی دل آزاریاں ہیں

## تسلیم ورضا سے غم لذیذ ہو جاتے ہیں

اور فرمایا کہ اللہ کی یاد کے صدقے میں غموں کا کیا حال ہوتا ہے؟ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں ان کے غم بھی میٹھے کر دیئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

سوگ میں یہ کس کی شرکت ہوگئی
بزمِ ماتم بزمِ عشرت ہوگئی

اللہ کے نام کے صدقے میں اللہ کے راستے کے غم بھی لذیذ ہو جاتے ہیں لیکن اگر غم میں کسی اللہ والے کے آنسو نکل آئیں تو یہ نہ سمجھو کہ یہ بابا کے دعویٰ کے خلاف ہے کیونکہ یہ تو رو رہے ہیں۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصیبت میں رونا بھی ثابت ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے تھے اور فرما رہے تھے اِنَّا بِفِرَاقِكَ یَآ اِبْرَاهِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ اے ابراہیم! میں تمہاری جدائی سے غمزدہ ہوں اور آپ کے آنسو بہہ رہے تھے لیکن دل میں اللہ کی تسلیم سے چین ہوتا ہے، لطف ہوتا ہے، لذت ہوتی ہے۔

اس لیے میرے دوستو! تسلیم کی برکت سے جب اللہ کی مرضی پر بندہ راضی رہتا ہے تو جیسے کوئی مرچ والا کباب کھائے اور مرچوں کی وجہ سے سی سی

کرے اور آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہوں اور جو پاس بیٹھا ہو وہ یہ کہے کہ آپ تو مصیبت زدہ معلوم ہورہے ہیں، آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں، یہ کباب آپ کیوں نوش کررہے ہیں؟ اس بلا کو چھوڑ دیجئے۔ تو وہ کہے گا کہ بیوقوف یہ بلا نہیں ہے، یہ آنسو مزے کے ہیں، لذت کے ہیں، یہ مصیبت کے آنسو نہیں ہیں، اللہ والے اگر کبھی رو بھی پڑیں تو ان کی آنکھیں روتی ہیں دل تسلیم ورضا کی لذت سے مست ہوتا ہے۔

حسرت سے میری آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں
دل ہے کہ ان کی خاطر تسلیمِ سر کیے ہوئے

آرزو کے شکست ہونے سے آنسو بہہ سکتے ہیں کہ مراد پوری نہیں ہوئی لیکن علامہ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں اور حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جو لاہور میں مدفون ہیں ان کا اور علامہ ابوالقاسم قشیری کا زمانہ ایک تھا۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ جس کی دعا قبول نہیں ہوئی، آرزو کی تھی مگر اللہ نے بظاہر وہ آرزو پوری نہیں کی یعنی جو دعا مانگی تھی اس کا ظہور نہیں ہوا، لیکن پھر بھی اللہ کی عبادت کیے جارہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا بہت محبوب بندہ ہے، اللہ کے نزدیک اس کا بہت بڑا درجہ ہے۔

## قبولیت دعا کی چار صورتیں مع تمثیل

مومن کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی، محدثین لکھتے ہیں کہ دعا کی قبولیت کی چار قسمیں ہیں، چاہے تو جو مانگا اللہ وہی دے دیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس سے بہتر چیز عطا کردیتے ہیں، کبھی دنیا میں نہیں دیتے آخرت میں اس کا بدل دے دیتے ہیں اور کبھی اس کے بدلے میں کوئی بلا و مصیبت ٹال دیتے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی قبولیت کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ دعا فوراً قبول ہوجاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ

لَکُمۡ ہم سے مانگو، ہم قبول کریں گے۔

لیکن قبولیت کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں جو ابھی بیان ہوئیں جو زبانِ نبوت سے اس آیت کی تفسیر ہے اس کی وضاحت کے لیے ایک مثال بھی سن لیجیے کہ جیسے بچہ ابا سے اسکوٹر مانگتا ہے اور ابا کار خرید دیتا ہے تو کیا اس کی درخواست قبول نہیں ہوئی؟ بیٹے نے سو روپیہ مانگا ابا نے پانچ سو روپیہ دے دیا تو کیا اس کی یہ بات قبول نہیں ہوئی؟ تو کبھی اللہ تعالیٰ وہ چیز نہیں دیتے جو بندہ مانگتا ہے بلکہ اس سے بہتر چیز دے دیتے ہیں اور کبھی اللہ تعالیٰ دیر سے دیتے ہیں تا کہ بہت دن تک ہم سے دعائیں مانگتا رہے، ہماری چوکھٹ پر گڑگڑاتا رہے، روتا رہے ورنہ جہاں دعا قبول ہوئی فوراً یہ جا، وہ جا۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ اس دعا کا بدلہ قیامت کے دن دیں گے اور اتنا دیں گے کہ حکومتِ سعودیہ بھی اتنا بدلہ نہیں دے سکتی۔ جب حرم کی توسیع ہوتی ہے (اس میں دونوں حرم شامل ہیں خواہ مدینے کا حرم ہو یا مکہ شریف کا ہو) تو اس توسیع میں اگر کسی کا مکان آجاتا ہے تو حکومتِ سعودیہ ایک لاکھ ریال کے مکان کے بدلے پچاس لاکھ ریال دیتی ہے، اتنا دیتی ہے کہ لوگ تمنائیں کرتے ہیں کہ کاش میرا مکان حکومت کی توسیع میں آجائے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اے میرے بندے تیری کون کون سی دعائیں قبول نہیں ہوئیں جو تو نے دنیا میں مانگی تھیں پھر اللہ تعالیٰ اس کا اتنا بدلہ دیں گے کہ یہ شخص کہے گا کہ کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول ہی نہ ہوئی ہوتی۔ اس لیے اگر دعا کا ظہور نہیں ہورہا تو دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے، اللہ سے مانگنا ہی کیا کم لطف ہے جو آپ دعا کے ظہور ہونے کا بھی انتظار کررہے ہیں۔

## دعا محبوبِ حقیقی سے گفتگو ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

از دعا نبود مرادِ عاشقاں
جز سخن گفتن باآں شیریں دہاں

دعا مانگنے سے بہت سے عاشقوں کی مراد سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتی کہ اسی بہانے اس محبوبِ حقیقی سے مناجات ولذت اور گفتگو کا موقع مل جاتا ہے، اللہ کے عاشق انتظار نہیں کرتے کہ دعا کب قبول ہوگی، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دعا مانگنے ہی میں مست ہوتے ہیں، اللہ کے ساتھ مناجات کی لذت میں ان کو اتنا مزہ آتا ہے کہ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

امید نہ بر آنا امید بر آنا ہے
ایک عرضِ مسلسل کا کیا خوب بہانہ ہے

## دعا مانگنے والے کا مقام

اللہ تعالیٰ سے مسلسل دعاؤں کے لیے ان کے حضور ہمارے ہاتھ اُٹھتے رہیں یہ کیا کم اعزاز ہے۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب مومن دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے، تو یہ ہاتھ خدا کے سامنے ہوتے ہیں اور ساری کائنات ان کے نیچے ہوتی ہے، کیا بات فرمائی سبحان اللہ! دعا مانگنے والے کا یہ مقام میں نے حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خود سنا فرمایا کہ جب بندہ دعا کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو ساری کائنات اس کے ہاتھوں کے نیچے ہوتی ہے اور وہ خدا کے سامنے ہوتا ہے، کیا یہ کم نعمت ہے؟ ہاں! اللہ سے امید رکھے کہ شاید اب قبول ہوجائے، شاید اب قبول ہوجائے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھ سے مانگو، میں قبول کروں گا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن نازل ہوا، جن کی

ذاتِ پاک اور ذاتِ گرامی پر یہ آیت نازل ہوئی اُن ہی نے اس کی تفسیر بیان فرمائی۔ اگر کوئی کہے کہ صاحب ہم نے تو بہت دعا مانگی لیکن ہماری دعا تو قبول نہیں ہوئی تو نعوذ باللہ کیا قرآن غلط ہوجائے گا لہٰذا یہ سب قبولیت کی قسمیں ہیں، ہوسکتا ہے جو مانگا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دے دیں۔ مثال کے طور پر کوئی شخص کہتا ہے کہ اللہ میاں ہماری شادی بہت حسین عورت سے ہوجائے ؎

نازکی اُس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

وہ اللہ میاں کو دیوانِ غالب پیش کررہا ہے، کہ مجھے ایسی بیوی چاہیے، چہرہ کتابی چاہیے جیسے اخباروں میں رشتے کے طالبین لکھتے ہیں کہ چہرہ کتابی ہونا چاہیے لیکن اللہ نے اس معیار کی حسین بیوی نہیں دی بلکہ اس کے بدلے دیندار بیوی دے دی۔ اسی لیے حدیث میں ہے کہ دین کو زیادہ اہمیت دو حسن کو زیادہ اہمیت مت دو کیونکہ حسن عارضی ہے جبکہ سیرت سے ساری زندگی سابقہ پڑے گا۔ اگر بیوی سیرت کی کٹکھنی ہے، تو تو کرنے والی ہے تو بھی صبر سے کام لو، صورت کب تک رہے گی، چند بچے ہوجانے کے بعد صورت میں تبدیلی ہوجاتی ہے پھر آخر میں سیرت ہی سے پالا پڑے گا لہٰذا جس میں دین زیادہ ہو اس کو ترجیح دو اور اگر دونوں چیزیں ہیں تو پھر سبحان اللہ۔

لیکن میرے دوستو! بعض نالائق اور بددین لوگ حسن کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ چاہے فلم ایکٹر ہو، چاہے بے پردہ اور مخلوط تعلیم سے اس کے بالکل ہی اخلاق نہ ہوں مگر ایک نظر دیکھا اور پاگل ہوگئے، یہ شخص واقعی پاگل ہے جو صورت کو دیکھتا ہے اللہ کے تعلق کو نہیں دیکھتا۔ اس کو یہ دیکھنا چاہیے کہ بیوی کو اللہ تعالیٰ سے کتنا تعلق ہے، وہ تلاوت کرتی ہو، نماز پڑھتی ہو، دیندار ہو ورنہ اگر شوہر بیمار پڑ گیا تو بھاگ گئی، شوہر پر فالج گر گیا تو ایک دو تین ہوگئیں، جب

دیکھا کہ شوہر بے کار ہو گیا ہے تو طلاق لے کر دوسرے سے شادی کر لی۔ اس لیے اگر وفاداری چاہیے تو دین دیکھو۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کو معلوم ہے کہ کتنے حسین تھے۔ علامہ شامی ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کتاب الحظر والاباحۃ جلد نمبر پانچ میں لکھتے ہیں کہ امام محمد اتنے خوبصورت تھے کہ ان کی طالبِ علمی کے زمانے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کو اپنے پیچھے بٹھاتے تھے تاکہ ان پر نظر نہ پڑے، نظر کی حفاظت کرتے تھے، اَنَّ اَبَاحَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی کَانَ یُجْلِسُ اِمَامَ مُحَمَّدً فِیْ دَرْسِهٖ خَلْفَ ظَهْرِهٖ مَخَافَةَ عَیْنِهٖ مَعَ کَمَالِ تَقْوَاهُ یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کمالِ تقویٰ کے باوجود امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے درس میں پیچھے بٹھاتے تھے، آنکھوں کی چوریوں کے خوف سے کہ کہیں آنکھیں خیانت نہ کر جائیں۔ علامہ شامی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالِ تقویٰ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جس نے چالیس برس عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی ہو اس کے بارے میں کیا سوچ سکتے ہو؟ لیکن دیکھ لیں کہ یہ ان حضرات کا تقویٰ تھا، یہ چاہتے تھے کہ آنکھوں سے کسی قسم کی خیانت کا شائبہ بھی نہ ہو، یہ اُمت کو سبق دے گئے۔

آج کل لوگ کہتے ہیں کہ ہم اتنی نظر بچائیں گے تو لوگ کہیں گے کہ کوئی بیمار طبیعت کا آدمی معلوم ہوتا ہے، اس میں قوتِ ضبط نہیں ہے حالانکہ یہ سب حماقت کی باتیں ہیں۔ بتایئے! آج اس تقویٰ کی بدولت امام صاحب کی تعریف ہو رہی ہے یا بدنامی ہو رہی ہے؟ تعریف ہو رہی ہے کہ نہیں۔ اس لیے سمجھ لو کہ جو اساتذہ اپنے شاگردوں سے احتیاط کرتے ہیں وہی شاگرد بڑے ہو کر استاد کی تعریف کرتے ہیں کہ ہمارے استاذ نے بچپن میں ہم کو آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا، احتیاط کی۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کے بعد چھ کتابیں لکھیں سیر کبیر، سیر صغیر، جامع کبیر، جامع صغیر، مبسوط، زیادات۔ یہ چھ کتابیں حیدر آباد دکن کی لائبریری میں موجود ہیں، ممکن ہے یہاں بھی بڑے بڑے کتب خانوں میں ہوں۔تو ایک دن امام محمد کے ایک شاگرد ان کا کھانا لینے ان کے گھر گئے تو کسی طرح ان کی نظر امام صاحب کی زوجہ پر پڑ گئی تو دیکھا کہ اپنے استاذ کے چہرے کی بہ نسبت بیوی کا بالکل ہی عجیب حلیہ کا جغرافیہ ہے۔بس روتا ہوا آیا اور کہا کہ استاذ اگر اجازت ہو تو ایک بات عرض کروں، آج استانی صاحبہ پر اچانک نظر پڑ گئی، میں نے قصداً نہیں دیکھا، اچانک نظر پڑ گئی لیکن اب میں رو رہا ہوں کہ آپ کی قسمت کیسی ہے؟ آپ کیسے دن گذار رہے ہیں، کس طریقے سے آپ کے دن کٹتے ہیں، آپ نے اس کا خیال کیوں نہیں کیا کہ جیسا اللہ نے آپ کو حسن دیا ہے آپ نے ویسی شادی کیوں نہیں کی؟ تو امام صاحب ہنسے اور فرمایا کہ بھئی جوڑے تقدیر سے بنتے ہیں، قضاء اور قدر سے ہوتے ہیں لیکن یہ سوچو کہ میں جو یہ چھ کتابیں لکھ رہا ہوں جن کا تم لوگ مجھ سے سبق پڑھ رہے ہو تو اگر میری بیوی بہت زیادہ حسین ہوتی تو اس وقت میں اپنی بیوی سے بات چیت کر رہا ہوتا، تم دروازہ کھٹکھٹاتے تو میں کہتا کہ میں بہت بزی (busy) ہوں، بہت ضروری مشغلے میں مشغول ہوں اور جب اس کے سر میں درد ہوتا تب نہ کر سکتا کیونکہ میں بھی مرنے لگتا۔ آج جو میں یہ بڑی بڑی کتابیں تصنیف کر رہا ہوں تو ان کتابوں کو لکھنے کے لیے وقت اور فراغِ دل چاہیے۔ اس کے بعد امام صاحب نے ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنے لیے قبول کرتے ہیں اس کو مٹی کے کھلونوں میں مشغول نہیں ہونے دیتے۔ یہ اس عظیم الشان فقیہ کے عظیم الشان الفاظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا دین اتنا قیمتی ہے کہ اس پر نبیوں کے سر کٹے ہیں، سید الانبیاء کا خون بہا ہے اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک

دامنِ اُحد میں شہید ہوئے ہیں۔

## صحابہ پر رحمت کا نزول

اگر چہ دین پر چلنے میں صحابہ کو تھوڑی سی تکلیف تو ہوئی لیکن عین اس وقت بھی رحمت کی بارش ہو رہی تھی، جب جنگِ اُحد میں کفار جیت کر واپس چلے گئے صحابہ کے دلوں پر غم تھا تو ان کے دلوں کو سکون دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے چین کی ہوا بھیج دی، اَمَنَةً نُّعَاسًا اس ہوا سے صحابہ کا غم غلط ہو گیا۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہم پر اونگھ بھیج دی اور جب وہ اونگھ آئی کَانَ یَسْقُطُ سُیُوْفُنَا ہماری تلواریں ہمارے ہاتھوں سے گری جارہی تھیں جنھیں ہم بار بار اٹھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے صحابہ کی پریشانیوں پر مجھ کو رحم آیا، میں نے ایک ہوا بھیجی جس سے سوائے سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سارے صحابہ پر اونگھ طاری ہوگئی جس کی وجہ سے ان کی تھکاوٹ و پریشانی دور ہوگئی۔ جنگِ بدر میں جب صحابہ پر اونگھ بھیجی گئی تو اس وقت بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھرپور عبادت کرتے رہے کیونکہ نبیوں کو اونگھ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

## شکست کے اسرار

جنگِ بدر میں اللہ کی کھلی مدد و نصرت کے بعد جب جنگِ اُحد میں دشمنوں کو کچھ کامیابی ہوئی تو منافقین کے دل میں شبہات پیدا ہونے لگے کہ اگر ہم مقبول ہیں تو یہ مصیبت کیوں آگئی؟ ہم کو یہ تھوڑی دیر کی شکست کیوں ہوئی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم دن بدلتے رہتے ہیں:

﴿اِنْ یَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَیَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَلِیُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَیَمْحَقَ الْكٰفِرِیْنَ ۝﴾

(سورۃ آلِ عمران، آیات: ۱۴۰-۱۴۱)

اگر تمہیں صدمہ پہنچا ہے تو پہلے جنگِ بدر میں کافروں کو بھی شکست کا زخم پہنچ چکا

ہے وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ اور ہم دنوں کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں تا کہ ظاہری طور پر ثابت ہو جائے کہ کون مخلص اور کون منافق ہے کیونکہ اگر مسلمانوں کو ہمیشہ فتح ہوتی تو ہر منافق کہتا کہ چلو میاں وہاں مالِ غنیمت سمیٹ لو، وہاں تو شکست کا کوئی سوال ہی نہیں چنانچہ غیر مخلص بھی اسلام میں داخل ہو جاتے لہٰذا اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان دنوں کو بدل دیتے ہیں کبھی فتح دے دی اور کبھی شکست تا کہ مخلص مؤمن کا پتہ چل جائے۔ مؤمن کے اخلاص کا پتہ جب چلتا ہے جب ابتلاء ومصیبت آئے کیونکہ مومن مصیبت میں بھی اللہ کو نہیں چھوڑتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دن اس لیے بدلے وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ایمان کو ظاہری طور پر بھی دِکھا دیں کہ یہ ہیں اصلی مؤمن جو ہمارے ہیں اور ہمارے ہی رہتے ہیں، یہ منافقین نہیں ہیں، اور دوسری وجہ اس شکست کی یہ ہے کہ وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ہمیں تم میں سے بہت سے لوگوں کو شہادت بھی دینی تھی، چنانچہ جنگِ اُحد میں ستر صحابہ شہید ہوئے۔ اگر صحابہ شہید نہ ہوتے تو کفار قرآن پر اعتراض کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے انعام یافتہ بندوں میں انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کا ذکر کیا ہے تو شہداء کا طبقہ کہاں ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو شہادت سے سرفراز فرمایا تا کہ قرآن پاک کی صداقت پر حرف نہ آسکے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے یعنی کافروں اور مشرکوں سے محبت نہیں فرماتے لہٰذا یہ گمان نہ کیا جائے کہ شاید محبوب ہونے کی وجہ سے ان کو غالب کر دیا ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ اس غم اور پریشانی سے ایمان والوں کے دلوں کو پاک صاف کرنا تھا وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تا کہ اللہ ایمان والوں کو گناہوں کے میل کچیل سے صاف کر دے وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ اور کافروں کو مٹا دے کیونکہ ایک بار غالب آجانے سے ان کی جرأت بڑھے گی اور پھر مقابلہ

میں آئیں گے اور ہلاک ہوں گے۔

اور ایک احسان اللہ نے یہ فرمایا کہ کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا کہ فتح کی ہوئی جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے اور جب بہت آگے بڑھ گئے تب سوچا کہ ارے بھئی بڑی غلطی ہوگئی، ہم لوگ کیوں آگئے، اگر ہم مدینے پر قبضہ کر لیتے تو ہمارا جھنڈا لہرا جاتا، اب پچھتا رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم واپس کیسے آسکتے تھے جبکہ ہم نے تمہارے دلوں میں ہیبت اور رعب ڈال دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی عظمتوں کی حفاظت کے لیے اتنے فضائل اس لیے بیان کیے تاکہ کل کو ایسے نالائق اہلِ قلم جو قابلِ سر قلم ہیں صحابہ کی ناموس کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ بعض گستاخانِ قلم اور بغضِ صحابہ رکھنے والے بدبختوں نے صحابہ کی شان میں بدتمیزیاں کی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْہُمْ ہم نے صحابہ کی چوک اور خطاء کو معاف کر دیا۔

## صحابہ کے دنیا کی لالچ سے پاک ہونے کا ثبوت

اور حکیم الامت حضرت تھانوی نے فرمایا کہ صحابہ جنگ ختم ہونے کے بعد اُس ٹیلہ پر سے جہاں انہیں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا دنیا کی لالچ میں نہیں اُترے تھے اس لیے کہ دنیا کی لالچ تو جب ثابت ہوتی جب مالِ غنیمت ان ہی کو ملتا جو یہ مال سمیٹتے۔ مالِ غنیمت کا مسئلہ یہ ہے کہ اسے چاہے کوئی بھی اُٹھائے سب کو برابر برابر حصہ ملے گا لہٰذا یہ کہنا کہ وہ مال کے لالچ میں اترے تھے بالکل غلط ہے۔ حکیم الامت بیان القرآن کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ صحابہ نے وہ مقام اس لیے چھوڑا تھا کہ اب جنگ فتح ہوگئی ہے لہٰذا اب ہمارے لیے ٹیلہ پر کھڑے رہنے کا حکم نہیں رہا جبکہ مالِ غنیمت کی حفاظت کرنا

اور اس کو اُٹھانا بھی عبادت ہے لہٰذا انہیں مالِ غنیمت سمیٹنے کا لالچ نہیں ہوسکتا کیونکہ انہیں یہ مسئلہ معلوم تھا کہ مالِ غنیمت جو چاہے اٹھائے مگر سب میں برابر تقسیم ہوگا۔ تو جب انسان کو معلوم ہو کہ مال لوٹنے میں چاہے جتنی محنت کرلیکن ملے گا برابر تو کون آدمی لالچ کرے گا؟ یہ بہت احمق اور پاگل قسم کے لوگ ہیں جو صحابہ کے بارے گستاخانہ باتیں لکھتے ہیں، ان کو قرآن کے تفقہ کی ہوا بھی نہیں لگی، یہ بے علم لوگ ہیں۔

## ناقدینِ صحابہ پر بے وقوفی کی قرآنی مہر

اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ پر تنقید کرنے والے، جنہوں نے میرے صحابہ کو بے وقوف کہا اَنُؤۡمِنُ کَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا کہ یہ بے وقوف لوگ یعنی (معاذ اللہ) صحابہ ایمان لائے، تو ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے صحابہ کو جو بے وقوف کہتے ہیں یہ خود سفیہ یعنی بے وقوف ہیں، سفیہ سفاہت سے ہے اور اس کی جمع سفہاء ہے اور سفاہت کے معنیٰ ہیں خِفَّةُ الۡعَقۡلِ وَ الۡجَهۡلُ بِالۡاُمُوۡرِ جس کی عقل ہلکی ہو اور جو حقائقِ امور سے ناواقف ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ پر اعتراض کرنے والوں کو دو خطاب دیئے۔ نمبر ا۔ خِفَّةُ الۡعَقۡلِ ہلکی عقل والے نمبر ۲۔ وَ الۡجَهۡلُ بِالۡاُمُوۡرِ اور حقائق امور سے ناواقف۔

سفاہت کی یہ تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں بیان فرمائی ہے کہ یہ خفیف العقل ہیں، عقل کے ہلکے ہیں اس لیے میرے صحابہ پر اعتراض و تنقید کر رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو بے وقوف کہہ رہے ہیں۔ بتایئے! اگر کوئی بندہ اپنے مالک کو خوش کرے تو وہ بے وقوف ہے؟ اگر کوئی بیٹا اپنے باپ کو راضی کرے تو وہ بے وقوف ٹھہرے گا؟ بے وقوف تو تم ہو اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ السُّفَهَآءُ یہ خود پاگل اور بے وقوف ہیں وَلٰكِنۡ

لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن اس کا علم نہیں رکھتے یہ بے علم لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ نے صحابہ پر تنقید کرنے والوں کے علم پر لا داخل کردی کہ یہ بے علم ہیں لہٰذا ہر وہ شخص اس آیت کے ذیل میں شامل ہے جو صحابہ پر تنقید کرتا ہے یا صحابہ پر تنقید کرنے والے کو مولانا کہتا ہے، ایسے لوگوں کو مولانا کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے علم پر لا داخل کررہے ہیں، یہاں لا کے معنیٰ نہیں کے ہیں۔ یہ وہ لا نہیں ہے جو ایک ہندوستانی نے ایک عرب سے کہا تھا کہ یہ چیز ہے؟ عرب نے کہا لا یعنی یہ نہیں ہے، تو اس نے سوچا پیسہ مانگ رہا ہے کیونکہ وہ دہلی کا تھا۔ عربی کا لا اور ہے اور اُردو کا لا اور ہے۔

## لفظ حلیم سے عجیب استدلال

تو اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ نازل فرمایا کہ ہم نے صحابہ کی اس چوک اور خطا کو معاف کردیا، ان کی خطائے اجتہادی کو معاف کردیا۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ اللہ تعالیٰ غفور ہیں یعنی بڑے مغفرت کرنے والے ہیں اور حلیم ہیں یعنی بڑے حلم والے ہیں کہ عین صدور خطا کے وقت بھی سزا نہیں دی۔ حضرت تھانوی آیت اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ میں حلیم سے استدلال فرماتے ہیں کہ جو کچھ تکلیف صحابہ کو پہنچی یہ عتاب و سزا نہیں تھی ورنہ حلیم نازل نہ ہوتا، کیونکہ عتاب کے ساتھ حلم نہیں ہوتا۔ حلیم کے معنیٰ ہیں جو عتاب کو روک لے، قدرت رکھتے ہوئے انتقام نہ لے۔ پس اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے اس اعتراض کو رفع کردیا کہ یہ شکست معاذ اللہ عذاب تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے حلیم نازل کیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ قوتِ قہر یہ نہیں تھی پاداشِ اصلاحی تھی، صحابہ کی تربیت و اصلاح کے لیے اللہ نے یہ معاملہ کیا تھا۔

فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ اللہ نے ان کو یہ غم اس لیے دیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خطائے اجتہادی سے غم ہوا تھا، اگر اللہ تعالیٰ یہ غم نہ دیتے تو

صحابہ ساری زندگی شرمندہ رہتے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تھوڑا سا زخم پہنچا کر ان کا دامن صاف کردیا۔ اس لیے فرمایا وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھُمْ ہم نے ان کو معاف کردیا۔ حکیم الامت لکھتے ہیں کہ جب خدا نے معاف کردیا تو پھر کسی کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔

## اسم اعظم توّاب اور رحیم کا ربط

قرآنِ پاک کا ایک ایک لفظ اپنے اندر حکمت ومعانی کا دریا رکھتا ہے جیسے یہاں حلیم نازل کرکے اللہ تعالیٰ نے ظاہر کردیا کہ یہ شکست عذاب نہیں تھی بلکہ اس سے مقصود صحابہ کی تربیت تھی اور جیسے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ آیت اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کا نزول فرقۂ معتزلہ کے رد میں ہوا ہے۔ اگرچہ نزولِ قرآن کے وقت یہ فرقہ موجود نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں تو تھا کہ یہ فرقہ پیدا ہوگا۔ فرقۂ معتزلہ ایک باطل فرقہ ہوا ہے جو کہتا ہے کہ جب بندہ توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو مجبوراً معاف کرنا پڑے گا، قانونی طور پر ضابطے سے اللہ تعالیٰ کو بندے کو معاف کرنا پڑے گا۔ تو علامہ آلوسی السید محمود بغدادی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے التواب کے ساتھ الرحیم کا لفظ نازل کرکے قیامت تک کے لیے اس فتنہ کا جواب دے دیا کہ میں جو تمہاری توبہ قبول کرتا ہوں وہ ضابطے اور قانون سے نہیں کرتا، شانِ رحمت سے قبول کرتا ہوں کیونکہ میں رحیم ہوں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں فِیْہِ رَدٌّ عَلٰی فِرْقَۃٍ ضَآلَّۃٍ مُعْتَزِلَۃٍ اس آیت میں رد ہے فرقہ ضالہ معتزلہ کا۔

## اسم اعظم عزیز اور غفور کا ربط

اسی طرح قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ ملک میں وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ نازل فرمایا۔ غفور کے معنیٰ ہیں معاف کردینے والا لیکن اللہ تعالیٰ نے

اس کے ساتھ عزیز کیوں نازل کیا؟ عزیز کے معنیٰ ہیں زبردست طاقت والا۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں الفاظ ایسے تھوڑے ہی نازل کردیئے، لہٰذا علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ چونکہ مغفرت اُس شخص کی معتبر ہوتی ہے جس میں طاقت ہو۔ ایک شخص ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہے، کمزور ہے، بیمار ہے اس کو کسی نے تھپڑ مار دیا، اب وہ کہتا ہے کہ جاؤ میں نے معاف کردیا، تو تھپڑ مارنے والا کہتا ہے کہ تم میں انتقام کی طاقت ہے ہی نہیں، تم چالیس دن سے ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہو، بستر سے اٹھ نہیں سکتے، مجھ کو دوڑا کر پکڑ نہیں سکتے لہٰذا مجبوراً معاف کردیا، میرے نزدیک تمہاری معافی کی کوئی حیثیت نہیں۔ مفسرِ عظیم علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غفور سے پہلے عزیز نازل کردیا تاکہ معلوم ہوجائے کہ میں زبردست طاقت والا ہوں اس کے باوجود تمہیں بخشتا ہوں لہٰذا میری مغفرت کی قدر کرنا، ناقدری نہ کرنا۔ اُس طاقت والے نے اپنی صفتِ مغفرت کی عظمتِ شان کے لیے عزیز نازل کیا، زبردست طاقت والے نام کو پہلے نازل کیا۔

خیر میں یہ عرض کررہا تھا کہ مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث سہارنپوری فرماتے ہیں ؎

گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعدؔ آپ سے غافل نہیں

## نظر بازی اور حسن پرستی کا بھیانک عذاب

اس کے بعد ایک شعر اور فرمایا جس کا آج کل بڑا مرض پھیلا ہوا ہے، وہ مرض ہے نظر بازی کا، حسن پرستی کا، ہر شخص سوچتا ہے کہ کوئی حسین مل جاتا تو بڑا چین ملتا، بڑا مزہ آتا، بڑے اچھے دن گذرتے حالانکہ اس سے خراب اور بدترین دن نہیں گذریں گے، جو سانس اللہ کی نافرمانی میں گذرتی ہے وہ دوزخیوں کی زندگی ہے، جس نے دوزخ نہ دیکھی ہو وہ اللہ کے قہر اور عذاب کو

خرید کر دیکھے کہ نافرمان کی زندگی کیسی ہوتی ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب ایک اللہ والے کا شعر ہے ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

اور ایسے موقعوں پر اپنا ایک شعر اور یاد آتا ہے کہ گنہگاروں کی دنیا بہت بھیانک، بڑی تاریک ہے، بڑی بے چین ہے، پریشانیاں اور ذلتیں ہیں، اللہ تعالیٰ جس سے ناراض ہو جائے اس کے دل کا گلستان اُجڑ جائے گا ؎

جس طرف کو رُخ کیا تو نے گلستاں ہو گیا
تو نے رُخ پھیرا جدھر سے وہ بیاباں ہو گیا

جس دل سے اللہ راضی ہوتا ہے اس کا دل گلستان ہو جاتا ہے اور جس دل سے اللہ رُخ پھیر لے، ناراض ہو جائے اس کا دل جنگل ہو جاتا ہے، ویران ہو جاتا ہے، تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور جب دل میں چین نہیں تو تمہارا مرغی فارم، تمہارے کپڑوں کی فیکٹریاں، تمہارے جتنے ایئر کنڈیشن کمرے ہیں ان سب سے کچھ نہیں ہوتا، ایئر کنڈیشن میں بیٹھے ہیں کھال تو ٹھنڈی ہو رہی ہے مگر دل عذابِ الٰہی سے پگھلتا رہتا ہے۔ ایک بزرگ شاعر فرماتے ہیں ؎

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا

دوستو! یقین کر لو ہم اللہ کے بندے ہیں، ہمارا مالک طاقت والا ہے، اس کی ناراضگی میں سانس لینا عذاب و بے چینی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

## نفس مردانہ حملے سے مغلوب ہوتا ہے

بار بار کہتا ہوں کہ میری اس بات پر یقین کر لو اور نفس کو کچل دو، نفس پر مردانہ حملہ کرو، زنانہ حملہ مت کرو، چوڑیاں مت پہنو۔ مولانا جلال الدین رومی

رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ۔

ہیں تبر بردار مردانہ بزن
چوں علی وار ایں درِ خیبر شکن

اے نفس پرستو! ذرا مردانہ حملہ کرو، زنانہ حملے سے نفس چت نہیں ہوتا، اس سے گناہ نہیں چھوٹتا لہٰذا مردانہ حملہ کرو اور فرماتے ہیں کہ جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے خیبر کے دروازے کو توڑ دیا تھا تم بھی اپنے نفس کے بابِ خیبر کو توڑ دو، ابھی اگر دنیا ہی کا کوئی کام پڑ جائے تو ساری طاقت آ جاتی ہے لیکن چونکہ ابھی دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں ہے اس لیے طاقت اور ہمت استعمال نہیں کرتے لہٰذا جو طریقہ بتایا جاتا ہے اس پر عمل کر کے دیکھو، لیکن اگر کوئی عمل ہی نہ کرے تو الگ بات ہے۔

## دل کو غیر اللہ سے پاک کرنے کا نسخہ

مشائخ لکھتے ہیں کہ جب بدنظری ہو جائے تو آٹھ رکعات توبہ پڑھو، پانچ روپیہ خیرات کرو، اگر اس سے زیادہ وسعت ہے تو سو روپیہ خیرات کرو، قبر و موت کا مراقبہ کرو اور میدانِ حشر کو، قیامت کے دن کو یاد کرو، عطر لگا کر نہا دھو کر خوب صاف کپڑے پہن کر لا الٰہ کی پانچ تسبیح پڑھو، پھر دیکھو کہ قلب سے غیر اللہ کیسے نہیں نکلتا۔

حکیم الامت کی کتاب التکشف کے اندر یہ سب مواد موجود ہے لیکن کوئی عمل ہی نہ کرے، کوئی طاقت کا کیپسول ہی نہ کھائے پھر بھی کہے کہ میرے اندر تو طاقت ہی نہیں ہے۔ گناہ کرنا یہ ذکر اللہ کا کیپسول نہ کھانے کا عذاب ہے لہٰذا عمل کر کے دیکھو اللہ کا نام بہت بڑا نام ہے۔ ایک بزرگ دعا کر رہے تھے کہ اے خدا آپ کا نام بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنا ہم پر احسان و فضل کر دے۔ اللہ اللہ کیا دعا ہے! یہ دعا تو وجد پیدا کرتی ہے، یا اللہ

آپ کا نام تو بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے ہمارے اوپر اتنی رحمت کر دے، اللہ کے نام کے صدقہ دوزخ بجھ سکتی ہے۔ دوزخ کو کون بجھا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ دوزخ سے پوچھیں گے هَلِ امْتَلَئْتِ کیا تیرا پیٹ بھر گیا؟ وہ کہے گی هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ اللہ میاں کچھ اور مال ہے؟ جب دوزخی ختم ہو گئے تو کیا اللہ میاں نیک بندوں کو دوزخ میں ڈالیں گے؟ نہیں۔ بخاری شریف میں ہے فَيَضَعُ قَدَمَهٗ اللہ تعالیٰ دوزخ پر اپنا قدم مبارک رکھ دیں گے فَتَقُوْلُ جَهَنَّمُ قَطْ قَطْ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَطْ قَطْ قَطْ تو دوزخ دو مرتبہ کہے گی کہ بس بس اور ایک روایت میں ہے کہ تین مرتبہ کہے گی بس بس بس یعنی اے اللہ میرا پیٹ بھر گیا۔ اور فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ یہاں قدم سے مراد اللہ تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ہے۔

## نفس کی دوزخ کو کیا چیز بجھاتی ہے؟

تو دوستو! جب اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات سے دوزخ کا پیٹ بھر سکتا ہے تو ہمارے نفس کی دوزخ کا پیٹ نہیں بھر سکتا؟ ہمارا نفس تو دوزخ کی ایک برانچ ہے اور برانچ ہیڈ آفس کے مقابلے میں چھوٹی اور حقیر ہوتی ہے، تو اتنی بڑی اور وسیع دوزخ کے مقابلے میں نفس کی دوزخ کیا ہے؟ ارے اللہ سے تعلق بنا کر تو دیکھو کہاں خوابوں خیالوں کی دنیا میں پڑے ہوئے ہو، کیوں شک وشبہات کے اندھیروں میں پڑے ہوئے ہو، امیدوں کی خوشیوں اور امیدوں کے اسباب کی طرف آجاؤ، اللہ کا نام بہت بڑا نام ہے، ان کا نام لے کر تو دیکھو۔

اس لیے دوستو! ناامید مت ہو، پابندی سے اللہ کا نام لینا شروع کر دو، جو لوگ محروم ہیں یا محروم ہوں گے یا محروم مر گئے یہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اہل اللہ سے مشورہ نہیں کیا اور اگر مشورہ لیا مگر ان کے مشوروں پہ عمل نہیں کیا، اللہ کا نام نہیں لیا اور گناہوں سے پرہیز نہیں کیا۔ کیا پیر ہر جگہ پہنچ سکتا ہے؟ پیر تو کہے گا کہ تم یہ کام کرو اور یہ کام نہ کرو، مرشد کا کام تو صرف اتنا ہے ؎

راہبر تو بس بتا دیتا ہے راہ
راہ چلنا راہ رو کا کام ہے
تجھ کو مرشد لے چلے گا دوش پر
یہ تیرا رہرو خیالِ خام ہے

یہ خواجہ صاحب کا شعر ہے۔

## حسینوں کا عشق عذابِ الٰہی ہے

مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نظر بازوں پر ایک شعر فرمایا ہے اور اس شعر میں اپنا نام لیا ہے، اللہ والوں کا کمال یہی ہے کہ اپنے ہی کو گنہگار کہتے ہیں، دوسروں کو نہیں کہتے، تو فرماتے ہیں ؎

عشقِ بتاں میں اسعدؔ کرتے ہو فکرِ راحت
دوزخ میں ڈھونڈتے ہو جنت کی خواب گاہیں

اِدھر اُدھر جھانک کر حسینوں کے عشق میں راحت تلاش کرتے ہو؟ ذرا شعر تو دیکھو! یہ ایک عالم، محدث اور اللہ والے کا شعر ہے، یہ حکیم الامت کے خلیفہ ہیں اور میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے استاذ ہیں۔

فرماتے ہیں کہ اللہ کے قہر و عذاب میں تم چین تلاش کرتے ہو، خدا تمہاری کھوپڑیوں میں اور ہماری کھوپڑیوں میں عقلِ سلیم ڈال دے، یہ بہت بڑی گمراہی ہے، جو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی راہوں سے حرام لذت کی چوریاں کر کے ہم چین سے رہ لیں گے، تو یاد رکھو کہ جب حرام لذت آتی ہے تو حلال کو بھی لے جاتی ہے، تمہاری جو بیویاں گھر میں ہیں بدنگاہی کی وجہ سے ان سے بھی محبت ختم ہو جائے گی۔

دیکھو ایک شخص کہیں سے کچھ چُراتا تھا اور اس کے پاس حلال کمائی ایک ہزار تھی، ایک دن دوسرے چور نے اس کی جیب کاٹ لی اور حرام کے

ساتھ ساتھ وہ حلال کمائی بھی چلی گئی۔ اسی طرح یہ حرام لذتیں ہمارے گھر کے آرام وسکون کو بھی چھین لیں گی، اللہ تعالیٰ تو بہت سی نعمتیں دے رہے ہیں، انڈے کھا رہے ہو، پراٹھے کھا رہے ہو، چائے پی رہے ہو، مرنڈا پی رہے ہو، کتنی نعمتیں کھا رہے ہو، اللہ کی بے شمار نعمتیں ہیں اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان کی نعمت سے نوازا، نماز کی توفیق دی اور اللہ والوں کی، اپنے پیاروں کی، اپنے دوستوں کی شکل عطا فرمائی تو کتنی نعمتیں دیں پھر پرائی چیز پر کیوں اپنا دل خراب کرتے ہو؟

## مسلمان بیویاں جنت میں حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی

اب ایک حدیث پاک عرض کرتا ہوں جس کے سنانے پر مسلمان خواتین مجھے زوردار ناشتہ بھجواتی ہیں۔ میں نے الہ آباد میں ایک عالم کے گھر میں اس حدیث کو بیان کیا، وہ عالم بھی وہاں موجود تھے کہ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ یارسول اللہ جنت میں مسلمان بیویوں کا حسن زیادہ ہوگا یا حوریں زیادہ حسین ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام سلمہ مسلمان عورتوں کا حسن حوروں سے کہیں زیادہ ہوگا، پوچھا کیوں؟ فرمایا کہ بِعِبَادَتِهِنَّ وَبِصِيَامِهِنَّ وَبِصَلَاتِهِنَّ ان کی نمازیں، ان کے روزے کہاں جائیں گے؟ حوروں نے تو نماز نہیں پڑھی، انہوں نے تو روزہ نہیں رکھا، حوروں نے بچہ نہیں جنا، حوروں نے شوہر کے نازنخرے نہیں اُٹھائے، اَلْبَسَ اللّٰهُ وُجُوْهَهُنَّ النُّوْرَ اللہ عبادات کا نور عورتوں کے چہروں پر ڈال دے گا جیسے رضائی کے اوپر کے کپڑے اور نیچے کے استر میں فرق ہوتا ہے اتنا فرق ہوگا مسلمان بیویوں اور حوروں کے حسن میں۔ یہ حدیث آج ہی جا کر اپنی بیویوں کو سنادو کہ اللہ تعالیٰ ایمان پر آپ کا خاتمہ نصیب فرمائے تو جنت میں آپ حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جیسی بیوی دی ہے ایمان والی ہے اس کی قدر کرو، ان کی خطاؤں کو معاف کرو اور ان سے مت لڑو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان کی مثال ٹیڑھی پسلی کی سی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

﴿اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ﴾

(صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب المداراة مع النساء)

عورت ٹیڑھی پسلی کی طرح ہے، اگر تم ٹیڑھی پسلی سے فائدہ اُٹھانا چاہو تو فائدہ اٹھا سکتے ہو، اگر اسے سیدھی کرنے کی کوشش کرو گے تو توڑ بیٹھو گے۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح میں لکھتے ہیں فِيْهِ تَعْلِيْمٌ لِلرِّفْقِ بِالنِّسَآءِ اس میں خواتین کے ساتھ شفقت و رحمت اور محبت کی تعلیم ہے وَالصَّبْرِ عَلٰی عِوَجِهِنَّ اور ان کے ٹیڑھے پن پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے لِضُعْفِ عُقُوْلِهِنَّ کیونکہ ان کی عقل ضعیف و کمزور ہے، ان کی عقل آدھی ہوتی ہے، جلد غصہ آجاتا ہے۔ ذرا سوچو اگر تمہارے کسی بچہ کی عقل کم ہو تو تم کیا اس پر غصہ کرو گے؟

تو ہماری بیویوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سفارش فرما رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی سفارش نازل فرمائی عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔ لہٰذا اللہ کی سفارش کو رد نہ کرو اور جب غصہ آئے اس آیت کو یاد کر لو۔ اللہ کی سفارش کو رد کرنے میں بہت خسارہ ہے، بہت گھاٹا ہے لہٰذا ان کی بندیوں پر رحم کر کے اللہ سے انعام لے لو۔ اس کی مثال بتاتا ہوں کہ ایک شخص کی بیٹی تیز مزاج والی ہے، غصے والی ہے۔ اس کی شادی کے بعد اب ماں باپ ہر وقت ڈر رہے ہیں کہ پتا نہیں غصے میں کیا کہے گی اور اپنے شوہر سے کتنے جوتے کھائے گی۔ ایک مرتبہ وہ داماد کے گھر مہمان ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی بیٹی نے بدتمیزی شروع کر دی مگر شوہر نے اسے کچھ نہیں کہا برداشت کر لیا تو باپ نے سوچا کہ دیکھو مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنا

شریف داماد دیا ہے کہ میری نالائق بیٹی کو برداشت کررہا ہے تو سوچو کہ وہ اپنے داماد کو کیسی دعا دے گا اور اس کو کیا کیا انعام دے گا۔ ربا بھی ایسے ہی ہیں کہ جو اُن کی بندیوں کے ساتھ نباہ کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو اِلہام ہوا کہ اگر تم تلخ کلام والی فلاں عورت سے شادی کرلو تو تم کو میں اپنے قرب و محبت سے نواز دوں گا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اسی کی برکت سے کہاں سے کہاں جا پہنچے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہماری بیوی نے ہماری عزت کو نقصان پہنچا دیا، ہم سے لڑ جاتی ہے تو عزت کے بارے میں بھی سن لو۔ کیا ہماری آپ کی عزت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں يَغْلِبْنَ كَرِيْمًا یہ عورتیں کریم شوہر پر غالب ہوجاتی ہیں یعنی تو تو، میں میں بھی کرلیتی ہیں، کریم کہتے ہیں جو نااہل پر بھی مہربانی کردے وَ يَغْلِبُهُنَّ لَئِيْمٌ اور کمینے شوہر اپنی مار دھاڑ سے، گالی گلوچ سے، ڈنڈوں سے ان پر غالب ہوجاتے ہیں، لئیم کریم کی ضد ہے۔ تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ نے دونوں جہاں کی عزت دی ان کا ارشادِ گرامی ہے فَاُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ كَرِيْمًا مَغْلُوْبًا میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں مغلوب رہوں اپنی بیویوں سے، یہ زبان سے چاہے کچھ کہیں، اپنے مطالبات میں تھوڑی سی تیزی بھی کرلیں لیکن میں ان پر کرم اور مہربانی ہی کرتا رہوں گا، وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ لَئِيْمًا غَالِبًا میں ان پر کمینہ بن کر غالب ہونا پسند نہیں کرتا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوئے، ازواجِ مطہرات اپنے سالانہ خرچہ کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کررہی تھیں، کچھ تھوڑا سا ناز کا لہجہ تھا، اسے بدتمیزی نہیں کہیں گے، عورتوں کو اپنے شوہروں سے ناز کرنے کا حق حاصل ہے۔ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے عائشہ! جب تم مجھ سے روٹھ جاتی ہو تو مجھے پتا چل جاتا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو کیسے پتا چلتا ہے؟ فرمایا کہ جب تم مجھ سے روٹھتی ہو تو کہتی ہو وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ ابراہیم کے رب کی قسم اور جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو وَرَبِّ مُحَمَّدٍ محمد کے رب کی قسم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات سے معلوم ہوا کہ روٹھنا بھی شانِ محبوبیت کی علامت ہے۔

تو دوستو! جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوئے تو ہماری ماؤں کی تھوڑی سی آواز ناز کی وجہ سے، محبوبیت کی شان کی بنا پر بلند ہوگئی تھی اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اونچی آواز میں باتیں کررہی تھیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے کریمانہ گفتگو فرمارہے تھے، اپنے کریم ہونے کا ثبوت پیش کررہے تھے، قیامت تک کے لیے لوگوں کو تعلیم دے رہے تھے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اس طرح زندگی گذارو کیونکہ نبی کا ہر عمل ہماری رہنمائی کے لیے آفتاب ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ہی داخل ہوئے سب خاموش ہوگئیں کیونکہ ان کی ہیبت بہت زیادہ تھی۔ تاریخ میں ہے کہ یہ جارہے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کے پیچھے تھے، انہوں نے مڑکر ایک نظر دیکھا تو سب صحابہ گھٹنے کے بل گرگئے، ان میں شانِ ہیبت بہت تھی لہٰذا سب اُمہات المؤمنین انہیں دیکھ کر خاموش ہوگئیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ نبی سے نہیں ڈرتی ہیں اور عمر سے ڈرتی ہیں، ابھی تو خوب آواز آرہی تھی اور اب ایک دم سے خاموش ہوگئیں تو ہماری ماؤں نے کیا شاندار جواب دیا کہ اے عمر! تم سخت دل ہو جبکہ ہمارے نبی رحمۃ للعلمین ہیں، سراپا رحمت ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے بندوں پر رقیق القلب، رحیم المزاج

اور حلیم الطبع ہوجاؤ۔ پھر دیکھو کتنا جلد سلوک طے ہوتا ہے، کتنے جلد اللہ کے قریب ہوتے ہو اور ولی اللہ بنتے ہو، مخلوق کی خطاؤں کو معاف کرو، ان پر رحم کرو، ان کے دُکھ درد میں کام آؤ، خون کے رشتوں کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور بیوی کے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک بھی صلہ رحمی میں داخل ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلْمُرَادُ بِالْاَرْحَامِ الْاَقْرِبَآءُ مِنْ جِهَةِ النَّسَبِ وَ مِنْ جِهَةِ النِّسَآءِ بیویوں کی طرف سے جو رشتے ہیں یعنی ساس، سسر یہ سب بھی صلہ رحمی میں داخل ہیں، ان کا بھی وہی حق ہے جو سگے ماں باپ کا ہے اور برادرِ نسبتی کا سگے بھائی جیسا حق ہے۔

دیکھو تفسیر روح المعانی پیش کر رہا ہوں۔ اس طریقے سے سلوک جلد طے ہوتا ہے، لوگ تہجد اور تسبیحات تو بہت پڑھتے ہیں لیکن گھر میں چین سے نہیں ہیں، جہاں دیکھو وظیفوں کی بھرمار ہے لیکن ڈنڈے گالی کی بھی بھرمار ہے۔ عزیزوں سے، پڑوسیوں سے، بال بچوں سے ہر وقت غصے ہو رہے ہیں۔ کیا کہیں بزرگوں سے مشورہ کرو کہ کہاں کس موقع پر کیا کرنا چاہیے۔



## خواتین کو شوہروں کے اکرام کی نصیحت

خواتین کو بھی چاہیے کہ اپنے شوہر کا اِکرام کریں اور ان کی نہایت ہی عظمت کریں کیونکہ عورت لاکھ عبادت کرے، لاکھ تسبیح پڑھے لیکن اگر شوہر ناراض ہوگا تو اس پر رات بھر خدا کی لعنت برسے گی، اللہ کی رحمت نہیں ملے گی چاہے لاکھ تہجد پڑھتی ہو۔ اور شوہر کے سوا بیوی کے کوئی کام بھی نہیں آتا، نہ ماں کام آتی ہے، نہ باپ کام آتا ہے، نہ بھائی کام آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے بیویوں کے لیے شوہر ہی کے ساتھ ساری زندگی کے گذارنے کا انتظام کیا ہے۔ جن لوگوں نے اکڑفوں کر کے بیویوں کو الگ کر دیا تو ساری زندگی ان کی بہنیں اور ان کی بیٹیاں بھی مصیبت میں رہیں اور بے عزت رہیں۔

دوستو! یہ بات اس لیے عرض کرتا ہوں کہ بیویوں کو بھی چاہیے کہ اپنے شوہر جس سے تم ہزاروں آرام اُٹھاتی ہو اگر اس سے کبھی تکلیف بھی پہنچ جائے کیونکہ وہ بھی انسان ہی تو ہے لہٰذا اگر اس سے کبھی غصے کی کوئی بات ہو جائے تو اس کو برداشت کرو۔ کیا وجہ ہے کہ جس کے ہاتھ سے ہر وقت روح افزا پی رہی ہو اگر کبھی ذرا سی کڑوی دوا پلا دی تو ناراض ہو گئیں لہٰذا اس کی کڑوی بھی کبھی برداشت کرلو اور ایک وظیفہ بھی بتائے دیتا ہوں یَاسُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ یہ اللہ تعالیٰ کے چار نام ہیں، اگر افسرِ اعلیٰ ستا رہا ہو یا نیچے کا کوئی کلرک او پر والے کو ستا رہا ہو، کسی کی بیوی ستا رہی ہو یا کسی کا شوہر تیز مزاج کا ہے اور بیوی کو پریشان کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہ چار نام پڑھ کر دیکھو، اس کی برکت سے کسی سے لڑنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، ان ناموں کی برکت سے دل نرم ہو جاتا ہے۔

جب مکے شریف سے مدینے شریف جائیں تو جگہ جگہ شرطے انکوائری کرتے ہیں، سب چیزیں دیکھتے ہیں اور ذرا سی غلطی پر روک لیتے ہیں۔ تو ہماری سب چیزیں درست تھیں لیکن وہ شاہی لوگ ہیں، وہاں ڈر ہی لگتا ہے، بعض لوگ تو چھوڑ دیتے ہیں لیکن بعض لوگ سختی کرتے ہیں کیونکہ شاہی مزاج ہے لہٰذا میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہمیں فرماتے تھے کہ بھئی پولیس چوکی آرہی ہے جلدی پڑھو یَاسُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ۔ الحمد للہ حضرت کی بتائی ہوئی دعا کی برکت سے کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔

ایک مرتبہ ہمارے سید عشرت جمیل میر صاحب جب بس میں داخل ہوئے تو ان سے کسی نے پاسپورٹ ہی نہیں مانگا کیونکہ احرام میں تھے اور احرام بھی گرمی کی وجہ سے گرا ہوا تھا اور سینے کے سب بال نظر آرہے تھے، سینے پر صحرائے سینائی نظر آیا اور پیٹھ پر چھاتہ بردار تو شرطے نے کہا یا شیخ الاسلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اور یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا اور ان کا

پاسپورٹ نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب بہت ہنسے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے ان چار اسماء کو پڑھو، ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے آپ کو اپنے بڑوں سے پیار ملے گا۔

میرے شیخ جب یہاں کراچی آتے ہیں تو میں بھی ان اسماءِ حُسنیٰ کو پڑھتا ہوں، ہر آدمی اپنے بڑوں کے سامنے یا جس سے کوئی کام ہو اس کے لیے ان اسماء کو پڑھے پھر دیکھو کہ مخلوق کے دل کس طرح نرم ہو جاتے ہیں۔ ان چاروں ناموں کو پڑھنے کی تعداد کچھ نہیں ہے جتنا چاہو پڑھو اور اگر مستقل طور پر کوئی مصیبت ہے، کوئی ستا رہا ہے تو ہر فرض نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ کر یوں کہو کہ اے اللہ اپنے ان ناموں کے صدقے میں جو مجھ کو ستا رہا ہے اس کا دل نرم کر دیجیے، اس کو مجھ پر شفیق و مہربان کر دیجیے۔

بس اب دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اس مجلس کو اللہ اپنی رحمت سے قبول فرمالے۔ یا اللہ جو لوگ یہاں آرہے ہیں خواتین ہیں یا ہمارے دوست احباب ہیں یا اللہ ہم سب کی اپنی رحمت سے اصلاح فرمادے، یا اللہ ہم سب کا تزکیہ فرمادے، یا اللہ ہم سب کو گناہوں سے نفرت اور کراہت نصیب فرمادیجیے اور ہم سب کو تقویٰ نصیب فرمادیجیے، یا اللہ ہماری جانوں کو جذب فرما کر اپنا بنالیجیے، یا اللہ اسبابِ معصیت سے ہمیں دوری اور تحفظ نصیب فرمائیے، ہم سب کو اور خواتین بہنوں کو، بیٹیوں کو، ماؤں کو سب کو اللہ اپنا بنالیجیے۔ یا اللہ ہم سب کو اولیاء صدیقین اور اپنے دوستوں میں شامل فرما اور ان کے اخلاق اور اعمال و یقین نصیب فرما، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

# نئے جام و مینا عطا ہو رہے ہیں

جو ہر دم خدا پر فدا ہو رہے ہیں
وہ فانی بتوں سے جدا ہو رہے ہیں

وہ خُم کہن تو قوی تر ہے لیکن
نئے جام و مینا عطا ہو رہے ہیں

کبھی قلب دے کر کبھی جان دے کر
رہِ عشق میں با وفا ہو رہے ہیں

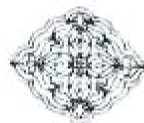
خوشی اپنی اُن کی خوشی پر لٹا کر
ہم اب اہل صدق و صفا ہو رہے ہیں

کبھی پی رہے ہیں لہو آرزو کا
مٹا کر خودی با خدا ہو رہے ہیں

تجھے ہوں مبارک یہ اشکِ ندامت
نئے باب اُلفت کے وا ہو رہے ہیں

یہ شانِ کرم ہے کہ نالائقوں پر
کرم ان کے ہر دم عطا ہو رہے ہیں

محبت کی اختر کرامت تو دیکھو
کہ سلطان ہو کر گدا ہو رہے ہیں



# میر مرنا نہ حُسنِ فانی پر

میر مرنا نہ حُسن فانی پر
حُسن فانی کے رنگ فانی پر

جس کا پانی بدلنے والا ہو
میر مرنا نہ ایسے پانی پر

ہے گلستاں میں جس سے شادابی
ہوں فدا اس کی باغبانی پر

جو جوانی فِدا خُدا پر ہو
مَیں ہوں قربان اس جوانی پر

دل فدا اپنے رب پہ کر اختؔر
کر بھروسہ نہ زندگانی پر



سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۹۰

# نسبت مع اللہ کی شان و شوکت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲، کراچی ۴۷ پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون: ۴۹۹۲۱۷۶



بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے | محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے | جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

# انتساب

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرتِ اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

# ﴿ ضروری تفصیل ﴾

نامِ وعظ: نسبت مع اللہ کی شان وشوکت

نام واعظ: عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالھم علینا الیٰ مأۃ و ثلاثین سنۃ

تاریخِ وعظ: ۸/ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۸/اکتوبر ۱۹۹۱ء جمعۃ المبارک

مقام: مسجد شہداء، لاہور

موضوع: اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق کی عظمت

مرتب: سید عشرت جمیل میر صاحب خادمِ خاص حضرت والا مدظلہم العالی

کمپوزنگ: مفتی محمد عاصم صاحب مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال، کراچی

اشاعت اوّل: ذوقعدۃ ۱۴۳۱ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۰ء

تعداد: ۲۲۰۰

ناشر: کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال نمبر۲، کراچی





# فہرست







# نسبت مع اللہ کی شان وشوکت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْكَرِيْمِ

اس بات پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے کہ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے پاکستان میں حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی خلیفہ حیات نہیں رہا، جن کو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بَکّاءٌ کا لقب دیا تھا یعنی بہت رونے والا تو مجھے یہ خیال آتا تھا کہ لکھنؤ اور دہلی کے لوگ جن کی نزاکت اور لطافت مشہور ہے اور جن کے قلب بھی نازک ہوتے ہیں اور جسم بھی نازک ہوتے ہیں وہاں بکاء کے لقب سے کوئی نہ مشرف ہوا؟ تو بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک بہت بڑی قدرت کا ظہور فرمایا کہ پہاڑی علاقے سے ایک ایسا صاحبِ نسبت بزرگ پیدا فرمایا جس کی آنکھوں سے ہر وقت آنسو رواں رہتے تھے۔ آج سے کئی برس پہلے جب میں پشاور حاضر ہوا تو میرا ایک شعر موزوں ہوا جو مولانا کی اس حالت کا ترجمان تھا ؎

ہے زباں خاموش اور آنکھوں سے ہے دریا رواں
اللہ اللہ عشق کی یہ بے زبانی دیکھئے

اور دوسرا شعر بھی میں نے مولانا ہی کی شان میں کہا تھا ؎

عشق جب بے زبان ہوتا ہے
رشک صدہا بیان ہوتا ہے

مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا ابھی حال ہی میں الٰہ آباد میں انتقال ہوا ہے جو ہمارے اکابر علماء کے بھی شیخ تھے اور اکابر مشائخ کے بھی شیخ

تھے، اتنے بڑے شیخ تھے کہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم جیسے اکابر اولیاء اور علماء ان کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوتے تھے۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب مولانا کے گھر تشریف لے گئے تو فرمایا کہ مولانا محمد احمد صاحب کا نور میں زمین سے آسمان تک دیکھ رہا ہوں۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کے سامنے ایک جنگل تھا جو نور سے بھرا ہوا محسوس ہوتا تھا، حضرت اس جنگل میں جوانی میں ستر ہزار دفعہ اللہ اللہ کا ذکر کرتے تھے، یہ اسی ذکر کا نور تھا، حضرت نے اس جنگل کے بارے میں ارشاد فرمایا ؎

گیا میں بھول گلستاں کے سارے افسانے
دیا پیام کچھ ایسا سکوتِ صحرا نے

یعنی صحرا کی خاموشی نے ایک ایسی ھوک دل میں پیدا کی اور ایسا نعرۂ مستانہ دیا جس کی لذت کے سامنے دنیا کی رنگینیاں ہیچ ہوگئیں، تو حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بے زبانی پر ایک شعر فرمایا ہے کہ جب کوئی اللہ والا صاحبِ نسبت خاموش رہے اور بول نہ سکے تو سمجھ لو کہ اس کا بال بال زبان بن جاتا ہے ؎

قیامت ہے ترے عاشق کا مجبورِ بیاں رہنا
زباں رکھتے ہوئے بھی اللہ اللہ بے زباں رہنا

اور اسی بحر میں ایک اور شعر فرمایا ؎

نہیں رہتے ہیں ہم کیوں چاہیے ہم کو جہاں رہنا
کوئی رہنے میں رہنا ہے یہاں رہنا وہاں رہنا

کہیں بیٹھ کر اخبار پڑھ لیا، کہیں ہوٹل میں چائے پی لی، یہ زندگی کوئی زندگی ہے؟ آہ! زندگی تو وہ ہے جو خالقِ حیات پر فدا ہو اور جو حیات خالقِ حیات پر فدا نہ ہو وہ حیات حیات کہلانے کی مستحق بھی نہیں ہے، مجھے ایک اردو شعر یاد آیا جو میرا ہی ہے، شعر سے اپنی نسبت اس لیے ظاہر کر دیتا ہوں کہ بعض لوگوں کو اس نسبت کی وجہ سے زیادہ مزہ آتا ہے تو اس شعر کا مضمون یہ ہے کہ ہماری جو سانس اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ان کی رضا اور خوشنودی میں گذر جائے وہی ہماری زندگی کا حاصل ہے۔

وہ مرے لمحات جو گذرے خدا کی یاد میں
بس وہی لمحات میری زیست کا حاصل رہے

اور ابھی آپ کے لاہور میں حاضری سے قبل ایک تازہ شعر ہوا ہے، گرم تازہ جلیبی کی طرح جو بہت مزیدار ہوتی ہے۔

وہ لمحۂ حیات جو تجھ پر فدا ہوا
اس حاصلِ حیات پر اخترؔ فدا ہوا

## نسبت مع اللہ کی عظمتِ شان

دوستو! اللہ کے نام کی لذت، اللہ تعالیٰ کے نام کی مٹھاس اگر ہماری روح کو مل جائے تو یہ چاند اور سورج اور تاج سلطنت، مال و دولت اور حسن کی رومانٹک کائنات سب کی سب نگاہوں سے گر جائے گی، خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر میرے اس مضمون کی ترجمانی کرتا ہے، میں نے دعویٰ کیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کی نسبت، اللہ تعالیٰ کا نور اور تعلق مع اللہ کی دولت قلب وروح کو عطا ہو جاتی ہے تو اس کی نگاہوں سے ساری کائنات گر جاتی ہے کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ سلاطین کے تخت وتاج میرے اللہ کی بھیک ہے اور مجھے اللہ پاک نے خود اپنی ذاتِ پاک کو عطا فرمایا، بادشاہوں کو تخت وتاج نصیب ہے اور اللہ والوں کو

تخت وتاج دینے والا نصیب ہے، حسینوں کو حسن نصیب ہے اور اللہ والوں کو حسن کا خالق، حسن آفریں نصیب ہے، مالداروں کو سونا نصیب ہے اور اللہ والوں کو خالقِ زر نصیب ہے جو سونا پیدا کرتا ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

سورج اور چاند کی روشنی خدائے تعالیٰ کی ایک ذرّہ بھیک ہے، اللہ والوں کے قلب میں خالقِ آفتاب اور خالقِ مہتاب ہے اور خالق اور مخلوق میں کوئی نسبت نہیں۔

لذت ایں مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

جب تک کہ یہ مزہ نہ ملے انسان اس کو افسانہ سمجھتا ہے۔ حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور ان کی شخصیت مسلمات میں سے ہے۔

اے دل ایں شکر خوشتر یا آں کہ شکر سازد

اے دل یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا خالقِ شکر زیادہ میٹھا ہے، اگر خدا تعالیٰ اپنے نام کی مٹھاس عطا فرمادے تو آپ سارے عالم کی مٹھائیوں سے بے نیاز ہوجائیں گے، نعمت سمجھ کر کھانے کو میں منع نہیں کرتا لیکن قلب ہر وقت ان کی غلامی میں نہیں رہے گا کہ اگر فلاں بات ہوجاتی تو حلوائی کی دکان پر جاکر منہ میٹھا کرتے بلکہ تسبیح لے کر کسی جنگل میں یا کسی مسجد کی چٹائی پر بیٹھ کر اللہ کہتا تو ساری کائنات کی مٹھائیوں کا حاصل قلب کو عطا ہوجاتا۔

اے دل ایں قمر خوشتر یا آں کہ قمر سازد

اے دل! یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کا بنانے والا زیادہ حسین ہے۔

## اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی حقیقت

ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی بھیک ہے، اب پسند کرلو کہ بھیک پر مرنا ہے یا بھیک دینے والے پر مرنا ہے، ساری کائنات حسن کی دنیا ہو، مال و دولت

کی دنیا ہو، جاہ وعزت کی دنیا ہو یا تاج وسلطنت کی دنیا ہو سب حق تعالیٰ کی ادنیٰ بھیک ہے، اتنی ادنیٰ بھیک ہے، اتنی ادنیٰ بھیک ہے جس کی قیمت سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَّا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةً﴾

(سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب ما جاء فی هوان الدنیا علی اللہ عزّ وجلّ، ابن ماجة، واحمد)

اگر پوری دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو خدا کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔ پس جنہوں نے بہت دنیا پالی تو اپنے پاس مچھر کا پر رکھ لیا۔

## صاحبِ نسبت کا مقام

اسی لیے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کی جامع مسجد کے منبر سے فرمایا تھا کہ اے سلاطینِ مغلیہ تم کو تخت وتاج مبارک ہو لیکن ولی اللہ دہلوی کے سینے میں ایک چھوٹا سا صندوقچہ ہے جس کا نام دل ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے کچھ جواہرات ہیں ؎

دلے دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش
کہ دارد زیرِ گردوں میر سامانے کہ من دارم

ولی اللہ دہلوی ایک دل رکھتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے کچھ جواہرات و موتی ہیں، آسمان کے نیچے مجھ سے دولت مند اگر کوئی ہو تو سامنے آئے۔ اور حافظ شیرازی فرماتے ہیں ؎

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس و کے را

جب حافظ شیرازی اللہ کی یاد میں مست ہوتا ہے تو ایک جو کے بدلے ایران کی دو بڑی سلطنت ''کاؤس'' اور ''کے'' کو خریدنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، یہ علامت ہے نسبت کی، جو شخص حسن کی دنیا سے، جاہ اور عزت کی دنیا سے، سورج اور چاند

کی دنیا سے بک جائے تو سمجھ لو کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی نسبت خاصہ سے محروم ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی نسبتِ خاصہ کا نور اس کے قلب و روح کو عطا ہوتا تو یہ ہرگز فروخت نہیں ہوسکتا تھا، آفتاب ستاروں سے نہیں بک سکتا، شیر لومڑیوں سے نہیں بک سکتا۔ لیکن اللہ والوں کی پہچان کیا ہے؟ ان کی پہچان یہی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن راستوں سے گذرے ہیں، اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم جن راستوں سے گذرے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشِ قدم یعنی سنت کا راستہ ہے بس یہی ان دیوانوں کا راستہ ہے ۔

مستند رستے وہی مانے گئے
جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے
لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے
تا بمنزل صرف دیوانے گئے
آہ کو نسبت ہے کچھ عشاق سے
آہ نکلی اور پہچانے گئے

## نسبت مع اللہ کا نور مومن کی خاص دولت ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو نسبت اور اپنی ولایت اور اپنی محبت اور تعلق مع اللہ کی دولت عطا فرماتا ہے تو پھر وہ ساری کائنات سے فروخت نہیں ہوسکتا، کائنات میں سورج اور چاند بھی ہیں، اس کا سورج اور چاند الگ ہوتا ہے، ہر صاحبِ نسبت ولی اللہ کا چاند اور سورج الگ ہوتا ہے، اگر اللہ سے ان کو غفلت ہو جائے، ایک بھی خطا یا گناہ ہو جائے جس کی وجہ سے دل میں اندھیرا آجائے تو پھر ان کو آفتاب اور چاند میں کوئی روشنی محسوس نہیں ہوتی، ساری کائنات ان کو اندھیری معلوم ہوتی ہے، اس لیے اپنے ایک شعر میں اختر نے اہل اللہ کی اس حالت کو بیان کیا ہے کہ ۔

تیرے بن کیوں اندھیرا اندھیرا ہوا
میری دنیا کا شمس و قمر کیا ہوا

''تیرے بن'' یعنی اللہ کے بغیر سورج اور چاند سے ان کو کیوں روشنی نہیں ملی؟ اس لیے کہ اللہ والوں کا چاند اور سورج اور ہے، اس چاند اور سورج سے تو کافر بھی روشنی حاصل کرتا ہے، روشنی لینے میں کافر بھی ہمارے ساتھ مشترک ہے، جو چیز ہم میں اور دشمنوں میں مشترک ہو وہ ہماری خاص چیز نہیں ہوسکتی۔ اس لیے مسلمانوں کو جو خاص دولت ملی ہے وہ نسبت مع اللہ کا نور ہے جس کے سامنے آفتاب و ماہتاب کی کوئی حقیقت نہیں، سورج اور چاند اس کے سامنے شرمندہ ہیں، علیٰ معرض الخفاء ہیں، سورج اور چاند کی روشنی اس کے سامنے ماند ہے، اس لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے خدا! آپ کا نور جس کے دل میں داخل ہوجائے تو آپ کی وہ شان ہے کہ ؎

گر تو ماہ و مہر را گوئی خفا
گر تو قدِ سرو را گوئی دوتا

اگر چاند اور سورج کو آپ کہہ دیں کہ تم بے نور ہو، تم نہایت مخفی مخلوق ہو، تمہارے اندر کچھ روشنی نہیں ہے، تم دو کوڑی کے ہو اور اے اللہ! اگر آپ سرو کے درخت کو ٹیڑھا کہہ دیں کہ تم ٹیڑھے ہو حالانکہ سرو کا درخت سیدھا ہوتا ہے، شاعر لوگ اپنے معشوق کے قد و قامت کو سرو کے درخت سے تشبیہ دیتے ہیں اور آگے چلئے ابھی سب مبتداء ہیں، خبر آگے آرہی ہے، جزاء آگے آرہی ہے ؎

گر تو کان و بحر را گوئی فقیر
گر تو چرخ و عرش را گوئی حقیر

اگر آپ سونے اور چاندی کی کانوں کو جہاں لاکھوں ٹن سونا ہوتا ہے اور سمندر جس میں کروڑوں کے موتی چھپے ہوتے ہیں، اے اللہ! اگر آپ سونے چاندی کی کان کو

اور سمندر کے موتی بھرے دامن کو تہی دست اور قلاش قرار دے دیں کہ تم فقیر ہو، نہایت قلاش اور تنگ دست ہو، مسکین ہو محتاج ہو، گدا ہو، اور اے اللہ! اگر آپ عرشِ اعظم اور ساتوں آسمانوں سے فرمادیں کہ تم سب کے سب حقیر مخلوق ہو ؎

آں بہ نسبت باکمالِ تو رواست
ملک و اقبال و غنا ہا مر تو راست

تو آپ کے کمالات کے لیے آپ کو زیبا ہے کہ آپ یہ سب کہہ دیں کیونکہ آپ ان کو بھیک دینے والے ہیں، چاند اور سورج کو روشنی کی، سمندر کو موتیوں کی اور کانوں کو سونے کی بھیک دینے والے ہیں۔ ایک اللہ والے جارہے تھے اُن سے کسی نے پوچھا کہ بڑے میاں! تمہارے پاس کتنا سونا ہے؟ جب دیکھو لوگ تمہیں شاہ صاحب شاہ صاحب کہہ رہے ہیں، ارے شاہوں کے پاس تو خزانہ ہوتا ہے، تیرے پاس کتنا سونا ہے؟ اس اللہ والے نے وہ شعر پیش کیا کہ معترض اپنا سا منہ لے کے رہ گیا۔ اس اللہ والے نے کہا ؎

بخانہ زر نمی دارم فقیرم
ولے دارم خدائے زر امیرم

میرے گھر میں سونا تو نہیں ہے میں فقیر ہوں لیکن میں اپنے دل میں خدائے زر کو رکھتا ہوں جو سونے کا پیدا کرنے والا ہے، میرے دل میں اللہ کا نور اور تعلقِ خاص ہے۔

## نسبت مع اللہ کی ایک خاص علامت

اب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر سن لیجیے جو میرے مضمون کا ترجمان ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا تعلقِ خاص، نسبت مع اللہ، تعلق مع اللہ کی دولت سے نوازتا ہے، نسبت علیٰ سطح الولایت عطا کرتا ہے، ولایتِ خاصہ نصیب فرماتا ہے وہ عام مومنین سے بالاتر ہوجاتا ہے، اس کا مقام یہ ہوتا ہے کہ ساری

کائنات اس کونہیں خرید سکتی، سارے عالم میں وہ جہاں نگاہ ڈالتے ہیں ان کی نگاہ میں ساری کائنات گری ہوئی نظر آتی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دِل کی

محفل سے مراد محفلِ عالم، محفلِ کائنات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نسبت عطا فرماتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نسبت مع اللہ اور تعلق مع اللہ کی دولت نصیب فرماتا ہے تو اس صاحبِ نسبت کی نگاہوں میں پوری کائنات پھیکی پڑ جاتی ہے اور وہ دنیا میں کسی طاقت سے کسی قیمت سے فروخت نہیں ہوسکتا اور دوسرا شعر فرمایا ؎

بس اِک بجلی سی پہلے کوندی پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

جب اللہ تعالیٰ دل میں آتا ہے تو ساری کائنات کالعدم ہوجاتی ہے اور ہر طرف اس کو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے۔ یہ خواجہ عزیز الحسن مجذوب کا شعر ہے جو مسٹر تھے لیکن تھانہ بھون میں اپنی ٹرکومس کرکے علماء کے شیخ بن گئے، بڑے بڑے علماء نے ان کو اپنا پیر بنایا، یہ ہے حکیم الامت تھانوی کی صحبت کا فیضان اور یہ ہے اللہ والوں کی دعاؤں کا صدقہ کہ ایک مسٹر کو علماء کا پیر بنادیا اسی کو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اے میرے حکیم الامت ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کردیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کردیا

## صاحبِ نسبت اور عام مومن میں فرق

جامعہ اشرفیہ کے بانی مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ خواجہ صاحب چوبیس ہزار مرتبہ ذکر کرتے تھے اور ذکر کے درمیان میں یہ تین شعر پڑھا کرتے تھے ؎

دل میرا ہوجائے اِک میدانِ ھُو
تو ہی تو ہو، تو ہی تو ہو، تو ہی تو
اور میرے تن میں بجائے آب و گِل
دردِ دل ہو، دردِ دل ہو، دردِ دل
غیر سے بالکل ہی اُٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

یہ شعر بہت عاشقانہ انداز میں پڑھتے تھے، محبت اور درد بھرے دل سے ایک مرتبہ اللہ کہنا اُس مقام پر پہنچتا ہے جہاں عام لوگوں کا لاکھوں مرتبہ اللہ اللہ کہنا نہیں پہنچ سکتا اسی لیے بزرگوں نے فرمایا کہ کمیت کی فکر مت کرو، مقدار اور تعداد کی فکر مت کرو، اہل اللہ سے درد بھرا دل حاصل کرو تو درد بھرے دل سے ایک مرتبہ اللہ کہنا بھی آپ کے لیے زمین سے آسمان تک شربت روح افزا سے بھر دے گا یعنی نور ہی نور پیدا ہوجائے گا۔ میں مثال دیتا ہوں کہ ہوائی جہاز میں ریل گاڑی کی بہ نسبت کم لوہا ہوتا ہے لیکن کیفیت کس کی زیادہ ہوتی ہے؟ ہوائی جہاز کی کیونکہ جہاز میں اسٹیم زیادہ ہوتی ہے، چار گھنٹے میں جدہ پہنچا دیتا ہے اور ریل گاڑی لوہا اور جسم کے اعتبار سے تو بھاری بھر کم ہے، جسم کے لحاظ سے جہاز پر برتری کا دعویٰ کرسکتی ہے لیکن اپنی اڑان اور پرواز کے لحاظ سے جہاز اس کا دعویٰ باطل کردیتا ہے لہٰذا اگر کوئی صاحبِ نسبت ایک دفعہ اللہ کہے تو غیر صاحبِ نسبت کا لاکھوں مرتبہ اللہ کہنا اس کے برابر نہیں ہوسکتا، یہی وجہ ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے عقلِ سلیم عطا فرمائی ہے وہ اپنی تنہائی کی عبادتوں سے زیادہ صحبتِ اہل اللہ اختیار کرتے ہیں۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جن کو اللہ نے اپنی معرفت عطا فرمائی ان کی دو رکعات یعنی عارف کی دو رکعت غیر عارف کی ایک لاکھ رکعات سے افضل ہے۔

## صحبت اہل اللہ، نسبت مع اللہ کے حصول کا ذریعہ ہے

ایک مرتبہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی پڑھا رہے تھے، کسی نے پوچھا کہ مولانا رومی، شمس الدین تبریزی پر کیوں فدا ہوگئے؟ حاجی صاحب نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ مولانا رومی اپنے پیر شمس الدین تبریزی پر اس لیے عاشق ہوئے کہ سو برس کے تہجد اور ذکر اور فکر سے جس مقام پر پہنچتے شمس الدین تبریزی کی صحبت کی برکت سے چند ساعت میں اس مقام پر فائز ہوگئے چنانچہ جس کی کھائی اُس کی گائی، جب آدمی کو اللہ والوں سے کچھ ملتا ہے تو ضرور اس کی تعریف کرتا ہے اور دنیا اور دنیا کی لذات اور سلطنت اور تخت و تاج اس کی نگاہوں سے گر جاتے ہیں۔

## اللہ تعالیٰ کی گدائی کروڑہا سلطنت سے افضل ہے

سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے آدھی رات کو سلطنتِ بلخ چھوڑی تھی، ذرا ہمیں کوئی بادشاہت چھوڑ کر دِکھائے، اگر خدائے تعالیٰ کی یاد میں سلطنت سے زیادہ مزہ نہ ملتا تو پلاؤ چھوڑ کر دال روٹی کی طرف کوئی شخص نہیں آسکتا، دال روٹی والے پلاؤ کی طرف جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اللہ کے نام کی لذت بریانی اور پلاؤ اور شامی کبابوں سے زیادہ اور سلطنتِ بلخ سے زیادہ عزیز تھی اور اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت جب ان کو منکشف ہوئی تو سلطنت ان کی نگاہوں میں ہیچ ہوگئی اور چونکہ سلطنت اللہ کی یاد میں اور اللہ کی اطاعت میں حائل ہورہی تھی اس لیے انہوں نے سلطنتِ بلخ چھوڑ دی۔

سلطنت ترک کر کے سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے دس برس غارِ نیشاپور میں عبادت کی۔ ایک دن ان کا ایک وزیر آیا، اس نے دل میں کہا کہ کیا بے وقوف ملا ہے جو بادشاہت چھوڑ کر جنگل میں دریا کے کنارے اللہ کو

یاد کررہا ہے۔ حضرت ابراھیم ابن ادھم کو یہ بات منکشف ہوگئی فوراً اپنی سوئی جس سے گدڑی سی رہے تھے دریا میں ڈال دی اور فرمایا اے مچھلیو! میری سوئی لاؤ ؎

صد ہزاراں ماہیے اللّٰہیے

سوزنِ زر بر لبِ ہر ماہیے

ایک لاکھ مچھلیاں سونے کی سوئی لے کر حاضر ہوگئیں، یہ ہے سلطنت، اس کو سلطنت کہتے ہیں، انہوں نے ڈانٹ کر فرمایا کہ اے مچھلیو! میری لوہے والی سوئی لاؤ جس سے میں گدڑی سی رہا تھا، ایک مچھلی نے غوطہ مارا اور لوہے والی سوئی لے آئی۔ کَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ اللہ والوں کی کرامت برحق ہے، وزیر جس نے کہا تھا کہ یہ ملّا بے قوف ہے، سلطنت ترک کر کے ریت پر گداگری کررہا ہے لیکن اس ظالم کو یہ خبر نہیں تھی کہ اللہ کی گدائی کروڑ ہا سلطنت سے افضل ہے، اس نے پیر پکڑ کر رونا شروع کردیا اور کہا کہ مچھلیاں جانور ہو کر آپ کے مقام سے آگاہ ہیں اور میں انسان ہو کر آپ کا مذاق اُڑا رہا تھا، مجھے نہیں معلوم تھا کہ پہلے آپ خشکی کے بادشاہ تھے اور اب خشکی وتری، بحر وبر کے بادشاہ ہوگئے مجھے معاف کردیجئے اور اپنی خدمت میں قبول فرمائیے، غرض وہ چھ مہینے ان کی صحبت میں رہا اور صاحبِ نسبت ہو کر ولی اللہ بن کر گیا۔

جس طرح نمک کی کان میں جو چیز گر جائے نمک بن جاتی ہے اسی طرح اللہ والوں کے پاس جو اخلاص کے ساتھ رہ پڑے تو گنہگار سے گنہ گار بھی ایک دن اللہ والا بن جاتا ہے۔ جگر صاحب مرادآبادی اتنی زیادہ شراب پیتے تھے کہ دو آدمی پکڑ کر مشاعرے میں بٹھاتے تھے لیکن جب وقت آگیا تو ؎

سن لے اے دوست! جب ایام بھلے آتے ہیں

گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

جب اللہ نے ان کو جذب فرمایا تو انہوں نے اپنے دیوان میں یہ شعر بڑھایا ؎

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

## ہمت کرنے سے گناہ چھوٹ جاتے ہیں

جگر صاحب کا قصہ مختصراً عرض کرتا ہوں، انہوں نے تھانہ بھون پہنچ کر حکیم الامت سے چار باتوں کی دعا کرائی کہ دعا کیجئے کہ (۱) میں حج کر آؤں (۲) ڈاڑھی رکھ لوں (۳) شراب چھوڑ دوں (۴) اور میرا خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ حکیم الامت کے ہاتھ اُٹھ گئے۔ آہ! اللہ والوں کی دعا کیا شان رکھتی ہے فوراً ہی شراب چھوڑ دی۔ یوپی کے ڈاکٹروں کے بورڈ نے کہا کہ اگر آپ شراب نہیں پئیں گے تو مر جائیں گے، شراب پینا آپ کے لیے انتہائی ضروری ہے کیونکہ آپ اتنا زیادہ پی چکے ہیں کہ اب چھوڑنا ممکن نہیں ہے، جگر صاحب نے کہا کہ اگر پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا؟ ڈاکٹروں نے کہا کہ آٹھ دس سال گاڑی اور چل سکتی ہے فرمایا کہ اگر پیتا رہوں گا اور آٹھ دس سال کے بعد مروں گا تو خدا کے غضب اور قہر کے سائے میں مروں گا اس سے بہتر ہے کہ توبہ کی برکت سے خدائے تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں مروں، شراب چھوڑنے سے اگر جگر کو موت آتی ہے تو میرے دل وجگر اس اللہ پر قربان اور فدا ہیں، میں اللہ کی رحمت کے سائے میں ابھی مرنا پسند کرتا ہوں، مجھے ایسی زندگی نہیں چاہیے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں۔ میرا ایک اردو شعر ہے کہ جب نفس وشیطان کہے کہ یہ گناہ کرلو بڑا مزہ آئے گا تو نفس وشیطان کو جواب دینے کے لیے اختر کا یہ شعر یاد کر لیجیے ؎

میں ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتا ہوں
کہ جن سے رب میرا اے دوستو! ناراض ہوتا ہے

تو حضرت تھانوی کی دعا کی برکت سے جگر صاحب حج کر آئے،

وہیں ڈاڑھی رکھ لی جو بمبئی تک آتے آتے بڑی ہوگئی، ماشاءاللہ ڈاڑھی بڑھی بھی بہت تیزی سے، یہ عجیب معاملہ ہے کہ ایسے رِند جب اللہ کے راستے میں آتے ہیں تو بہت تیزی سے ترقی کرتے ہیں، خواجہ صاحب نے کیا خوب شعر کہا ہے ؎

نیا توبہ شکن جب داخلِ میخانہ ہوتا ہے
نہ پوچھو رنگ پر پھر کس قدر میخانہ ہوتا ہے

جگر صاحب نے بمبئی پہنچ کر آئینے میں ڈاڑھی دیکھی، اُس وقت پاکستان ہندوستان ایک تھا، ہندوستان کے لوگ بمبئی سے حج کرنے جاتے تھے تو جگر صاحب نے ڈاڑھی دیکھ کر یہ شعر کہا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

## صحبت اہل اللہ کا نفع کامل نفس کو مٹانے سے حاصل ہوتا ہے

عبدالحفیظ شاعر جن کا مجموعۂ کلام دیوانِ حفیظ کے نام سے ہے انہوں نے حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت آپ کیسے بزرگ بن گئے آپ تو وکالت کرتے تھے، ایل ایل بی تھے، ڈاکٹر عبدالحی صاحب کہنے لگے کہ بھئی! مجھے کسی نے بنایا ہے، تم بھی تھانہ بھون جاؤ تو انہوں نے کہا میں تو بہت شراب پیتا ہوں، کہنے لگے کہ جاؤ تو، سب گناہ چھوٹ جائیں گے، گدھا اگر نمک کی کان میں گر جائے تو وہ بھی نمک بن جاتا ہے مگر ایک شرط ہے کہ مرجائے، اگر زندہ رہا یعنی اپنی چلائی، اپنی خودرائی، اپنی خود بینی، اپنی مرضی چلائی تو نمک نہیں بنے گا گدھے کا گدھا ہی رہے گا اسی طرح اگر سالک شیخ کی مرضی پر فنا نہیں ہوا، اللہ کے احکامات کے سامنے اپنے نفس کو نہیں مٹایا تو خانقاہوں سے بھی پورا کام نہیں بنے گا البتہ کچھ نہ کچھ مل جائے گا ؎

مستی کے لیے بوئے مئے تند ہے کافی
مے خانے کا محروم بھی محروم نہیں ہے

ان شاء اللہ کچھ تو پا جائے گا لیکن میں ''کچھ'' نہیں چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ پورا پورا پا جائے۔ اس لیے عرض کر دیا کہ نمک کی کان میں جو گدھا گرے اور مر جائے، اپنے کو مٹا دے، نفس کو ختم کر دے تو وہ نمک بن جائے گا۔ اسی طرح شیخ کے سامنے جو اپنے نفس کو بالکل مٹا دے تو وہ ولی اللہ بن جاتا ہے بس ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن کر جناب حفیظ صاحب فوراً تھانہ بھون گئے، لیکن پہلے خانقاہ میں بیٹھ کر حجام کو بلایا اور ڈاڑھی منڈا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں آل انڈیا شاعر حفیظ جون پوری ہوں، حضرت نے پوچھا کیا چاہتے ہو؟ کہا بیعت ہونا چاہتا ہوں، فرمایا کہ اگر بیعت ہونا تھا تو جون پور سے سہارنپور آتے ہوئے چہرہ پہ جو نور نکل آیا تھا خانقاہ پہنچ کر اس کو کیوں منڈا دیا؟ انہوں نے کہا کہ حضرت آپ حکیم الامت ہیں میں مریض الامت ہوں، مریض کو چاہیے کہ حکیم پر اپنا پورا مرض ظاہر کر دے، اپنا سب کچا چھٹا دِکھا دکھا دے کہ میں یہ ہوں، ان شاء اللہ اب استرا نہیں لگے، لیکن ان کا یہ عمل صحیح نہیں تھا ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، ورنہ تو سب لوگ یہی کرنے لگیں۔ لیکن اخلاص تھا اس لیے حضرت نے ان کو بیعت فرما لیا۔

کچھ سال بعد جب دوبارہ حضرت حکیم الامت جون پور تشریف لے گئے تو ان کو حضرت پہچان نہ سکے، میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا یہ بڑے میاں کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ وہی عبد الحفیظ جون پوری ہیں جنہوں نے ڈاڑھی منڈوا کر آپ کے سامنے بیعت کی درخواست کی تھی اب یہ بڑے میاں نظر آ رہے ہیں ۔

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخر اولیاء

جب اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں جوش آتا ہے تو سو برس کے کافر کو نہ صرف یہ کہ ولی اللہ بناتا ہے بلکہ اولیاء اللہ کا سردار بنا دیتا ہے، اس کی رحمت، اس کے فضل وکرم کو ہم کیا سمجھ سکتے ہیں، وہ نااہلوں پر فضل کرتا ہے، کریم کی شان یہی ہے کہ جو نااہلوں پر فضل کر دے، ہماری تمناؤں سے زیادہ دے دے اور دینے میں اپنے خزانے کے ختم ہونے کا خوف نہ کرے، کریم کی یہ تین تعریفیں محدثین نے لکھی ہیں اَلْکَرِیْمُ ھُوَالَّذِیْ یُعْطِیْ بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ حق نہ بنتا ہو، بلا اہلیت دے دے، اَلْکَرِیْمُ ھُوَ الَّذِیْ یُعْطِیْنَا فَوْقَ مَاتَتَمَنّٰی بِہٖ ہماری امیدوں سے زیادہ دے دے اور اَلْکَرِیْمُ ھُوَ الَّذِیْ یُعْطِیْنَا وَلاَ یَخَافُ نَفَادَ مَاعِنْدَہٗ جس کو اپنے خزانے کے ختم ہونے کا خوف نہ ہو لہٰذا اگر ساری دنیا کو وہ ابدال واقطاب اور ولی اللہ بنا دے تو اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم کے سمندر سے ایک قطرہ کم نہیں ہوگا۔

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اخیر عمر میں ان پر کیفیت طاری ہوگئی تھی، مرض الموت میں اپنے کمرہ میں شمال وجنوب کی دیواروں تک لوٹتے تھے اور چیخ مار کر روتے تھے کہ یا اللہ مجھے معاف کر دے، روتے روتے جان دے دی، خدا کا خوف طاری ہوگیا، دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے کیسی مبارک موت عطا فرمائی، انہوں نے اخیر میں اپنے دیوان میں تین شعر بڑھا دیئے تھے، وہ شعر بھی غضب کے ہیں، دردِ دل سے نکلے ہوئے ہیں، جلا بھنا دل جب شعر کہتا ہے تو کچھ مت پوچھو کہ پھر کیسا شعر کہتا ہے، فرماتے ہیں ؎

مری کھل کر سیہ کاری تو دیکھو
اور ان کی شانِ ستاری تو دیکھو

گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں
گناہوں کی گراں باری تو دیکھو
کرے بیعت حفیظ اشرف علی سے
بہ ایں غفلت یہ ہشیاری تو دیکھو

ہشیاری اس کو کہتے ہیں، مبارک ہے وہ شخص جو کسی اللہ والے سے جڑ جائے اور اپنی مناسبت کا شیخ تلاش کرو، یہ ضروری نہیں کہ ہر آدمی کے لیے ہر صاحبِ نسبت مفید ہو جیسے خون کا گروپ ہر ایک کا الگ ہوتا ہے جس کا ڈاکٹر کہتے ہیں اُس کا خون چڑھایا جاتا ہے، اسی طرح روحانی بلڈ گروپ بھی ملانا پڑتا ہے، چند صحبتیں اور چند ملاقاتوں سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس بزرگ سے مجھے روحانی مناسبت ہے یا نہیں۔



## حکیم الامت کے جواہرات

اب میں نمبروار دو تین نصیحتیں، حکیم الامت کی تعلیمات کے جواہرات پیش کرتا ہوں:

نمبر ا۔ کوئی بھی غیر اختیاری چیز ہو اس سے کبھی پریشان نہ ہوں چاہے روزانہ خواب نظر آتا ہو کہ ہم دوزخ میں جل رہے ہیں لیکن اگر عمل اتباعِ سنت کا ہے تو ان شاء اللہ جنت میں جائے گا اور جو روزانہ اپنے کو جنت میں دیکھ رہا ہے لیکن روزانہ سنت کے خلاف زندگی گذارتا ہے تو سمجھ لو اس کا حال وہی ہوگا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنے والے مخالفین کا ہوا، معلوم ہوا کہ جتنا اختیار میں ہے اتنا عمل کرلو اور جو غیر اختیاری چیز ہے اس کی فکر نہ کرو۔

بعض لوگوں کو کوڑھ ہوجاتا ہے تو کیا وہ خودکشی کر لیتے ہیں؟ اسی طرح بعضوں کو ایسا روحانی مرض ہوتا ہے کہ اچھا نہیں ہوتا مگر ساری زندگی مجاہدہ کرتے رہو ان شاء اللہ اخیر میں اللہ اس کو جتا دیں گے۔ حکیم الامت کا ارشاد

ہے کہ جو لوگ اہلِ سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور مجاہدے میں نفس وشیطان سے ہار جیت چلتی رہتی ہے تو اخیر میں اللہ تعالیٰ ان کو جتا دیں گے اور اپنی محبت کو غالب کر کے ایمان کے ساتھ اُٹھالیں گے۔

نمبر۲۔ بعض لوگ نظر کی حفاظت میں ''عدم قصد نظر'' کو کافی سمجھتے ہیں ''عدم قصد نظر'' یعنی نظر ڈالنے کا ارادہ نہیں ہے، تو بازار میں ایسے لوگ بدنظری سے بچ نہیں سکتے، حکیم الامت فرماتے ہیں کہ یہ ارادہ کر کے چلو کہ کسی کی ماں، بہن، بہو، بیٹی کو نہیں دیکھنا، ''عدم قصد نظر'' کافی نہیں ہے، ''قصد عدم نظر'' ضروری ہے، ارادہ کرلے کہ جان چلی جائے مگر نہیں دیکھوں گا اور دیکھ کر احمقانہ پن نہیں کروں گا اور اس حماقت سے کچھ حاصل بھی نہیں ہے، پرایا مال دیکھ کر دل کو جلانا، تڑپانا بے وقوفی ہے یا نہیں؟ اپنی چٹنی روٹی کھاؤ، چٹنی روٹی نہ ہو تو اللہ ہی کافی ہے، اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی ہے۔

نمبر۳۔ جس طرح اذیت پہنچانے کا ارادہ تو نہیں ہے لیکن اس کا بھی ارادہ نہیں کرتے کہ میری ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قصد عدم ایذاء ضروری ہے، عدم قصد ایذاء کافی نہیں، قصد عدم ایذاء ہونا چاہیے، ارادہ کرلو کہ ہماری ذات سے کسی کو تکلیف نہ ہو جو سلوک کا حاصل ہے، تصوف کی روح ہے۔

## نسبت مع اللہ کے حصول کے لیے تین اہم اعمال

اس کے بعد تین اعمال کرلیں تو ویسے ہی ولی اللہ بنیں گے جیسے مولانا قاسم صاحب نانوتوی اور حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ تھے کیونکہ اولیاء صدیقین کا دروازہ آج بھی کھلا ہے بلکہ قیامت تک کھلا رہے گا صرف نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے، تو یہ تین کام کرلیں:

(۱)...... کسی اپنی مناسبت کے اللہ والے کی صحبت میں تسلسل کے ساتھ

رہیں۔ آپ کہیں گے اگر تسلسل کبھی کبھی چلا جائے تو؟ کبھی کبھار نہیں سدا بہار رہو جیسے مرغی کے پر میں انڈا اگر اکیس دن تک تسلسل سے نہیں رہے گا اس کو حیات نہیں ملے گی چاہے وہ مختلف مجلسوں میں اکیس دن پورے کرے، انڈے تین دن ایک دفعہ رہے پھر بھاگ گئے پھر دس دن ایک دفعہ رہ گئے اور پھر مرغی کے پروں سے نکل گئے اور آٹھ دن ایک دفعہ رہ گئے اس طرح اگرچہ اکیس دن ہو گئے لیکن اس طرح کچھ نہیں کام بنے گا، حکیم الامت کے الفاظ ہیں کہ ایک دفعہ زندگی میں چالیس دن کسی صاحبِ نسبت کی خانقاہ میں کسی اللہ والے کے پاس، اپنے شیخ کے پاس تسلسل کے ساتھ رہ لو، پھر ساری زندگی خط وکتابت کرتے رہو اور کبھی کبھی ملاقات بھی کرلو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ نسبت عطا ہو جائے گی۔

ایک صاحب نے حکیم الامت سے پوچھا کیا کہ کسی کی صحبت میں رہنا کیا ضروری ہے، صرف خط وکتابت سے کام نہیں چلے گا؟ تو فرمایا کہ اگر کسی کا میاں لاہور ہو اور بیوی کراچی میں ہو اور خط وکتابت کرتا رہے تو کیا اولاد ہو گی؟ تو تسلسل کے ساتھ روحانی صحبتوں کی ضرورت ہے۔

(۲)...... شیخ جو ذکر بتائے اس میں کبھی ناغہ نہ کرے، اگر ناغہ کرے تو کھانا بھی نہ کھائے، جب جسم کو فاقہ نہیں دیتا خوب ٹھونستا ہے تو روح کو فاقہ کرانے کا اس کو کیا حق حاصل ہے؟ اگر روح کو فاقہ ہی کرانا ہے تو پہلے جسم کو فاقہ کراؤ، کھانا نہ کھاؤ، نفس سے کہہ دو آج ذکر میں سستی کی ہے چلو پھر کھانا بھی بند کرو پھر تمہیں چھٹی دیں گے، پھر دیکھو نفس کیسا تلملاتا ہے، کہے گا ہم بالکل ذکر کریں گے، ہمیں روٹی چاہیے تو جب نفس شرارت کرے تو کہہ دو کہ آج تمہیں کھانا بھی نہیں دیں گے کیونکہ اگر جسم ہو اور روح نہ رہے تو ایک لقمہ نہیں کھا سکتے، جس کے صدقے میں روٹیاں بوٹیاں اُڑا رہے ہو پہلے اس کو غذا دو۔

ایک بزرگ فجر کے بعد اشراق تک مسجد میں رہے، ان کے مہمان کو جلد چائے پینے کی عادت تھی اس نے کہا کہ آپ اتنی دیر تک کیا کررہے تھے؟ اس اللہ والے نے کہا میں اپنی روح کو ناشتہ کرارہا تھا یعنی اشراق، تلاوت اور ذکر میں مشغول تھا تو ذکر کا ناغہ نہ کرے کہ ذکر کی برکت سے گناہوں سے خود بخود مناسبت ختم ہوتی جاتی ہے، اندھیرے خود دور ہوتے جاتے ہیں، دل میں اُجالے پھیلتے چلے جاتے ہیں، اللہ کا نور معمولی بات نہیں، اللہ کا نام بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا نام ہے اتنی بڑی مہربانیاں اس پر ہوتی ہیں اور ذکر کی برکت سے اس کے قلب میں آہستہ آہستہ گناہوں سے نفرت ہونے لگتی ہے۔

اگر ذکر میں دل نہ بھی لگے تو بغیر حضوریٔ دل، تشویشِ قلب، ہزاروں فکروں کے ساتھ بھی ذکر کرتا رہے، اس پر بھی اللہ تعالیٰ معیت خاصہ کا انکشاف کردے گا اور صاحبِ نسبت بنادے گا۔ یہ سب الفاظ حکیم الامت کے پیش کررہا ہوں، حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ دل لگے یا نہ لگے، دل حاضر ہو یا غیر حاضر یا تشویش قلب ہو، جو ذکر اللہ کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس پر معیتِ حق یعنی ولایتِ خاصہ کا انکشاف ہوگا یعنی نسبت عطا ہوجائے گی اور نسبت جب عطا ہوتی ہے اچانک عطا ہوتی ہے، ذکر دروازہ کھٹکھٹانا ہے، اللہ تعالیٰ کے در پر دستک دینا ہے، دستک تو دیر تک دی جاسکتی ہے لیکن دروازہ کھلنے میں دیر نہیں لگتی وہ تو اچانک کھلتا ہے، حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ذکر کرتے رہو ایک دن اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور رحم اور کرم آجائے گا اور نسبت اچانک عطا ہوجائے گی، بالکل دیر نہیں لگے گی، معلوم ہوگا کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا خاص نور آگیا ہے۔

خواجہ صاحب نے حضرت حکیم الامت سے پوچھا کہ جب نسبت عطا ہوتی ہے تو کیا سالک کو پتہ چل جاتا ہے؟ فرمایا جی ہاں ایسا پتہ چلتا ہے جیسے جب آپ بالغ ہوئے تھے تو آپ کو یاروں، دوستوں سے پوچھنا نہیں پڑا تھا کہ

یارو! بتانا میں بالغ ہوا یانہیں ایسے ہی جب روح بالغ ہوتی ہے تو روح کو ایک مستی، ایک کیف، ایک درد بھرا دل عطا ہوتا ہے، اللہ پر جان دینے کا ایک جذبہ نصیب ہوتا ہے اور نہ جانے کیا کیا ملتا ہے اس کی تفصیل نہیں کی جاسکتی۔ سلوک کی بات سنا رہا ہوں کیونکہ یہ وقت حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پیش کرنے کے لیے ہوتا ہے جس پر ہمارے بڑے بات کر گئے آج ان کا ایک چھوٹا ادنیٰ خادم پیش کررہا ہے۔

(۳)...... تیسری اور آخری سب سے اہم بات عرض کرتا ہوں کہ گناہوں کے زہر سے بچو، اسبابِ گناہ سے بھی دور رہو، نامحرم رشتہ داروں سے، چچی، ممانی، اپنے بھائی کی بیوی، اور اپنی سالی غرض جس جس سے بھی پردہ ہے ان سے نگاہ کی حفاظت کرو اور خواتین شرعی پردہ کریں، اسی طریقے سے مدارس میں جن بچوں کے ڈاڑھی مونچھ نہیں ہے ان سے اشعار بھی نہ پڑھوائیں، ان سے تنہائی بھی نہ کریں اور پیر بھی نہ دبوائیں۔

تین کام ہوگئے! نمبر ایک اللہ والوں کی صحبت میں تسلسل کے ساتھ چالیس دن لگالیں۔ نمبر دو شیخ جو ذکر بتادے اس میں کبھی ناغہ نہ کریں، بیماری ہے تو لیٹے لیٹے پڑھ لیں، پورا نہ کرسکیں تو آدھا ہی پڑھ لیں، ایک ہزار بتایا تو پانچ سو پڑھ لیں یا ایک سو ہی پڑھ لیں جیسے مسافرت میں اسٹیشن پر ایک ہی پیالی چائے جو اچھی بھی نہیں ہوتی مگر پی لیتے ہیں۔ نمبر تین معصیت سے بہت بچو، خانقاہوں میں رہنے اور ذکر کے باوجود جن لوگوں نے بدپرہیزیاں کیں، اپنی آنکھوں کو بدنظری سے نہیں بچایا، گندے اور خبیث خیالات سے دل کو نہیں بچایا تو پھر سمجھ لیجئے کہ وہ اللہ تک کبھی نہیں پہنچ سکے گا۔

## گناہوں کا زہر کھانے کا نقصان

میرے شیخ فرماتے تھے کہ اگر کسی پودے کے پاس آگ جلا دو تو کئی

سال لگ جائیں گے وہ ہرا بھرا نہیں ہوگا ایسے ہی جو گناہ کرلیتا ہے وہ اپنی نسبت کے پودوں کو آگ لگا دیتا ہے، بہت توبہ اور برسوں لگ جائیں گے تب کہیں جا کے تعلق مع اللہ کا درخت ہرا بھرا ہوگا۔ معافی تو اسی وقت ہوجائے گی، معافی میں دیر نہیں لگتی لیکن تعلق مع اللہ کا وہ ہرا بھرا درخت گناہوں سے جل جاتا ہے۔ اس لیے بزرگوں نے فرمایا کہ گناہوں کے زہر سے بچو۔

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جعلی خانقاہوں میں بس جمعرات کی بریانی کھلا دی اور ضربیں لگوادیں اور خانقاہ کا حق ادا ہوگیا، ہماری تھانہ بھون کی خانقاہ وہ خانقاہ ہے جہاں ہر سانس میں ایک غم دیا جاتا ہے، جائز ناجائز کا، سالک کو یہ فکر ہوجائے کہ مجھ سے کوئی کام ایسا تو نہیں ہوا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگئے ہوں، جس کو ہر وقت جائز ناجائز کا غم نہ ہو وہ سالک ہی نہیں، جتنا ضروری ذکر اللہ ہے اس سے زیادہ ضروری گناہوں سے اپنے کو بچانا ہے۔

دیکھئے اگر محمد علی کلے کو لاہور میں مقابلہ کرنا ہو تو اکیاون مرغی کا سوپ پلا دو اور دیسی گھی میں اکیاون انڈے تل کر کھلا دو لیکن اس میں تھوڑا سا زہر بھی ملا دو، اسی دن اکھاڑے میں ہار جائے گا تو گناہوں کا زہر بھی نفس وشیطان سے ہرا دیتا ہے۔ تو یہ تین اعمال جو کرے گا آج بھی ولایت کے اسی درجے پر پہنچے گا جس کا اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے وعدہ کیا ہوا ہے یعنی اولیاء صدیقین جس کا دروازہ قیامت تک کھلا ہوا ہے۔

بس اب دعا کیجیے! اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اللہ ہم سب کو اللہ والا بنا دے، تقویٰ والا بنا دے، اللہ والی زندگی عطا فرما دے، گناہوں کو چھوڑنے کی توفیق دے دے، ہمارے اسلاف اور اولیاء صدیقین کے درجے تک اللہ ہم سب کو پہنچا دے اور ہماری دنیا وآخرت بنادے، ہر غم اور فکر کو خوشیوں سے تبدیل فرمادے، روحانی وجسمانی بیماریوں کو صحتِ روحانی اور صحتِ

جسمانی سے تبدیل فرمادے اور ساری جائز تمنائیں پوری فرمادے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

## اے چشم اشک بار ترا ہے عجب بیاں

غم کے بغیر معرفت ہوتی نہیں عیاں
جیسے سیاہ پُتلی سے روشن ہے یہ جہاں

مشکل تھا دردِ عشق کا لفظوں میں ہو بیاں
اے آہ تیرا شکریہ تو خود ہے ترجماں

تو نے ہی راز کہہ دیا اے چشم خوں فشاں
ورنہ تھا مدتوں سے مرا دردِ دل نہاں

اے چشم اشکبار ترا ہے عجب بیاں
جیسے تجھے نہیں ہے کوئی حاجت زباں

تجھ کو ہو مبارک تری رفعت اے آسماں
ہوں مجھ کو مبارک مری سجدہ کی پستیاں

مدت سے دل نے آہ چھپایا تھا رازِ آہ
اے آہ تو نے فاش کیا راز بے بیاں

اختؔر اسی ویراں میں ہے نسبت کا خزانہ
جس نے گرا دیں اپنی تمنّا کی بستیاں

# کیا اثر تھا رسالت کی شان میں

نورِ سنت ہے کون و مکاں میں
کیا تجلّی تھی تیرے بیاں میں

عبد و سُلطاں کھڑے ایک صف میں
کیا اثر تھا رسالت کی شاں میں

فرق کالے و گورے کا تو نے
کس طرح سے مٹایا جہاں میں

یہ تھا تیری غلامی کا صدقہ
شانِ سُلطانیت شتر باں میں

جس نے کانٹے بچھائے تھے دیکھا
گُل بداماں ترے بوستاں میں

جو چلا تیرے نقشِ قدم پر
کامراں ہے وہ دونوں جہاں میں

ہو قمر جیسے انجم میں روشن
آپ تھے محفلِ اختراں میں

آپ کی شان بے انتہا کو
کس طرح لائے اختر بیاں میں



# کوئی حاجت ہو رکھتا ہوں تری چوکھٹ پہ سر اپنا

الٰہی اپنی رحمت سے تو کر دے باخبر اپنا
نہ انجم ہیں ہمارے اور نہ یہ شمس و قمر اپنا

سِوا تیرے نہیں ہے کوئی میرا سنگِ در اپنا
کوئی حاجت ہو رکھتا ہوں تری چوکھٹ پہ سر اپنا

خداوندا محبت ایسی دے دے اپنی رحمت سے
کرے اختر فدا تجھ پر یہ دل اپنا جگر اپنا

میں کب تک نفس دشمن کی غلامی سے رہوں رُسوا
تو کرلے ایسے ناکارہ کو پھر بارِ دگر اپنا

چُھڑا کر غیر سے دل کو تو اپنا خاص کر ہم کو
تو فضلِ خاص کو ہم سب پہ یا رب عام کر اپنا

بہ فیضِ مُرشدِ کامل تو کر دے ہنس زاغوں کو
کہ وقفِ خانقاہِ شیخ ہے قلب و جگر اپنا

تغافل سے جو کی توبہ تو ان کی راہ میں اختر
ہمہ تن مشغلہ ہے ذکر کا شام و سحر اپنا



# درد دل کا امام ہوتا ہے

جذب جس کا امام ہوتا ہے — راہ میں تیز گام ہوتا ہے

دل سے ان کا غلام ہوتا ہے — عشق جس کا امام ہوتا ہے

جس کا رہبر نہ ہو تو پھر اس کا — نفس بھی بے لگام ہوتا ہے

دوستو درد دل کی مسجد میں — درد ، دل کا امام ہوتا ہے

یہ کرامت ہے شیخ کامل کی — فیض طالب کا عام ہوتا ہے

رائیگاں آہ تو نہیں ہوتی — فضل اس پر بھی تام ہوتا ہے

کارفرما تو لطف ہے ان کا — ہم غلاموں کا نام ہوتا ہے

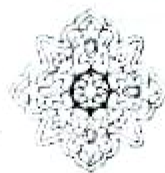
عالم غیب کے ہیں جام وسبو — جام ان کا ہی جام ہوتا ہے

گر نہ ہو دوستو کرم ان کا — عمر بھر عشق خام ہوتا ہے

اشکباری پہ فضل باری ہو — تب کہیں جا کے کام ہوتا ہے

گر مربّی نہ ہو کوئی اس کا — عشق بھی بے نظام ہوتا ہے

ذکر و تقویٰ کے نور سے اختر — نور نسبت تمام ہوتا ہے



# آہ و نالوں سے مٹ گئے ظلمات

آہ و نالوں سے مٹ گئے ظلمات ان کی یادوں سے مل گئے نفحات

ہر نفَس میر ان سے باتیں ہیں ان کے عاشق کے ہیں یہی درجات

غیر فانی بہارِ عشرت ہے تلخ حسرت کے ہیں یہی ثمرات

میر کہتے ہیں سرد آہوں پر گرمی وصل کی ملی سوغات

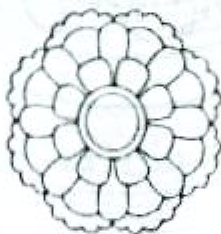
کس قدر تلخیاں ہیں غیروں میں کاش اپنوں میں رہتے ہم ہیہات

مرنے والوں پہ مرنے والوں پر سینکڑوں غم ہیں سینکڑوں آفات

کاش مرتے ہم اپنے خالق پر اور پاتے ہم ان سے انعامات

نارِ شہوت کو نورِ حق سے بجھا

پیرِ رومی کے ہیں یہ ارشادات



# عشق جب بے زباں ہوتا ہے

عشق جب بے زباں ہوتا ہے
رشکِ صد ہا بیاں ہوتا ہے

سر بوقت سجود عارف کا
فوقِ ہفت آسماں ہوتا ہے

درد دل کا زبانِ بسمل سے
آہ کیسا بیاں ہوتا ہے

فیض مُرشد سے ہو گیا محروم
جب کوئی بدگماں ہوتا ہے

جو محافظ نہیں نظر کا آہ!
زیرِ تیر و کماں ہوتا ہے

کیسے پائے گا قرب کی منزل
جب کوئی وقفِ ناں ہوتا ہے

دیکھ لو شانِ فیض پیغمبرؐ
شتر باں حکمراں ہوتا ہے

منزل قرب سے جو گذرے گا
منزلوں کا نشاں ہوتا ہے

سارا عالم کرے گا کیا اخترؔ
جس پہ حق مہرباں ہوتا ہے

